پاک و ہند میں زبان زد عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

3

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

حصہ سوم

تحقیق

مفتی طارق امیر خان صاحب
متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقاریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث
حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہ

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

تالیف .... مفتی طارق امیر خان صاحب

اشاعت اوّل .... مارچ 2020ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34604566 Cell: 0334-3432345

ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی

ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ فاروق اعظم، پشاور

مکتبہ بیت العلم، پشاور

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر

فہرست روایات

روایت	متن	صفحہ
روایت⑦	”لي مع الله وقت، لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل“. میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں کوئی فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا، اور جہاں کوئی نبی مرسل یعنی جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جاسکتے۔	۸۹
روایت⑧	”کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں، ایک ہزار رکعتوں اور ایک ہزار مریضوں کی عیادت کرنے سے افضل ہے“۔	۹۴
روایت⑨	”ما من نبي نُبِّىءَ إلا بعد الأربعين“. ہر نبی کو نبوت چالیس برس بعد ملی ہے۔	۱۰۲
روایت⑩	”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لمبی مونچھیں رکھے گا اس کو چار قسم کا عذاب دیا جائے گا: وہ میری شفاعت نہیں پائے گا، اور نہ وہ میرے حوض کوثر سے پانی پی سکے گا، اور اس کو قبر میں عذاب دیا جائے گا، اور اللہ تعالی اس کے پاس منکر نکیر کو غصے کی حالت میں بھیجیں گے“۔	۱۰۶
روایت⑪	”لأنين المذنبين أحب إلي من زجل المسبحين“. باری تعالی کا ارشاد ہے کہ گناہ گار بندوں کا رونا مجھے زیادہ محبوب ہے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سے۔	۱۱۱
روایت⑫	روزِ قیامت اللہ تعالی کا فقراء سے معذرت کرنا۔	۱۱۴
روایت⑬	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معلّمین کے لئے مالداری کی دعا فرمانا اور قُراء کے لئے فقر کی دعا فرمانا۔	۱۱۹

روایت (۱۴)	پیغمبر ﷺ کا معلّمین کے لیے بخشش، درازی عمر اور کمائی میں برکت کی دعا۔	۱۲۵
روایت (۱۵)	"نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص یہ چاہے کہ وہ جہنم کی آگ سے آزاد کردہ لوگوں کو دیکھے تو وہ علم کی طلب والوں کو دیکھ لے۔۔۔"۔	۱۳۷
روایت (۱۶)	"نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے، قل هو الله أحد، اکیس مرتبہ پڑھ کر مُردوں کو بخش دے تو اسے مُردوں کی تعداد کے بقدر اجر دیا جائے گا"۔	۱۴۰
روایت (۱۷)	آپ ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وتر کے بعد دو سجدے کر کے "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پڑھنے پر بہت سے فضائل کی بشارت دینا۔	۱۴۵
روایت (۱۸)	"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ما صب الله شيئا في صدري إلا وصبه في صدر أبي بكر. جو چیز بھی اللہ نے میرے دل میں ڈالی، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ڈال دی ہے"۔	۱۵۰
روایت (۱۹)	درود پڑھنے پر اللہ تعالی ستر ہزار پَروں والا ایک پرندہ پیدا کریں گے جس کی تسبیح کا اجر درود پڑھنے والے کو ملے گا۔	۱۵۳
روایت (۲۰)	جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے اسے موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔	۱۵۶
روایت (۲۱)	حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تنور کی آگ سے آپ ﷺ کے رومال کے میل کچیل کو صاف کرنا، اور رومال کا نہ جلنا۔	۱۵۸

روایت (۲۲)	”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے“۔	۱۷۰
روایت (۲۳)	ستائیس رجب کے روزے و نماز پر سو سال کے روزوں و نماز کا ثواب۔	۱۸۶
روایت (۲۴)	”من أكرم حبيبته، وفي رواية كريمتيه لايكتب بعدالعصر“. جو شخص اپنی محبوب چیز اور ایک روایت میں ہے دو مکرم چیزوں کا اکرام کرنا چاہے تو وہ عصر کی نماز کے بعد نہ لکھے۔	۱۹۵
روایت (۲۵)	افطار کی دعا: ”اللّٰهم لك صمت وبك آمنت وعليك توكلت وعلى رزقك أفطرت“. یہ دعا اس وجہ سے تحقیق کا جزء ہے کہ افطار کی یہ دعا عوام کی زبانوں پر مذکورہ الفاظ سے مشہور ہے، حالانکہ دعا میں: ”وبك آمنت وعليك توكلت“. کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، صرف یہ الفاظ ثابت ہیں: ”اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت“. تفصیل ملاحظہ ہو۔	۲۰۰
روایت (۲۶)	حدیثِ ہریسہ، جس میں ایک خاص کھانے ہریسہ استعمال کرنے پر قوتِ جماع وغیرہ پر تقویت کا ذکر ہے۔	۲۰۳
روایت (۲۷)	”أحبوا العرب لثلاث: لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل الجنة عربي“. آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عربوں سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کیا کرو، کیونکہ میں	۲۳۴

	عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہوگی۔	
روایت (۲۸)	"ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں فقیر ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "نکاح کرلو"۔ نکاح کے بعد پھر دوبارہ آکر کہا: میں فقیر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "نکاح کرلو"۔ یہاں تک کہ اس شخص نے آپ ﷺ کے فرمانے پر چار نکاح کر لئے، پھر اللہ نے اسے مالدار کر دیا"۔	۲۶۳
روایت (۲۹)	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والوں کے لئے جنت ایسے مزین کی جاتی ہے جس طرح ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے مزین ہوتی ہیں۔	۲۶۸
روایت (۳۰)	"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ہنسنے سے قبر میں اندھیرا ہوتا ہے"۔	۲۷۱
روایت (۳۱)	نماز کی جانب جاتے ہوئے، ایک بوڑھے شخص کے احترام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان سے آگے نہ چلنا، اور اس پر ان کا اعزاز۔	۲۷۵
روایت (۳۲)	"إن أبا بكر لم يفضلكم بكثرة صلاة ولا صيام، ولكن بشيء وَقَر في صدره". ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت تم پر کثرتِ نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے دل میں پختہ ہے۔	۲۷۷
روایت (۳۳)	باری تعالی کا نبی ﷺ کو معراج کے موقع پر فرمانا کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت عرش پر آجائیں۔	۲۸۱

روایت ۳۴	دنیا کے جانوروں میں سے دس جانوروں کا جنت میں جانا۔	۲۸۷
روایت ۳۵	فجر کی سنتیں گھر میں ادا کرنے پر روزی میں وسعت، اہل خانہ کے مابین تنازع نہ ہونا، اور ایمان پر خاتمہ۔	۲۹۰
روایت ۳۶	"من صلى خلف عالم تقي، فكأنما صلى خلف نبي". جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔	۲۹۱
روایت ۳۷	"من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر". جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کر لیا، پھر وہ قتل کر دیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔	۲۹۸

روایت (٢٠)	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزِ قیامت ایک، ایک قبر سے ستر، ستر مردے اٹھیں گے“۔	٣٦٩
روایت (٢١)	”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لا إله إلا الله محمد رسول الله. جو شخص وضو سے پہلے یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالی وضوء کے ہر قطرے کے بدلے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا اور وہ قیامت تک کلمہ پڑھتے رہیں گے، اور ان سب کا ثواب اس شخص کو ملے گا“۔	٣٧٠
روایت (٢٢)	”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے گا تو قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا: اے رحمن کی تعریف کرنے والے! اٹھ، اور جنت میں داخل ہو جا“۔	٣٧٢
روایت (٢٣)	پہاڑ دیکھ کر ”فتبارك الله أحسن الخالقين“ پڑھنے پر، پہاڑ کے ذرات کے برابر نیکیاں۔	٣٧٥
روایت (٢٤)	تیئیس (٢٣) رمضان المبارک میں سورۂ عنکبوت وسورۂ روم پڑھنے پر جنت کی بشارت۔	٣٧٦
روایت (٢٥)	جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔	٣٧٧
روایت (٢٦)	ایک صحابی کا بیان کہ آپ ﷺ ان کے پاس دعوت دینے کے لئے سو (١٠٠) سے زائد مرتبہ گئے۔	٣٧٨
روایت (٢٧)	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چکی چلانا، آپ ﷺ کا چکی چلانے میں تین دن تک ان کی مدد کرنا، اور بالآخر ان کا مسلمان ہونا۔	٣٧٩

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' کے حصہ سوم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے دو حصوں میں تھے، اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی سلیم صاحب کے تعاون کا میں انتہائی مشکور ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اوّل (مفصل نوع)

روایت نمبر①

روایت: ”أذيبوا طعامكم بذكر الله عزوجل والصلاة، ولاتناموا عليه، فتقسوا قلوبكم“.

یادِ الٰہی اور نماز سے اپنا کھانا گلایا کرو، کھانا کھا کر سویا نہ کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

حکم: یہ منکر روایت ہے، محدثین کی ایک جماعت نے اسے من گھڑت یا من گھڑت کے مشابہ کہا ہے، بہر صورت آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔

اس کے دو طریق ہیں: ① بَزِیع ابو خلیل کا طریق ② اصرم بن خوشب کا طریق۔

پہلا طریق: بَزِیع ابو خلیل

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأوسط“[1] میں فرماتے ہیں:

”حدثنا الفضل بن الحُبَاب، قال: نا عبدالرحمن بن المبارك، قال: نا بَزِيْع أبوالخليل، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أذيبوا طعامكم بذكرالله عزوجل والصلاة، ولاتناموا عليه، فتقسوا قلوبكم“.

---

[1] المعجم الأوسط:۱۶۳/۵،رقم:۴۹۵۲،ت:طارق بن عوض الله بن محمد وعبد المحسن بن إبرهيم الحسيني،دار الحرمين ـ القاهرة.

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: یادِ الٰہی اور نماز سے اپنا کھانا گلایا کرو، کھانا کھا کر سو یا نہ کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب النبوي"[1] میں بطریق طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نیز حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل اليوم والليلة"[2] میں، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحين"[3] میں، حافظ ابو عبد اللہ محمد بن نصر مَرْوَزِی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر قيام الليل"[4] میں، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[5] میں، علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "أمالي"[6] میں تخریج کی ہے، اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[7] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات"[8] میں بسند ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اسے تخریج کیا ہے۔

تمام سندیں سند میں موجود راوی عبد الرحمن بن مبارک پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] الطب النبوي: ۲۶۵/۱، رقم: ۱۵۸، ت: مصطفى خضر دونمز التركي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھـ.

[2] عمل اليوم والليلة: ص: ۲۳۰، رقم: ۴۸۸، ت: بشير محمد عيون، دار البيان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھـ.

[3] المجروحين: ۱۹۹/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲ھـ.

[4] مختصر قيام الليل: ص: ۵۹، حديث أكادمي ـ فيصل آباد.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال: ۹۱/۲، رقم: ۲۲۰، ت: محمد أنس مصطفى، الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۳۳ھـ.

[6] الأمالي الشجرية: ۲۱۱/۱، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۳ھـ.

[7] شعب الإيمان: ۱۶۷/۸، رقم: ۵۶۴۴، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثالثة ۱۴۳۲ھـ.

[8] الموضوعات: ص: ۵۷۸، رقم: ۱۴۸۲، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۹ھـ.

روایت بطریق بَزِیع ابو خلیل پر ائمہ نقاد کا کلام

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”هما شبيهان [أي هذا وغيره] بالموضوع، أو نحو ما قال“[1]. یہ (یعنی زیر بحث روایت اور ایک دوسری روایت) من گھڑت روایت کے مشابہ ہیں، (روای کہتے ہیں) یا اس جیسی بات فرمائی تھی۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأوسط“[2] میں فرماتے ہیں: ”لم يرو هذا الحديث عن هشام بن عروة إلا بَزِيْع أبوالخليل“. (سند کے راوی) ہشام بن عروہ سے یہ حدیث صرف بزیع ہی نے نقل کی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: ”يروي ذلك كله بزيع أبو الخليل هذا، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، مناكير كلها، لايتابعه عليها أحد، وهو قليل الحديث“.[3]

---

[1] الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي:۷۰۷/۲،ت:سعدي الها شمي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۰۲هـ.

[2] المعجم الأوسط:۱٦۳/۵،رقم:٤۹۵۲،ت:طارق بن عوض الله،عبد المحسن الحسيني،دار الحرمين ـ بالقاهرة،الطبعة ۱٤۱۵هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۲۳/۲،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۳۳هـ.

تمام (زیرِ بحث و دیگر روایات) اس بزیع ابو خلیل نے نقل کی ہے، ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے، یہ سب منکر روایات ہیں، ان میں کسی نے بھی بزیع کی متابعت نہیں کی ہے، اور یہ بزیع قلیل الحدیث ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد لکھتے ہیں: "هذا منكر، تفرد به بَزِيْع، وكان ضعيفا". [1] یہ حدیث منکر ہے، بزیع اس میں متفرد ہے، اور بزیع ضعیف راوی ہے۔

اس قول کے بعد یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ان لفظوں سے تخریج کی ہے: "إذا اكلتم الطعام فأذيبوه بذكر الله، فإن الطعام إذا أكل ونيم عليه يقسي القلب". جب تم کھانا کھا چکو، تو یادِ الٰہی سے اسے گلاؤ، کیونکہ جب کھانا کھا کر سویا جاتا ہے تو دل سخت ہو جاتا ہے۔

فائدہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل و مقصود یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً محفوظ نہیں، جیسا کہ ان کے صنیع سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرفوعاً روایت تخریج کر کے اسے "منکر" کہا، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر اس کی تخریج کی، واللہ اعلم۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ "تذكرة الحفاظ" [2] میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے

---

[1] شعب الإيمان: ٨/١٦٧، رقم: ٥٦٤٤، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٥٢، رقم: ٣٩، ت: حامد عبد الله المحلاوي التميمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،

ہیں: ”وبزيغ هذا أبو الخليل الخصَّاف البصري، يروي الموضوعات عن الثقات“. یہ بزیغ ابو خلیل خصّاف بصری ہے، یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”هذاحديث موضوع على الرسول، قال ابن عدي: هومعروف ببَزِيْع فلعل أصرم سرقه منه، وأحاديث بَزِيْع كلها مناكير، لايتابعه عليها أحد، وقال الدارقطني: هو متروك، وقال يحي بن معين: وأصرم كذاب خبيث، وقال البخاري و مسلم: هو متروك، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات“. [1]

یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑی گئی ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بزیع (کے طریق) سے معروف ہے، شاید اصرم نے یہ حدیث بزیع سے سرقہ کی ہو، اور بزیع کی تمام تر احادیث منکر ہیں، ان میں کسی نے بھی بزیع کی متابعت نہیں کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ بزیغ متروک ہے، اور یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصرم کذاب خبیث ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیثیں گھڑتا تھا۔

الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ۔

[1] الموضوعات:٥٧٨،رقم:١٤٨٣،دارابن حزم ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ترتیب الموضوعات"[۱] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو برقرار رکھا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"سنده ضعيف"[۲]. اس کی سند ضعیف ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"رواه الطبراني في الأوسط، وفيه بَزِيْغ أبو الخليل وهو ضعيف"[۳]. اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں تخریج کیا ہے، اور اس کی سند میں بزیغ ابو خلیل ہے، یہ ضعیف راوی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

"أخرجه من الطريق الأول الطبراني في الأوسط، وابن السني في عمل اليوم والليلة، وأبونعيم في الطب، والبيهقي في الشعب، وقال: تفرد به بَزِيْع وكان ضعيفا [كذا فيه]، وأخرجه من الطريق الثاني ابن السني في الطب، واقتصر العراقي في تخريج الإحياء على تضعيفه "[۴].

---

[۱] ترتيب الموضوعات:ص:۲۴۰،رقم:۸۴۱،ت:زغلول،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[۲] المغني عن حمل الأسفار:۷٥۷/۲، رقم:۲۷۸٥،دار الطبرية ـالرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[۳] مجمع الزوائد:٥/ ۳٤،رقم:۷۹٥۸،ت:عبدالله محمددرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲ هـ.

[۴] اللآلئ المصنوعة:۲/ ۲۱٥،ت:محمد عبدالغني رابح،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۸هـ.

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل الیوم واللیلہ" میں، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں طریق اول سے اس کی تخریج کی ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کے بعد کہا ہے کہ سند میں موجود بزیع اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہے اور یہ شخص ضعیف ہے، نیز یہ روایت طریق ثانی سے ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں تخریج کی ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احیاء" میں اس طریق ثانی کو صرف ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ "نقل روایت میں بزیع متفرد ہے، اور وہ ضعیف ہے"، "لآلی" میں ہمارے پاس موجود نسخہ میں اسی طرح ہے، البتہ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعہ" میں نیز علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات" میں یہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "یہ منکر حدیث ہے، جس کے نقل میں بزیغ منفرد ہے، یہ ایک ضعیف راوی ہے"، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت راجح ہے، کیونکہ یہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق ہے، واللہ اعلم۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات" میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"رواه ابن عدي عن عائشة مرفوعا، وفي إسناده: أصرم بن حوشب كذاب، وفي إسناد له آخر عند ابن عدي أيضا: بَزِيْع أبو

الخليل وهو متروك، والحديث موضوع.

قال في اللآلئ: أخرجه الطبراني في الأوسط وابن السني في عمل اليوم والليلة، وأبو نعيم في الطب، والبيهقي في الشعب كلهم من طريق بَزِيْع، وأخرجه من طريق أصرم ابن السني في الطب، هذا معنى كلامه، ولا يصلح للتعقيب"[1].

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً تخریج کیا ہے، اس کی سند میں اصرم بن حوشب کذاب راوی ہے، نیز ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اس کی ایک دوسری سند تخریج کی ہے جس میں ابو خلیل بزیع متروک راوی موجود ہے، اور حدیث موضوع ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل الیوم واللیلہ" میں، ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں یہ روایت بزیع کے طریق سے تخریج کی ہے، اور بطریق اصرم ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں اس کی تخریج کی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہی ہے، لیکن یہ کلام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] الفوائد المجموعة:١٥٦،رقم:٧،ت:عبد الرحمن بن يحي المعلمي،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ.

”ذكر البيهقي أنه روى عن عمر قوله: إذا أكلتم الطعام، فأذيبوه بذكر الله، فإن الطعام إذا أكل و نِيْمَ عليه يقسي القلب والله أعلم“ [1].

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کے قول طور پر تخریج کیا ہے (یعنی مرفوعاً تخریج کے بعد، جس کے الفاظ یہ ہیں): جب تم کھانا کھا چکو تو یاد الٰہی سے اسے گلاؤ، کیونکہ کھانا کھا کر فوراً سو جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

”واعلم أن للحديث طريقين: الأول عن عبد الرحمن بن المبارك عن بَزِيْغ عن هشام عن عروة عن عائشة، والثاني عن أبي الأشعث عن أصرم بن حوشب عن عبد الله الشيباني عن هشام عن عروة عن عائشة، فأخرجه من الطريق الأول الطبراني في الأوسط وابن السني وأبو نعيم والبيهقي ومن الطريق الثاني ابن السني.

فأما بَزِيْغ فمتروك، بل قال بعضهم: متهم، وأما أصرم ففي الميزان عن ابن معين: كذاب خبيث، وعن ابن حبان: كان يضع على الثقات، وقال ابن عدي: هو معروف بِبَزِيْع، فلعل أصرم سرقه منه، ولهذا حكم ابن الجوزي بأنه موضوع، فقال: موضوع، بَزِيْع متروك، وأصرم كذاب، وتعقبه المؤلف[السيوطي] بأن العراقي اختصر [كذا فيه، والصحيح اقتصر] في تخريج الإحياء على تضعيفه، وأنت خبير

---

[1] تنزيه الشريعة:۲/۲۵۸،رقم:۸۸،ت:عبدالوهاب عبداللطيف وعبدالله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۴۰۱هـ.

بأن هذا التعقيب أوهن من بيت العنكبوت، وبأن له عند الديلمي شاهدا من حديث أصرم هذا عن علي مرفوعا: أكل العشاء والنوم عليه قسوة في القلب، هذا حاصل تعقبه"[1].

جان لو کہ حدیث کی دو سندیں ہیں: پہلا طریق عبد الرحمن بن مبارک، عن بزیغ، عن ہشام، عن عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، اور دوسرا طریق ابو اشعث، عن اصرم بن حوشب، عن عبد اللہ شیبانی، عن ہشام بن عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، پہلے طریق کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، نیز ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور دوسرا طریق ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

(پہلی سند میں موجود) بزیغ متروک راوی ہے، بلکہ بعض نے اسے "متہم" کہا ہے، رہی بات اصرم کی تو "میزان" میں ہے کہ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب، خبیث ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا تھا، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بزیع سے معروف ہے، ممکن ہے کہ اصرم نے اس بزیع سے اس کا سرقہ کیا ہو، اسی بناء پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے، آپ فرماتے ہیں: بزیع متروک ہے، اور اصرم کذاب۔

(علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احیاء" میں اسے صرف ضعیف کہا ہے، اور آپ بخوبی واقف ہیں کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تعاقب مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور

---

[1] فيض القدير: ۳۸/۲، ت: أحمد نصر الله، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ۱٤۳۱هـ.

ہے، نیز سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بطریق دیلمی رحمۃ اللہ علیہ اصرم کا طریق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بطور تعاقب کے ذکر کرنا بھی ایسے ہی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: شام کا کھانا کھا کر سو جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے، بس یہ ہے خلاصہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب کا۔

اس طریق میں ائمہ نقاد نے بزیع بن حسان کو علت قرار دیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بارے میں تفصیلی اقوال سامنے آجائیں، تاکہ روایت کا حکم سمجھنے میں آسانی ہو:

ابو خلیل بزیع بن حسان بصری خصّاف کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بَزِيْع بن حسان سمع هشام بن عروة، روى عنه عبد الرحمن بن المبارك“[1]. یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کوئی جرح وتعدیل نہیں کی۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى عن هشام بن عروة، حديث شبه الموضوع [كذا في الأصل] روى عنه عبد الرحمن بن المبارك، سمعت أبي يقول ذلك، وهو يقول: ذاهب الحديث“[2].

اس نے ہشام بن عروہ سے موضوع کے مشابہ حدیث نقل کی ہے، ان سے عبد الرحمن بن مبارک نے حدیث نقل کی ہے، میں نے اپنے والد کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے، نیز وہ اسے ذاهب الحديث بھی فرماتے تھے۔

---

[1] التاريخ الكبير: ۱۳۱/۲، رقم: ۱۹۴۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[2] الجرح والتعديل: ۴۲۱/۲، رقم: ۱۶۶۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ متہم ہے[1]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى عنه عبد الرحمن بن المبارك، يأتي عن الثقات بأشياء موضوعة كأنه المتعمد لها“[2]. ان سے عبد الرحمن بن مبارک نے حدیث نقل کی ہے، یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث لاتا تھا، گویا کہ وہ جان بوجھ کر اس طرح کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بزیع کے ترجمہ میں ان کی مناکیر تخریج کیں ہیں، جن میں زیر بحث روایت نقل کر کے آخر میں فرماتے ہیں:

”وهذه الأحاديث عن هشام بن عروة بهذا لإسناد مع أحاديث أخر، يروي ذلك كله بَزِيْع أبو الخليل هذا، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، مناكير كلها، لا يتابعه عليها أحد، وهو قليل الحديث“[3].

یہ تمام احادیث بمع دیگر احادیث کے ہشام بن عروہ سے اس ابو خلیل بزیع نے نقل کی ہیں، جن کی سند یہ ہے، ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا، یہ تمام منکر احادیث ہیں، ان میں کسی نے بھی بزیع کی متابعت نہیں کی ہے، اور یہ بزیع قلیل الحدیث ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بَزِيْع بن حسان الخصّاف أبو الخليل البصري، روى عن هشام بن عروة و محمد بن واسع أحاديث

---

[1] ميزان الاعتدال: ۳۰٦/۱، رقم: ۱۱۵۹، ت: على محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰٦ هـ.

[2] كتاب المجروحين: ۱۹۸/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۲۳/۲، رقم: ۲۹٤، ت: محمد أنس مصطفى، الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۳هـ.

موضوعة"[1] ابو خلیل بزیع بن حسان خصّاف بصری ہشام بن عروہ و محمد بن واسع کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"روى محمد بن بكار عنه، عن علي بن زيد بن جُدْعَان، وعطاء بن أبي ميمونة، عن زِرّ بن حُبَيْش، عن أبي بن كعب في فضائل القرآن سورة سورة. قال علي بن الحسن بن شقيق: سمعت عبدالله بن المبارك يقول: حديث أبي بن كعب هذا، أظن الزنادقة وضعته"[2] محمد بن بکّار نے بزیع سے، انہوں نے علی بن جدعان سے اور عطا بن ابی میمونہ سے، ان دونوں نے زِرّ بن حُبیش سے انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن کی سورت بسورت والی روایت نقل کی ہے۔ علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث زندیق لوگوں نے گھڑی ہے۔

"لسان المیزان"[3] میں ہے:"وقال البرقاني، عن الدارقطني: متروك، قلت: له عن هشام عجائب، قال: هي بواطيل، ثم قال: كل شيء له باطل".

برقانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے، میں نے کہا کہ ان کی ہشام سے "عجائب" منقول ہیں، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ باطل ہیں، پھر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی تمام روایات باطل ہیں۔

---

[1] كتاب الضعفاء:٦٦،رقم:٣٤،ت:فاروق حمادة،دار الثقافة- بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
[2] لسان الميزان:٢٧٧/٢،رقم:١٤٣٠،دار البشائر الإسلامية -بيروت،الطبعة الثانية ١٤٣٨هـ.
[3] لسان الميزان:٢٧٧/٢،رقم:١٤٣٠،دار البشائر الإسلامية -بيروت،الطبعة الثانية ١٤٣٨هـ.

حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”يروي أحاديث موضوعة، ويرويها عن الثقات“[١]. یہ من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اور انہیں ثقہ لوگوں کے انتساب سے نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”و بَزِيْع هذا أبو الخليل الخصَّاف البصري، يروي الموضوعات عن الثقات“[٢]. یہ ابو خلیل بزیع خصّاف بصری ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا تھا۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وهو ضعيف“[٣]. یہ ضعیف ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”وفيه بَزِيْع أبو الخليل، ونسب إلى الوضع“[٤]. اس میں بزیع ابو خلیل ہے، اور یہ وضع حدیث کی جانب منسوب ہے۔

طریق ثانی: اصرم بن حوشب کا طریق

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل“[٥] میں فرماتے ہیں:

”حدثنا يُسْر بن أنس أبوالخير، حدثنا أبوالأشعث، حدثنا أصرم

[١] لسان الميزان:٢/٢٧٧،رقم:١٤٣٠،دارالبشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٣٨هـ.

[٢] تذكرة الحفاظ:٥٢،رقم:٣٩،ت:خامد عبد الله المحلاوي التميمي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

[٣] مجمع الزوائد:٥/٣٤،رقم:٧٩٥٨،ت:عبدالله محمد درويش،دارالفكر-بيروت،الطبعة١٤١٢ هـ.

[٤] مجمع الزوائد:٢/١٣٨،رقم:٢٠٤٠،ت:عبدالله محمد درويش،دارالفكر-بيروت،الطبعة١٤١٢ هـ.

[٥] الكامل في ضعفاء الرجال:٢/٩١، رقم:٢٢٠،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

بن حوشب، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أذيبوا طعامكم بالصلاة، ولا تناموا عليه فتقسوا قلوبكم". حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نماز سے اپنا کھانا گلایا کرو، اور کھانا کھا کر سویا نہ کرو کہ اس سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بسندِ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو "موضوعات"[1] میں تخریج کیا ہے۔

اصرم بن حوشب کے طریق پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

تخریج روایت کے بعد آپ فرماتے ہیں: "وهذا الحديث يعرف ببَزِيْع أبي الخليل، عن هشام بن عروة، فلعل أصرم هذا سرقه منه"[2]. یہ روایت ابو خلیل بزیع سے ہشام بن عروہ کے طریق سے معروف ہے، ممکن ہے کہ اس اصرم نے اس کا سرقہ کیا ہو۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذاحديث موضوع على الرسول، قال ابن عدي: هومعروف ببَزِيْع، فلعل أصرم سرقه منه، وأحاديث بَزِيْع كلها مناكير، لايتابعه

---

[1] الموضوعات:ص:٥٧٨،رقم:١٤٨٣،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٩هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٩١/٢، رقم:٢٢٠،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

عليها أحد، وقال الدارقطني: هو متروك، وقال يحي بن معين: وأصرم كذاب خبيث، وقال البخاري و مسلم: هو متروك، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات"[۱].

یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑی گئی ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بزیع (کے طریق) سے معروف ہے، شاید اصرم نے یہ حدیث بزیع سے سرقہ کی ہو، اور بزیع کی تمام تر احادیث منکر ہیں، ان میں کسی نے بھی بزیع کی متابعت نہیں کی ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ بزیع متروک ہے، اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصرم کذاب خبیث ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب فرماتے ہوئے کہتے ہیں: "أخرجه من الطريق الأول الطبراني في الأوسط، وابن السني في عمل اليوم والليلة، وأبونعيم في الطب، والبيهقي في الشعب، وقال: تفرد به بَزِيْع وكان ضعيفا [كذا فيه]، وأخرجه من الطريق الثاني ابن السني في الطب، واقتصر العراقي في تخريج الإحياء على تضعيفه"[۲].

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل اليوم والليله"

---

[۱] الموضوعات:۵۷۸،رقم:۱٤۸۳،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[۲] اللآلئ المصنوعة:۲/ ۲۱۵،ت:محمدعبدالغني رابح،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨ هـ.

میں، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں طریق اول سے اس کی تخریج کی ہے، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کے بعد کہا ہے کہ سند میں موجود بزیع اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہے اور یہ شخص ضعیف ہے، نیز یہ روایت طریق ثانی سے ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں تخریج کی ہے، اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احیاء" میں اس طریق ثانی کو صرف ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل و مقصود یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً محفوظ نہیں، جیسا کہ ان کے صنیع سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرفوعاً روایت تخریج کر کے اسے "منکر" کہا، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر اس کی تخریج کی، واللہ اعلم۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الموضوعات"[1] میں سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"رواه ابن عدي عن عائشة مرفوعا، وفي إسناده: أصرم بن حوشب كذاب، وفي إسناد له آخر عند ابن عدي أيضا: بَزِيْع أبو الخليل وهو متروك، والحديث موضوع.

قال في اللآلئ: أخرجه الطبراني في الأوسط، وابن السني في عمل اليوم والليلة، وأبو نعيم في الطب، والبيهقي في الشعب كلهم من طريق بَزِيْع، وأخرجه من طريق أصرم ابن السني في الطب، هذا

---

[1] تذكرة الموضوعات:ص:١٤٣،كتب خانه مجيديه ـ باكستان.

معنى كلامه، ولا يصلح للتعقيب" [1].

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً تخریج کیا ہے، اس کی سند میں اصرم بن حوشب کذاب راوی ہے، نیز ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اس کی ایک دوسری سند تخریج کی ہے جس میں ابو خلیل بزیع متروک راوی موجود ہے، اور حدیث موضوع ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل الیوم واللیلہ" میں، ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں یہ روایت بزیع کے طریق سے تخریج کی ہے، اور بطریق اصرم ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب" میں اس کی تخریج کی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہی ہے، لیکن یہ کلام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ذكر البيهقي أنه روى عن عمر قوله: إذا أكلتم الطعام، فأذيبوه بذكر الله، فإن الطعام إذا أكل و نِيْمَ عليه يقسي القلب، والله أعلم" [2].

---

[1] الفوائدالمجموعة:١٥٦،رقم:٧،ت:عبد الرحمن بن يحي المعلمي اليماني،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٢٥٨/٢،رقم:٨٨،ت:عبد الوهاب عبداللطيف وعبدالله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے (یعنی مرفوعاً تخریج کے بعد، جس کے الفاظ یہ ہیں): جب تم کھانا کھا چکو تو یادِ الٰہی سے اسے گلاؤ، کیونکہ کھانا کھا کر فوراً سو جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"واعلم أن للحديث طريقين: الأول عن عبد الرحمن بن المبارك عن بَزِيْغ عن هشام عن عروة عن عائشة، والثاني عن أبي الأشعث عن أهرم [كذا في الأصل، والصحيح أصرم] بن حوشب عن عبد الله الشيباني عن هشام عن عروة عن عائشة، فأخرجه من الطريق الأول الطَبَرَانِي في الأوسط وابن السني وأبو نعيم والبيهقي، ومن الطريق الثاني ابن السني.

فأما بَزِيْع فمتروك، بل قال بعضهم: متهم، وأما أصرم ففي الميزان عن ابن معين: كذاب خبيث، وعن ابن حبان: كان يضع على الثقات، وقال ابن عدي: هو معروف بِبَزِيْع، فلعل أصرم سرقه منه، ولهذا حكم ابن الجوزي بأنه موضوع، فقال: موضوع، بَزِيْع متروك، وأصرم كذاب، وتعقبه المؤلف[السيوطي] بأن العراقي اختصر [كذا فيه، والصحيح اقتصر] في تخريج الإحياء على تضعيفه، وأنت خبير بأن هذا التعقيب أوهن من بيت العنكبوت، وبأن له عند الديلمي شاهدا من حديث أصرم هذا عن علي مرفوعا: أكل العشاء والنوم

عليه قسوة في القلب، هذا حاصل تعقبه"[1].

جانیئے کہ حدیث کی دو سندیں ہیں: پہلا طریق عبد الرحمن بن مبارک، عن بزیع، عن ہشام، عن عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، اور دوسرا طریق ابو اشعث، عن اصرم بن حوشب، عن عبد اللہ شیبانی، عن ہشام بن عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، پہلے طریق کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں، نیز ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور دوسرا طریق ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

(پہلی سند میں موجود راوی) بزیع متروک راوی ہے، بلکہ بعض نے اسے "متہم" کہا ہے، رہی بات اصرم کی تو "میزان" میں ہے کہ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب، خبیث ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا تھا، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بزیع سے معروف ہے، ممکن ہے کہ اصرم نے اس بزیع سے اس کا سرقہ کیا ہو، اسی بناء پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے، آپ فرماتے ہیں: بزیع متروک ہے، اور اصرم کذاب۔

(علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احیاء" میں اسے صرف ضعیف کہا ہے، اور آپ بخوبی واقف ہیں کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تعاقب مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور ہے، نیز سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بطریق دیلمی رحمۃ اللہ علیہ اصرم کا طریق حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

[1] فيض القدير: ۳۸/۲، ت: أحمد نصر الله، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ۱۴۳۱ھ.

سے مرفوعاً بطور تعاقب کے ذکر کرنا ایسا ہی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: شام کا کھانا کھا کر سو جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے، بس یہ ہے خلاصہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب کا۔

زیرِ بحث روایت میں ائمہ نے اصرم بن حوشب کو علت قرار دیا ہے، ذیل میں ان کے بارے میں ائمہ کے اقوال لکھے جائیں گے:

ابو ہشام اصرم بن حوشب ہمدانی کندی خراسانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" كذاب خبيث"[1]. یہ کذاب خبیث ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"هو متروك الحديث..."[2]. "یہ متروک الحدیث ہے۔۔۔"۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كان يضع الحديث على الثقات"[3]. یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وهذا الحديث يعرف بَبِزْيع أبي الخليل،عن هشام بن عروة، فلعل أصرم هذا سرقه منه"[4]. یہ حدیث

---

[1] الجرح والتعديل:٣٣٦/٢،رقم:١٢٧٣،بمطبعةمجلس دائرة المعارف العثمانية۔ حيدرآباد الدكن، الطبعة ١٣١٧ هـ.

[2] الجرح والتعديل:٣٣٦/١،رقم:١٢٧٣،بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية ۔ حيدر آباد الدكن،الطبعة ١٣١٧ هـ.

[3] كتاب المجروحين:١٨١/١،ت:محمودإبراهيم زايد،دارالمعرفة ۔بيروت .

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:٩١/٢،رقم: ٢٢٠،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ۔ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

ابو خلیل بزیع، عن ہشام بن عروہ کے طریق سے معروف ہے، شاید کہ اصرم نے اس سے سرقہ کی ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثني آدم، قال: سمعت البخاري قال: أصرم بن حوشب متروك"[1]. آدم فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اصرم بن حوشب متروک ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغنی"[2] میں فرماتے ہیں: "أصرم بن حوشب قاضي هَمَذَان عن زياد بن سعد، تركوه، واتُّهم". ہمذان کا قاضی جو زیاد بن سعد سے حدیث نقل کرتا ہے، محدثین نے اسے ترک کیا ہے، اور یہ متہم ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[3] میں فرماتے ہیں: "أصرم هالك". یہ اصرم تباہ حال شخص ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقال البخاري و مسلم و النسائي: متروك. وقال الدارقطني: منكر الحديث"[4]. بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ ونسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف من گھڑت قرار دیا ہے، حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ اسے موضوع کے مشابہ قرار

---

[1] الضعفاء الكبير: ١/١١٨، رقم: ١٤٢، ت: الدكتور عبدالمعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[2] المغني في الضعفاء: ١٥٠، ت: نور الدين عتر، دار احياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة ١٩٨٧م.
[3] ميزان الاعتدال: ١/ ٢٧٢، رقم: ١٠١٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
[4] لسان الميزان: ٢/٢١٠، رقم: ١٣٠٥، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٨هـ.

دیتے ہیں، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے من گھڑت ہونے کی جانب اشارہ فرمایا ہے، نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر قرار دیا ہے، الحاصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس کا انتساب کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقباً یہ فرمانا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں اس کی تخریج کی ہے، یہ بات محل نظر ہے کیونکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے منکر فرمارہے ہیں، یعنی یہ مرفوعاً محفوظ نہیں ہے، تفصیل گذر چکی ہے، اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے یہ فرمانا کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صرف ضعیف کہا ہے، سود مند نہیں ہے، کیونکہ سند میں موجود راوی بزیع حفاظ حدیث کے نزدیک متروک ہے، بلکہ یہ حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متہم راوی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعاقب کے بعد کہا کہ ''آپ جانتے ہیں کہ یہ تعاقب مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے''، نیز امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف لفظوں میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعاقب کو ردّ کر دیا ہے، واللہ اعلم!
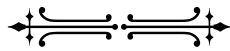
روایت نمبر ②

روایت: ”لوگوں کو قیامت کے دن ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا“۔

حکم: یہ منکر روایت ہے، بعض نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔

یہ روایت تین (۳) صحابہ سے مروی ہے:

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا طریق

روایت کا مصدر

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل في الضعفاء“[۱] میں ”اسحاق بن ابراہیم طبری“ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

”حدثنا محمد بن محمد الجُهَنِي، حدثنا علي بن بِشْر بن هلال بصنعاء، حدثنا إسحاق بن إبراهيم الطَبَرِي، حدثنا مروان الفزاري، عن حُميد الطويل، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يُدعى الناس يوم القيامة بأمهاتهم [سترا][۲] من الله عز وجل عليهم“.

---

[۱] الكامل: ۱/ ۳٤۳، رقم: ۱۷۳، ت: يحيى مختار غزاوي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۹ هـ.

[۲] ”الكامل“ کے دستیاب نسخہ میں لفظ ”سترًا“ نہیں ہے، اور قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہاں لفظ ”سترًا“ ساقط ہے، اس لئے اس کا اضافہ کر دیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”الموضوعات“ میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ستر پوشی کی غرض سے، انہیں ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔

روایت پر کلام سے پہلے سند میں موجود راوی "اسحاق بن ابراہیم طبری" کے حالات کا جائزہ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں لیا جائے گا، تاکہ روایت کا حکم سمجھنے میں آسانی ہو:

اسحاق بن ابراہیم طبری کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث"[1].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا، يأتي عن الثقات الأشياء الموضوعات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب"[2].

انتہائی منکر الحدیث ہے، ثقات سے موضوعات نقل کرتا ہے، اس کی روایت کا لکھنا جائز نہیں سوائے تعجب کے۔

امام ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الفضل وابن عيينة أحاديث موضوعة"[3]. یہ فضل اور ابن عیینہ کے انتساب سے من گھڑت

نقل کی ہے، جس میں لفظِ "ستراً" موجود ہے۔

[1] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٤٦، رقم: ٩٨، ت: موفق بن عبدالله بن عبدالقادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[2] المجروحين: ١/ ١٣٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] لسان الميزان: ٢/ ٣٠، رقم: ٩٨١، ت: عبدالفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایات نقل کرتا ہے۔

روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا الحديث أيضا منكر المتن بهذا الإسناد“. یہ روایت بھی اس سند سے منکر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کے بارے میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے [1]۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”هذا حديث لا يصح، والمتهم به إسحاق“ [2]. یہ روایت ”صحیح“ نہیں ہے اور اس میں اسحاق متہم ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تعاقب کرتے ہوئے طریق ابن عباس رضی اللہ عنہ بسند طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کیا ہے، جس کا ذکر آرہا ہے۔

علامہ مرعی بن یوسف حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۳۳ھ) نے ”الفوائد الموضوعة“ [1] میں مذکورہ روایت (قطع نظر کسی خاص سند کے) کو لکھنے کے بعد

---

[1] فتح الباري: ٥٦٣/١٠،ت:عبدالعزيز بن عبدالله بن باز،دارالمعرفة۔بيروت .

[2] كتاب الموضوعات:٢٤٧/٣،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٨٦ هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ روایت، ''سنن ابو داؤد'' کی روایت سے معارض ہے، جس کا ذکر آرہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ومن ذلك حديث: إن الناس يوم القيامة يدعون بأمهاتهم لا بآبائهم. هو باطل''[2]. انہیں میں سے ایک یہ حدیث ہے: ''لوگوں کو قیامت کے دن ان کی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، نہ کہ ان کے باپ کے نام سے''، یہ روایت باطل ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ روایت پر مزید کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''والأحاديث الصحيحة بخلافه، قال البخاري في صحيحه: باب ما يُدعى الناس يوم القيامة بآبائهم. ثم ذكر حديث: يُنصب لكل غادر لواء يوم القيامة بقدر غدرته، فيقال: هذه غدرة فلان بن فلان. وفي الباب أحاديث أخرى غير ذلك''.

اور صحیح احادیث اس روایت کے خلاف ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح'' میں لکھتے ہیں: یہ باب ہے کہ لوگوں کو روزِ قیامت اپنے آباء کے ناموں سے پکارا جائے گا، پھر یہ حدیث ذکر فرمائی: ''قیامت کے دن ہر دھوکہ دینے والے

[1] الفوائد الموضوعة: ص: ١٤٠، رقم: ٢٠١، ت: محمد بن لطفي الصباغ، دار الوراق ـ الرياض، الطبعة ١٤١٩ هـ.

[2] المنار المنيف: ص: ١٣٩، رقم: ٣١٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٥ هـ.

نیز حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''تهذيب السنن'' میں بھی ایسا ہی کلام فرمایا ہے (دیکھئے: تهذيب السنن: كتاب الأدب، ص: ٢٣٣٧، ت: إسماعيل بن غازي مرحبا، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٨ هـ).

کے لئے اس کے دھوکے کے بقدر ایک جھنڈا ہو گا، اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے"۔(حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)اور اس باب میں اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔

واضح رہے کہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مطلقاً ہے، کسی خاص سند کی حیثیت سے نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا منكر" [1]. یہ منکر روایت ہے۔

حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ (شارح صحیح بخاری) "باب هل يدعى الناس بآبائهم؟ " [كذافيه] [2] کے تحت لکھتے ہیں: "وفي قوله عليه السلام: (هذه غدرة فلان بن فلان) رد لقول من زعم أنه لا يدعى الناس يوم القيامة إلا بأمهاتهم، لأن في ذلك سترا على آبائهم، وهذا الحديث خلاف قولهم".

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "یہ فلاں کے بیٹے کا دھوکہ ہے" سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ "قیامت کے دن لوگوں کو صرف ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا، تاکہ ان کے آباء کی ستر پوشی ہو سکے"۔یہ حدیث ان کے اس قول کے خلاف ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ١/ ١٧٧، رقم: ٧١٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

[2] شرح صحيح البخاري لابن بطال: ٩/ ٣٣٥، ت: أبو تميم ياسر، مكتبة الرشد ۔ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

واضح رہے کہ حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مطلقاً ہے، کسی خاص سند کی حیثیت سے نہیں، نیز حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ [1]، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ [2]، حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ [3] اور علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ [4] نے اکتفاء کیا ہے۔

علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء" [5] میں زیرِ بحث روایت کے بارے میں حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا قول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأخرجه ابن عدي عن أنس وقال: منكر، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات". اس روایت کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے تخریج کیا ہے اور روایت کو منکر کہا ہے، نیز اس روایت کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "إن الله يدعو الناس يوم القيامة بأمهاتهم سترا عليهم، طرقه كلها ضعيفة" [6]. اللہ تعالی قیامت میں لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے بلائے گا ان کی پردہ پوشی کرتے ہوئے، اس

---

[1] شرح الكرماني: ۵۰۳/۱۰، ت: محمد عثمان، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۲۰۱۰ء.

[2] فتح الباري: ۵۶۳/۱۰، ت: عبدالعزيز بن عبدالله بن باز، دارالمعرفة ـ بيروت.

[3] عمدة القاري: ۳۰۷/۲۲، ت: محمد أحمد الحلاق، دارإحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[4] صحيح البخاري: ۹۱۲/۲، قديمي كتب خانه ـ كراتشي.

[5] كشف الخفاء: ٤۸۵/۲، رقم: ۳۲۳۸، ت: يوسف بن محمود، مكتبة العلم الحديث ـ دمشق الطبعة ۱٤۲۱هـ.

[6] أسنى المطالب: ص: ۸۳، رقم: ۳۳۲، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۸ هـ.

روایت کے تمام طریق ضعیف ہیں۔

اس کے بعد موصوف نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام، پھر روایت ہذا کا صحیح روایت کے معارض ہونے کا ذکر کیا ہے (جس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے)۔

روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا حکم

قارئین کے سامنے روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ائمہ کا کلام آچکا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ وحافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر"، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت روایات میں ذکر کرکے "لایصح" کہا ہے، ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہے، اس لئے مذکورہ روایت کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا طریق

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الکبیر" میں روایت بسندِ ابن عباس رضی اللہ عنہ تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثنا الحسن بن علوية القطان، ثنا إسماعيل بن عيسى العطار، ثنا إسحاق بن بِشْر أبو حذيفة، ثنا ابن جريج، عن ابن أبي مليكة، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله تعالى يدعو الناس يوم القيامة بأسمائهم سترا منه على عباده ..." [1]

---

[1] المعجم الكبير:١٢٢/١١،رقم:١١٢٤٢،ت:حمدي بن عبدالمجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية۔ مصر، الطبعة ١٤٠٤هـ.

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت قیامت کے دن لوگوں کو ان کے نام سے بلائیں گے، اپنے بندوں کی ستر پوشی کرتے ہوئے۔۔۔“۔

اہم فائدہ :

ہمارے پاس موجودہ ”معجم کبیر“ میں روایت کے الفاظ ”يدعو الناس يوم القيامة بأسمائهم“ ہیں، البتہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو الفاظ بحوالہ ”معجم کبیر“ ذکر کیے ہیں ان میں یہ الفاظ ہیں: ”إن الله يدعو الناس يوم القيامة بأمهاتهم سترا منه“. امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ الفاظ درست ہیں۔

روایت بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”فتح الباري“ [۱] میں تحریر فرماتے ہیں: ”وسنده ضعيف جدا“. اس کی سند شدید ضعیف ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے [۲]۔

علامہ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ”مجمع الزوائد“ [۳] میں مذکورہ روایت کو

---

۱ فتح الباري: ۵۶۳/۱۰، ت:عبدالعزيز بن عبدالله بن باز، دارالمعرفة۔بيروت .

۲ الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: ۱۱۸/۲، أيچ أيم سعيد ۔ كراتشي .

۳ مجمع الزوائد: ۶۵۱/۱۰، رقم: ۱۸۴۴۳، ت:عبدالله محمد درويش، دار الفكر۔بيروت، الطبعة ۱۴۱۲هـ.

نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

"رواه الطبراني، وفيه إسحاق بن بِشْر أبو حذيفة، وهو متروك".
اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، اور اس میں اسحاق بن بِشر ابو حذیفہ ہے اور وہ متروک ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں مذکورہ روایت کو لکھنے کے بعد، پہلے "معجم کبیر" کی سند لے کر آئے ہیں، پھر فرماتے ہیں:

"وفي الباب عن أنس رفعه بلفظ (يدعى الناس) وذكره، وعن عائشة، وكلها ضعاف". اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً "يدعي الناس" کے الفاظ کے ساتھ روایت ذکر کی گئی ہے، اور یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے، اور یہ تمام کے تمام طرق ضعیف ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[2] میں مذکورہ روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ لکھنے کے بعد حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(قلت) له طريق آخر، قال الطبراني: حدثنا الحسن بن علوية،

[1] المقاصد الحسنة: ص: ۱۴۹، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ هـ.
[2] اللآلئ المصنوعة: ۲/ ۳۷۳، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ۱۴۱۷هـ.

حدثنا إسماعيل بن عيسى القطان، حدثنا ابن بشر أبو حنيفة [كذا فيه، والصحيح حذيفة]، حدثنا ابن جريج، عن ابن أبي مليكة، عن ابن عباس قال: قال رسول الله: إن الله يدعو الناس يوم القيامة بأمهاتهم سترا منه على عباده، والله أعلم".

میں (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس روایت (بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ) کا ایک دوسرا طریق ہے، (وہ یہ ہے) طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔۔۔: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے بلائیں گے، اپنے بندوں کی ستر پوشی کرتے ہوئے، واللہ اعلم۔

فائدہ:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو الفاظ بحوالہ "معجم کبیر" ذکر کیے ہیں ان میں "بأمهاتهم" لکھاہے، حالانکہ ہمارے پاس موجود "المعجم الکبیر" کے نسخہ میں یہاں لفظ "بأسمائهم" ہے، جیساکہ آپ "معجم کبیر" کی سند میں مشاہدہ کر چکے ہیں، ممکن ہے بلکہ قرین قیاس یہی ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس "معجم کبیر" کا کوئی دوسرا نسخہ ہو گا جس میں ایسے ہی مذکور ہو جیسے انہوں نے لکھاہے، یعنی لفظ "بأمهاتهم" کے ساتھ۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ذکر کرنے کے بعد، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(قلت) هو من طريق أبي حذيفة إسحاق بن بِشْر، وهو كذاب وضاع، فلا يصلح شاهدا". میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ کا طریق) ابو حذیفہ اسحاق بن بِشُر کے طریق سے ہے، اسحاق جھوٹا اور روایت گھڑنے والا ہے، اس لئے یہ طریق (ابن عباس رضی اللہ عنہ) شاہد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا (طریق انس رضی اللہ عنہ کے لئے)۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ آگے اس روایت کا، صحیح روایت کے معارض ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد ثبت ما يخالفه، ففي سنن أبي داود بإسناد جيد كما قاله النووي في الأذكار من حديث أبي الدرداء مرفوعا: إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم، فحسنوا أسماءكم. وفي الصحيح من حديث ابن عمر مرفوعا: إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة يرفع لكل غادر لواء، فيقال: هذه غدرة فلان بن فلان، والله تعالى أعلم"[1].

اس روایت کے مخالف جو ثابت شدہ حدیث ہے، وہ سنن ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ میں جید سند سے موجود ہے، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاذکار" میں کہا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: "تمہیں قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا، لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو"، اور صحیح روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: "قیامت کے دن اللہ تعالی اولین

[1] تنزيه الشريعة المرفوعة: الفصل الثاني: ٣٨١/٢، رقم: ١٦، ت: عبد الله بن محمد الغماري، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

اور آخرین کو جمع فرمائیں گے جہاں ہر دھوکہ دینے والے کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا، اور کہا جائے گا یہ فلاں ابن فلاں کا دھوکہ ہے"، واللہ اعلم[1]۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا "المعجم الکبیر" کی روایت کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تعاقب کرتے ہوئے ذکر کرنا ہرگز مفید نہیں۔

① کیونکہ سند میں اسحاق بن بِشر کذاب راوی کی وجہ سے یہ طریق شاہد نہیں بن سکتا۔

② نیز یہ صحیح روایت کے بھی معارض ہے۔

علامہ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "أخرجه [الطبراني] من حديث ابن عباس وهو ضعيف، وقال ابن الجوزي: موضوع، ويعارضه حديث أبي الدرداء: إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم، فحسنوا أسماءكم"[2].

"اس روایت کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے تخریج کیا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے،

---

[1] واضح رہے کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت: "إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم ...". کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ابن أبي زكريا لم يدرك أبا الدرداء". (سنن أبي داود: ٥/ ١٤٩، رقم: ٤٩٤٨) نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق "سنن ابو داؤد" کی روایت میں عبد اللہ بن ابو زکریا اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے مابین سند منقطع ہے، دیکھے: فتح الباری: کتاب الادب: ١٠/ ٥٧٧۔

[2] الجد الحثيث: ص: ٥٩، رقم: ٥٦، ت: فواز أحمد زمرلي، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة ١٤١٨ هـ.

نیز یہ روایت حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے معارض ہے۔۔۔"۔

مذکورہ بالا ائمہ حدیث نے سند میں موجود راوی "اسحاق بن بِشر" کو سقم روایت کے لئے مدار بنایا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو ملاحظہ کیا جائے، تاکہ روایت کا حکم واضح ہو جائے۔

ابو حذیفہ اسحاق بن بِشر بخاری (المتوفی:۲۰۶ھ)[1] کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ترك الناس حديثه"[2]. لوگوں (محدثین) نے اس کی احادیث کو ترک کر دیا ہے۔

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب"[3]. یہ جھوٹا ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ساقط، رمي بالكذب"[4].

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، متروك"[5]. اسحاق بن بشر جھوٹا، متروک ہے۔

---

[1] واضح رہے کہ اسحاق بن بِشر کے نام سے متعدد راوی ہیں جن پر ائمہ نے کلام کیا ہے، ان میں تمیز کے لئے دیکھیں: لسان المیزان:۲/ ٤٤، رقم:۱۰۰۵.

[2] لسان الميزان:٤٤/٢،رقم:١٠٠٥،ت:عبدالفتاح أبو غدة، دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] لسان الميزان:٤٤/٢،رقم:١٠٠٥،ت:عبدالفتاح أبوغدة، دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] تاريخ بغداد:٣٣٦/٧،رقم:٣٣٢٣،ت:دكتوربشارعوّاد،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٢هـ.

[5] الضعفاءوالمتروكين للدارقطني:ص:١٤٢،رقم:٩٢،ت:موفق بن عبدالله،مكتبة المعارف ـ الرياض،

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن بشر کے بارے میں فرماتے ہیں: ”صاحب المبتدأ، مجمع على تركه، وقد اتهم بالكذب، وقال ابن المديني: كذاب“[1].
یہ کتاب ”المبتداء“ کے مصنف ہیں، اس کے ترک پر اتفاق ہے، اس پر جھوٹ کی تہمت ہے، اور ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ جھوٹا ہے۔

روایت بسندِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حکم

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق سند میں راوی اسحاق بن بِشر کذاب کی موجودگی، نیز اس کا صحیح روایت کے معارض ہونے کی وجہ سے یہ روایت شاہد نہیں بن سکتی، ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہے، اس لئے مذکورہ روایت بسندِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طریق

حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ”الفردوس بمأثور الخطاب“[2] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح نقل کرتے ہیں:

”عائشة: إن الله عز وجل يدعو الناس يوم القيامة بأمهاتهم سترا منه على عباده“. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اللہ رب العزت

الطبعة١٤٠٤هـ.

[1] المغني في الضعفاء:١/١١٧،رقم:٥٤٥،ت:نورالدين عتر،دارإحياءالتراث العربي ـ بيروت،الطبعة ١٩٨٧م.

[2] الفردوس بمأثورالخطاب:١/١٥٢،رقم:٥٥١،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة١٤٠٦هـ.

قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے بلائیں گے، اپنے بندوں کی ستر پوشی کرتے ہوئے۔

مذکورہ روایت کی سند تاحال ہمیں نہیں مل سکی ہے، البتہ ذیل میں روایت پر حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

روایت بطریق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں مذکورہ روایت کو لکھنے کے بعد، پہلے "معجم کبیر" کی سند لے کر آئے ہیں (یہ روایت پہلے گذر چکی ہے) پھر فرماتے ہیں: "وفي الباب عن أنس رفعه بلفظ(يدعى الناس) وذكره، وعن عائشة، وكلها ضعاف".

اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً "يدعي الناس" کے الفاظ کے ساتھ روایت ذکر کی گئی ہے، اور یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے، اور یہ تمام کے تمام طرق ضعیف ہیں۔

اس کے بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" میں ذکر کیا ہے، نیز یہ روایت سنن ابوداؤد کی روایت (جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے) کے معارض ہے (اس روایت کا ذکر بھی گذر چکا ہے)۔

واضح رہے کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں "الفردوس بماثور الخطاب" کی مذکورہ روایت بسند عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر صراحتاً موجود ہے۔

---

[1] المقاصد الحسنة:ص:١٤٩،ت:محمد عثمان الخشت،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

روایت بسندِ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حکم

طریق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند پر تاحال ہم مطلع نہیں ہوسکے، لیکن حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کو بطریق عائشہ بھی ضعیف ہی کہا ہے، قرین قیاس یہ ہے کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد "ضعف شدید" ہے، جیساکہ ان کے صنیع سے معلوم ہو رہا ہے۔

تحقیق کا حاصل

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ منکر روایت ہے، اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت روایات میں ذکر کیا ہے، اور علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "باطل" کہا ہے (قطع نظر کسی خاص سند کے)۔

حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مردود قرار دیا ہے (قطع نظر کسی خاص سند کے، نیز حافظ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے)۔

ان سابقہ ائمہ کرام کے اقوال کو یہ حضرات محدثین اعتماداً نقل فرماتے رہے ہیں: علامہ مَرعی بن یوسف حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد بن عبدالکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ، نیز یہی حضرات اس روایت کو صحیح روایت کے معارض فرماتے رہے ہیں۔

بہر صورت ائمہ مذکورہ کے کلام کے مطابق روایت ضعفِ شدید پر مشتمل ہے، اور اس کا انتساب آنحضرت ﷺ کی جانب درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام آچکا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کردہ سندوں سے روایت قابلِ نظر ہے، اس کلام کے بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیرِ بحث روایت کے مضمون کو حدیثِ تلقین سے استیناس حاصل ہے، ملاحظہ ہو: "... نعم حديث التلقين بعد الدفن، وأنه يقال له: يا ابن فلانة! فإن لم يعرف اسمها فيا ابن حواء! ويا ابن أمة الله! مما يستأنس به لهذا..."[1]۔

"۔۔۔البتہ میت کو دفن کرنے کے بعد اسے تلقین والی روایت میں یہ ہے کہ اسے کہا جائے کہ اے فلانی کے بیٹے! اگر فلانی کا نام معلوم نہ ہو تو کہے کہ اے حواء کے بیٹے! یا اے اللہ کی بندی کے بیٹے! (حدیث کے ان الفاظ سے) اس (زیر بحث روایت) کے لئے استیناس ہو سکتا ہے۔۔۔"۔

واضح رہے کہ ائمہ سابقین تسلسل سے فرماتے رہے ہیں کہ زیرِ بحث روایت (جس میں روزِ قیامت لوگوں کو ماؤں کے نام سے پکارنے کا ذکر ہے) صحیح روایت کے بھی معارض ہے (جس میں روزِ قیامت، فلاں بن فلاں کا ذکر صاف

---

[1] المقاصد الحسنة: ص: ۱۹۱، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥ هـ.
حضرات محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے، البتہ بعض دیگر محدثین نے اسے قوی و معمول بہ قرار دیا ہے، چنانچہ حدیث تلقین کے بارے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کلام ملاحظہ ہو: "... وضعفه ابن الصلاح، ثم النووي، وابن القيم، والعراقي، وشيخنا في تصانيفه، وآخرون، وقواه الضياء في أحكامه، ثم شيخنا مما له من الشواهد، وعزى الإمام أحمد العمل به لأهل الشام، وابن العربي لأهل المدينة وغيرهما، كقرطبة وغيرها، وأفردت للكلام عليه جزءا".

موجود ہے)،اور حدیثِ تلقین میں میت کو دفن کرنے کے بعد ''اے فلانی کے بیٹے!'' سے پکارنے کا ذکر ہے، یہ اس کے منافی نہیں کہ لوگوں کو روزِ قیامت، فلاں بن فلاں کہہ کر پکارا جائے (یعنی باپ کے نام سے پکارا جائے گا)،اور اس کا بھی اثبات نہیں کہ روزِ قیامت بھی لوگوں کو ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا،حاصل یہ کہ حدیثِ تلقین سابقہ ائمہ کے کلام کے مخالف نہیں۔
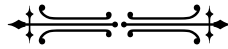
روایت نمبر (۳)

حکایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر دمشق سے مدینہ آنا، پھر اذان دینا اور مدینہ والوں کی آہ وبکا۔

حکم: یہ منکر حکایت ہے، محدثین کی ایک جماعت نے اسے من گھڑت بھی کہا ہے، بہر صورت اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

حکایت

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں یہ حکایت "ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء انصاری رضی اللہ عنہ" کے ترجمہ میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"روى عن أبيه، روى عنه محمد بن الفيض، أنبأنا أبو محمد بن الأكفاني، نا عبد العزيز بن أحمد، أنا تمام بن محمد، نا محمد بن سليمان، نا محمد بن الفيض، نا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال بن أبي الدرداء، حدثني أبي محمد بن سليمان، عن أبيه سليمان بن بلال، عن أم الدرداء، عن أبي الدرداء، قال: لما دخل عمر بن الخطاب [الجابية] سأل بلال أن يقدم الشام[كذا فيه، وفي أسد الغابة: أن يقرّه] ففعل ذلك، قال: وأخي أبو رُوَيحة الذي آخى بينه وبيني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فنزل داريًّا في خَوْلان، فأقبل هو وأخوه إلى

[1] تاريخ دمشق:۱۳٦/۷،ت:عمربن غزامه العمري،دارالفكر-بيروت،الطبعة ۱٤۱٥ هـ.

قوم من خولان، فقال لهم: قد جئناكم [خاطبين]، وقد كنا كافرين، فهدانا الله، ومملوكين، فأعتقنا الله، وفقيرين، فأغنانا الله، فإن تزوجونا فالحمد لله، وإن تردُّونا فلا حول ولا قوة إلا بالله، فزوجوهما.

ثم إن بلالا رأى في منامه النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول له: ما هذه الجفوة يا بلال ! أما آن لك أن تزورني يا بلال! فانتبه حزينا وَجِلا خائفا، فركب راحلته وقصد المدينة، فأتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم، فجعل يبكي عنده ويُمرِّغ وجهه عليه، وأقبل الحسن والحسين فجعل يضمهما ويقبلهما، فقالا له: يا بلال! نشتهي نسمع أذانك الذي كنت تؤذنه لرسول الله صلى الله عليه وسلم في السحر، ففعل، فعلا سطح المسجد، فوقف موقفه الذي كان يقف فيه، فلما أن قال: الله أكبر الله أكبر، ارتجَّت المدينة، فلما أن قال: أشهد أن لا إله إلا الله، زاد تعاجيجها، فلما أن قال: أشهد أن محمدا رسول الله، خرج العواتق من خُدُورِهن فقالوا: أبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فما رئي يوم أكثر باكيا ولا باكية بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك اليوم.

قال أبو الحسن محمد بن الفيض: توفي إبراهيم بن محمد بن سليمان سنة اثنتين وثلاثين ومائتين".

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب جابیہ تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنے شام میں ٹھہرنے کی

درخواست کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قبول فرمالیا، بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی کو بھی اجازت دے دیجئے، میرے اور ان کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا، چنانچہ یہ دونوں ''داریا'' میں ''خولان'' نامی مقام پر ٹھہرے، حضرت بلال اور ان کے بھائی ''خولان'' میں مقیم ایک خاندان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہم آپ کے پاس نکاح کا پیغام لائے ہیں، ہم پہلے حالتِ کفر میں تھے تو اللہ نے ہمیں ہدایت سے سرفراز کیا، ہم غلام تھے ہمیں اللہ نے آزادی کی نعمت سے نوازا، ہم فقیر تھے اللہ نے ہمیں غنی کر دیا، سو اب اگر آپ اپنے ہاں ہمارا نکاح کر دیں گے تو الحمد اللہ، اگر آپ قبول نہ کریں تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اس پر انہوں نے ان دونوں کا اپنے ہاں نکاح کر دیا۔

اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال! یہ کیا جفا ہے؟ اے بلال! کیا اب تک ہم سے ملاقات کا وقت نہیں آیا؟ بیدار ہوئے تو بڑے غمگین اور خوف زدہ ہوئے، پھر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوگئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پہنچے اور وہاں رو پڑے اور اپنا چہرہ قبر مبارک پر ملا، اس دوران حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ آ گئے، بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے سے چمٹا لیا اور ان کا بوسہ لیا، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بلال! ہم آپ سے آپ کی وہ اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ بوقتِ سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا کرتے تھے، بلال یہ سن کر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے، اور وہاں جا کر کھڑے ہوئے جہاں پہلے کھڑے ہوتے تھے، جب انہوں نے اذان میں ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا، تو پورے مدینہ میں آہ وبکاء شروع ہوگئی، جب بلال رضی اللہ عنہ نے ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' کہا تو اس میں اور اضافہ ہوگیا، جب بلال رضی اللہ عنہ نے

"اشہد ان محمد ارسول اللہ" کہا تو عورتیں اپنے گھروں سے باہر آگئیں، لوگ کہنے لگے کہ کیا رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں؟ آپ ﷺ کے بعد اس دن سے زیادہ رونے والے مردوں اور رونے والی عورتوں کو نہیں دیکھا گیا۔

اس حکایت کو حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[1] میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں بلا سند ذکر کیا ہے۔

حکایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ "المحلی"[2] میں فرماتے ہیں:

"لم يؤذن بلال لأحد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، إلا مرة واحدة بالشام للظهر أو العصر فقط، ولم يشفع الأذان فيها أيضا".

بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں دی سوائے ایک مرتبہ کے، جس میں آپ نے ظہر یا عصر کی اذان دی جس میں شفع بھی نہیں کیا۔

فائدہ: واضح رہے کہ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام مطلق ہے، یعنی کسی خاص سند کے تحت انھوں نے یہ بات نہیں کہی ہے۔

حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابو الحسن تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۶ھ)

---

[1] أسد الغابة: ١/ ٤١٥، رقم: ٤٩٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] المحلى: ٣/ ١٥٢، ت: أحمد محمد شاكر قاض، إدارة الطباعة المنيرية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

"شفاء السقام" [۱] میں لکھتے ہیں: "روينا ذلك بإسناد جيد، وهو نص في الباب ... ". یہ حکایت بسندِ جید ہمیں نقل کی گئی ہے، اور یہ مافی الباب مسئلہ میں بالکل صریح ہے۔۔۔ " [۲]۔

حافظ عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ "الصارم المنكي" [۳] میں حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[۱] شفاء السقام:۱۸۳،ت:حسين محمد علي شكري،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة ۱٤۲۹ھ۔

[۲] دیگر عبارت ملاحظہ ہو:

"وممن ذكره الحافظ أبو القاسم بن عساكر بالإسناد الذي سنذكره، وذكر الحافظ أبو محمد عبد الغني المقدسي في الكمال في ترجمة بلال فقال: ولم يؤذن لأحد بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيما روي إلا مرة واحدة في قدمة قدمها المدينة لزيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم، طلب إليه الصحابة ذلك فأذن ولم يتم الأذان، وقيل: إنه أذن لأبي بكر الصديق رضي الله عنه في خلافته، وممن ذكر ذلك أيضا الحافظ أبو الحجاج المزي، وها أنا أذكر إسناد ابن عساكر في ذلك... وأيوب بن مدرك الحنفي، وذكر له ابن عساكر حديثا، ولم يذكر فيه تخريجا، وابنه محمد بن سليمان بن بلال، ذكره مسلم في الكنى وأبو بشر الدولابي، والحاكم أبو أحمد، وابن عساكر، كنيته أبو سليمان .

قال ابن أبي حاتم، سألت أبي عنه فقال: ما بحديثه بأس، وابنه إبراهيم بن محمد بن سليمان أبو إسحاق ذكره الحاكم أبو أحمد، وقال: كنا لنا محمد بن الفيض، وذكر ابن عساكر وذكر حديثه، ثم قال: قال ابن الفيض: توفي سنة اثنتين وثلاثين ومائتين ومحمد بن الفيض بن محمد بن الفيض[كذا في الأصل]: أبو الحسن الغساني الدمشقي روى عن خلائق، وروى عنه جماعة، منهم أبو أحمد بن عدي، وأبو أحمد الحاكم وأبو بكر بن المقري في معجمه وذكره ابن زبر[كذا في الأصل]، وابن عساكر في التاريخ توفي سنة خمس عشرة وثلاثمائة ومولده سنة تسع عشر ومائتين، ومدار هذا الإسناد عليه، فلا حاجة إلى النظر في الإسنادين اللذين رواهما ابن عساكر بهما، وإن كان رجالهما معروفين مشهورين، وليس اعتمادنا في الاستدلال بهذا الحديث على رؤيا المنام فقط، بل على فعل بلال وهو صحابي، لا سيما في خلافة عمر رضي الله عنه والصحابة متوافرون " .

[۳] الصارم المنكي:ص: ۲۳۰،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۵ھ۔

”وهو أثر غريب منكر، وإسناده مجهول وفيه انقطاع، وقد تفرد به محمد بن الفيض الغساني عن إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال، عن أبيه ، عن جده، وإبراهيم بن محمد هذا شيخ لم يعرف بثقة وأمانة، ولا ضبط وعدالة، بل هو مجهول غير معروف بالنقل، ولا مشهور بالرواية، ولم يرو عنه غير محمد بن الفيض، روى عنه هذا الأثر المنكر... “.

”یہ غریب منکر اثر ہے، اس کی سند مجهول ہے، نیز سند میں انقطاع ہے، محمد بن فیض غسانی، ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال عن ابیہ، عن جدہ کی سند سے اسے نقل کرنے میں متفرد ہے، اور یہ شیخ ابراہیم بن محمد ثقہ وامانت میں معروف نہیں ہے، اور نہ ہی ضبط وعدالت میں، بلکہ یہ مجہول، غیر معروف بالنقل ہے، نہ ہی روایات نقل کرنے میں مشہور ہے، نیز اس ابراہیم بن محمد سے صرف محمد بن فیض ہی نے روایت نقل کی ہے، جو ان سے یہ منکر حکایت نقل کرنے والے ہیں۔۔۔ “[1]۔

---

[1] علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کی مزید عبارت یہ ہے:

”ولما ذكره الحاكم أبو أحمد في الكنى قال: كناه لنا أبو الحسن محمد بن الفيض الغسائي الدمشقي، وأخبرنا عنه بحديث ولم يذكره، وأشار إلى هذا الخبر الذي رواه من طريقه في غير الكنى، وروى بعضه في الكنى في ترجمة أبي رويحة، وقدم أبو زرعة وأبو حاتم الرازيان، ومحمد بن مسلم بن وارة، ويعقوب بن سفيان الفسوي، وغيرهم من الحفاظ إلى دمشق، وكان هذا الشيخ موجودا في ذلك الوقت ولم يرو عنه أحد منهم، وهو من ولد أبي الدرداء .

فلو كان من أهل الحديث، أو كان عنده علم، أو له رواية لرووا عنه وسمعوا منه، وقد كان أبو حاتم الرازي من أحرص الناس على لقاء الشيوخ، كما ذكر ذلك عن نفسه، وقد كتب بعضهم عن إبراهيم بن هشام بن يحيى الغساني الدمشقي، كما روى عنه يعقوب الفسوي والحسن بن سفيان، وجماعة من أهل الحديث وإبراهيم بن هشام في طبقة إبراهيم بن محمد بن سليمان كانا جميعا في وقت واحد، وروايتهما متقاربة،

وقد علم أن إبراهيم بن هشام شيخ متهم بالكذب لا يعرف الحديث ولا يدريه ولا يحتج بروايته، وقد روى عنه غير واحد من أهل الحديث من الرحالة وغيرهم، ولم يرو أحد منهم عن إبراهيم بن محمد، فلو كان من أهل النقل والرواية، أو عنده علم أو حديث لأخذوا عنه وسمعوا منه كما أخذوا عن إبراهيم بن هشام، فلما لم يرووا عنه بل تركوه وأعرضوا عنه مع حرصهم على لقاء الشيوخ وشدة اعتنائهم بالرواية، دل على أنه عندهم أسوأ حالا من إبراهيم بن هشام .

وقد ذكر أبو حاتم الرازي وغيره عن إبراهيم بن هشام ما يدل على أنه لا يعي الحديث، وقال ابن أبي حاتم في كتاب الجرح والتعديل: سمعت أبي يقول: قلت لأبي زرعة: لا تحدث عن إبراهيم بن هشام بن يحيى، قال: ذهبت إلي قريته، وأخرج إلي كتابا زعم أنه سمعه من سعيد بن عبد العزيز، فنظرت فيه، فإذا فيه أحاديث ضمرة عن رجاء بن أبي سلمة، وعن ابن شوذب، وعن يحيى بن أبي عمرو الشيباني، فنظر إلى حديث فاستحسنته من حديث ليث بن سعيد عن عقيل، فقلت له: اذكر هذا، فقال: حدثنا سعيد بن عبد العزيز، عن ليث بن سعد عن عقيل بالكسر .

ورأيت في كتابه أحاديث عن سويد بن عبد العزيز، عن مغيرة وحصين، وقد قلبها على سعيد بن عبد العزيز، وأظنه لم يطلب العلم وهو كذاب .

قال: فقلت هذه أحاديث سويد بن عبد العزيز، قال: فقال: صدقت، نعم، حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن سويد، قال ابن أبي حاتم: ذكرت لعلي بن الحسين بن الجنيد بعض هذا الكلام عن أبي، فقال: صدق أبو حاتم ينبغي أن لا يحدث عنه .

قلت: وإبراهيم بن هشام هذا هو صاحب حديث أبي ذر الطويل الذي تفرد به عن أبيه، عن جده، وقد رواه أبو القاسم الطبراني، وابو حاتم بن حبان البستي في كتاب الأنواع والتقاسيم من حديث مجموع من أحاديث كثيرة، بعضها في الصحاح وبعضها في المساند والسنن، وبعضها لا أصل له .

وقد ذكر ابن أبي حاتم إبراهيم بن هشام في كتاب الجرح والتعديل، وذكر عنه ما حكيناه، ولم يذكر إبراهيم بن محمد بن سليمان فيه، ولم يرو عنه أحد ممن رحل من الحفاظ وأهل الحديث، ولم يأخذ عنه من أهل بلده غير محمد بن الفيض، وروى عنه هذا الخبر الذي لم يتابع عليه، فعلم أنه ليس بمحل للرواية عنه .

ونحن نطالب هذا المعترض الذي يتكلم بلا علم، فنقول له: لم قلت أن هذا الأثر الذي تفرد به إبراهيم بن محمد إسناده جيد، ومن قال هذا قبلك، ومن وثق إبراهيم بن محمد هذا، أو احتج بروايته، أو أثنى عليه من أهل العلم والحديث ؟ والمحتج بالحديث عليه أن يبين صحة إسناده ودلالته على مطلوبة، وأنت لم تذكر في إبراهيم المنفرد بهذا الخبر شيئا يقتضي الاحتجاج بروايته والرجوع إلى قبول خبره، فقولك فيما تفرد به ولم يتابع عليه: "إن إسناده جيد" دعوى مجردة مقابلة بالمنع والرد وعدم القبول، والله أعلم.

وأما محمد بن سليمان بن بلال والد إبراهيم ، فإنه شيخ قليل الحديث، لم يشتهر من حاله ما يوجب قبول أخباره، وقد ذكره البخاري في تاريخه، وذكر له حديثا يرويه عن أمه عن جدتها، رواه عن هشام بن عمار، وهو الذي أشار إليه أبو حاتم، وأما أبو سليمان بن بلال فإنه رجل غير معروف، بل هو مجهول الحال قليل الرواية، لم يشتهر بحمل العلم ونقله، ولم يوثقه أحد من الأئمة فيما علمناه، ولم يذكر له البخاري ترجمة في كتابه، وكذلك ابن أبي حاتم، ولا يعرف له سماع من أم الدرداء .

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لسان المیزان“[1] میں پہلے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا:

”إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال بن أبي الدرداء، فيه جهالة، حدث عنه محمد بن الفيض الغساني، انتهى“. ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء، اس میں جہالت ہے، ان سے محمد بن فیض غسانی نے روایت کی ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا۔

پھر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

”ترجم له بن عساكر، ثم ساق من روايته، عن أبيه، عن جده، عن أم الدرداء، عن أبي الدرداء، في قصة رحيل بلال إلى الشام، وفي قصة مجيئه إلى المدينة وأذانه بها، وارتجاج المدينة بالبكاء لأجل ذلك، وهي قصة بينة الوضع“.

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء کا ترجمہ قائم کیا، پھر عن ابیہ، عن جدہ، عن ام الدرداء، عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے، پھر مدینہ تشریف لائے اور وہاں اذان دی، ان کی اذان سن کر اہل مدینہ خوب روئے، (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ کھلم کھلا من گھڑت قصہ ہے۔

ونحن نطالب المستدل بروايته والمحتج بخبره فنقول له: من وثقه من الأئمة واحتج بحديثه من الحفاظ ، أو أثنى عليه من العلماء حتى يصار إلى روايته ويحتج بخبره ويعتمد على نقله ؟....“.

[1] لسان الميزان: ١ /٣٥٩، رقم: ٢٩٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنوع"[۱] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل اللآلئ"[۲] میں یعنی "موضوعات" میں نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

فائدہ: علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[۳] میں سند میں موجود راوی ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء کا نام وضاعین میں لکھ کر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ نے "الفوائد المجموعة"[۴] میں اس حکایت کے بارے میں "لا أصل له". کہا ہے، یعنی اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشرعیة"[۵] میں فصل ثالث میں اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قال الذهبي في الميزان: فيه جهالة.

---

[۱] المصنوع:ص:۲۵۷،رقم:۴۵۸،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔ حلب،الطبعة ۱۴۱۴ھ۔

[۲] ذيل اللآلئ المصنوعة:ص:۴۷۸،رقم:۹۱۱،ت:زياد النقشبندي،دارابن حزم ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۳۲ھ۔

[۳] تنزيه الشريعة:۲۴/۱ ،رقم:۵۹،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ۔

[۴] الفوائدالجموعة:۲۱،رقم:۲۶،ت:عبدالرحمن بن يحي المعلي،دارالكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة الثانية ۱۴۳۰ھ۔

[۵] تنزيه الشريعة:۱۱۸/۲،رقم:۱۱۳،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ۔

وقال ابن حجر في اللسان: هذه قصة بينة الوضع". ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کہا ہے کہ اس میں جہالت ہے، اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان" میں فرماتے ہیں کہ یہ قصہ کھلم کھلا جھوٹ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[1] میں زیرِ بحث مشہور حکایت نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں: "إسناده جيد، ما فيه ضعف، لكن إبراهيم مجهول". اس کی سند جید ہے، اس میں ضعف نہیں ہے، البتہ (سند کا راوی) ابراہیم مجہول ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ایک دوسرے مقام پر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ایک قصہ ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"محمد بن نصر المروزي: حدثنا أحمد بن عبد الرحمن القرشي، حدثنا الوليد بن مسلم، أخبرني سعيد بن عبد العزيز وابن جابر وغيرهما أن بلالا لم يؤذن لأحد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأراد الجهاد فأراد أبو بكر منعه، فقال: إن كنت أعتقتني لله فخل سبيلي، قال: فكان بالشام حتى قدم عمر الجابية، فسأل المسلمون عمر أن يسأل لهم بلالا يؤذن لهم، فسأله، فأذن يوما، فلم ير يوما كان أكثر باكيا من يومئذ ذكرا منهم للنبي صلى الله عليه وسلم.

---

[1] تاريخ الإسلام: ۶۷/۱۷، رقم: ۳۷، ت: عمر عبدالسلام تدمري، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة ۱۴۰۷ هـ.

قال الوليد: فنحن نرى أن أذان أهل الشام عن أذانه يومئذ.

هشام بن سعد، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، قال: قدمنا الشام مع عمر، فأذن بلال، فذكر الناس النبي صلى الله عليه وسلم، فلم أر يوما أكثر باكيا منه"[1].

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمالینے کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں دی، اور ایک دفعہ جب ان کا جہاد کا ارادہ ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنا چاہا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا تھا تو میرا راستہ نہ روکیے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام میں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب "جابیہ" تشریف لائے تو مسلمانوں نے ان سے درخواست کی کہ بلال رضی اللہ عنہ انہیں اذان سنائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تو اس دن انہوں نے اذان دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی اذان کانوں پر پڑ کر اتنے لوگ روئے کہ اس سے زیادہ کسی اور دن میں روتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

ولید بن مسلم (سند کے راوی) کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ شام والوں کی اذان اسی دن سے بلال کی اذان ہے۔

(ایک دوسری سند سے یہ الفاظ ہیں) راوی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں پہنچے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے، اور میں نے اس دن سے زیادہ رونے والے نہیں دیکھے۔

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۱/ ۳۵۷، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۰۲ھ۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام پر زیرِ بحث مشہور حکایت ابو احمد الحاکم عن محمد الفیض کی سند سے نقل کی، روایت کے الفاظ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ جیسے ہیں، ختم حکایت پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "إسناده لين، وهو منكر". اس کی سند "لین" ہے، اور حکایت منکر ہے۔

حکایت کا حکم

زیرِ بحث حکایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک من گھڑت ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "منکر" کہا ہے، یعنی اصل قصہ اس کے علاوہ ہے جو اوپر گزرا، یہ مشہور قصہ منکر ہے، اسی طرح علامہ عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے غریب منکر کہا ہے، واللہ اعلم۔

الحاصل اس مشہور منکر و من گھڑت حکایت سے اجتناب ضروری ہے، اور اس کے مقابلہ میں دوسرا شام والا قصہ جو پہلے گذر چکا ہے، صرف اسے بیان کرنا چاہیے۔
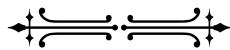
روایت نمبر④

روایت: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترتیب وار چالیس احادیث بیان کرنا، اور انہیں یاد کرنے پر انبیاء وعلماء کے ساتھ حشر کی فضیلت۔

حکم: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلا تعاقب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو برقرار رکھا ہے۔

اس روایت کے دو طریق ہیں: ① ابو الخیر ابن رِفاعہ کا طریق ② سعد بن سعید جرجانی کا طریق۔

(۱) ابو الخیر ابن رِفاعہ کا طریق

روایت کا مصدر

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں ابو القاسم زید بن عبد اللہ بن مسعود ہاشمی کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اتُّهم بوضع أربعين في الآداب، قاله النَبَاتي.

قلت: هو أبو الخير بن رِفاعة لا صبَّحه الله بخير، سمع منه تلك الأربعين الباطلة أبو الفتح سلم بن أيوب الرازي بالرَي بعد الأربع مائة، وروى أبو الموفق محمد بن محمد النيسابوري، عن زيد بن عبدالله بن محمد الزاهد، شيخ البَلُّوطِيّين، حدثنا إبراهيم بن حاتم التُسْتَرِي،

---

[1] ميزان الاعتدال:٩٨/٢،رقم:٢٨٦٩،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ.

حدثنا علي بن الحسين بن إسحاق، حدثنا أبي، حدثنا محمد بن إبراهيم الشامي، عن محمد بن يوسف الفريابي، عن الثوري، عن ليث، عن مجاهد، عن سلمان، قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الأربعين حديثا، فقال: من حفظها على أمتي دخل الجنة، وحشر مع الأنبياء والعلماء، فقلت: يا رسول الله! أي الأحاديث هي؟ قال: أن تؤمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين، والبعث، والحساب، والموقف، والشفاعة، والقدر، والوتر كل ليلة، ولا تَعُقَّ والديك... [كذا في الأصل] إلى أن قال: ولا تقل للقصير، يا قصير! وسرد ما بقى، وهذا كذب".

"یہ شخص "آداب" میں چہل حدیث گھڑنے میں متہم ہے، نَباتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے،(حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ وہ ابو الخیر بن رفاعہ ہے، اللہ اس کی صبح بخیر نہ کر، اس سے ابو الفتح سلم بن ایوب رازی نے رَی میں چار سو ہجری کے بعد ان چالیس باطل روایات کی سماعت کی ہے۔۔۔"۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرے جنت میں داخل ہو گا، وہ کیا ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اللہ پر ایمان لا، اور آخرت کے دن پر ،اور فرشتوں کے وجود پر ، اور کتابوں پر، اور تمام انبیاء علیہم السلام پر، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر، اور حساب پر، اور اللہ کے رُوبرو کھڑے ہونے پر، اور شفاعت پر، اور تقدیر پر، اور ہر رات نماز وتر پڑھ، اور والدین کی نافرمانی نہ کر۔۔۔ کسی پستہ قد کو، ارے ٹھگنے !مت کہہ ،اس کے بعد بھی چیزیں ذکر فرمائیں۔

(حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ جھوٹ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں بلا تعاقب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم زید بن عبد اللہ بن مسعود ہاشمی ویقال ابو الخیر ابن رِفاعہ کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كذابا "[2]. یہ جھوٹا تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "سمعت أباالقاسم هبة الله بن الحسن الطَبَرِي ذكر زيد بن رِفاعة، فقال: رأيته بالري، وأساء القول فيه".

میں نے ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن طَبَرِی سے سنا ہے زید بن رِفاعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کو رَی میں دیکھا ہے، اور پھر اس کے بارے میں انھوں نے بُرا قول اختیار کیا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہی لکھتے ہیں: "سمعت القاضي أبا القاسم التَنُوخِي ذكر زيد بن رِفاعة، فقال: أعرفه، وكان يتولى العمالة لمحمد

---

[1] لسان الميزان:۵۵۷/۳،رقم:۳۳۰۴،ت:عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔

[2] تاريخ بغداد:۴۶۰/۹،رقم:۴۵۱۷،ت:دكتوربشارعوّاد،دارالغرب الإسلامي ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔

بن عمر العَلَوِي على بعض النواحي، ولم نعرفه بشيء من العلم ولا سماع الحديث، وكان يذكر لنا عنه أنه يذهب مذهب الفلاسفة، قلت له: أكان هاشميا؟ فقال معاذ الله! ما عرفناه بذلك قط أو كما قال".

میں نے قاضی ابو القاسم تَنُوخِی سے زید بن رِفاعہ کے تذکرہ میں سنا کہ میں اسے جانتا ہوں، یہ ایک جگہ محمد بن عمر عَلَوِی کے مزدوروں کا متولی تھا، اور ہم نے اس میں ذرہ برابر علم و سماعِ حدیث کو نہیں جانا، اور اس کے بارے میں ہمیں ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ فلاسفہ کا مذہب رکھتا تھا، (خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں نے ابو القاسم تَنُوخِی سے کہا کہ کیا وہ ہاشمی تھا؟ تو ابو القاسم تَنُوخِی نے جواب میں کہا کہ ہم نے کبھی بھی اسے ہاشمی ہونے کی حیثیت سے نہیں پہچانا، یا اس جیسی بات ابو القاسم نے کہی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اتُّهم بوضع أربعين في الآداب". یہ "آداب" میں چہل حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"أبو الخير معروف بوضع الحديث على فلسفة فيه، أخذ عن ابن دُرَيْد وابن الأنباري، قال الخطيب: كذاب، وقال اللاَّلِكَائي: رأيته بالرَي، قلت: له أربعون موضوعة، سرقها منه ابن وَدْعَان"[1].

[1] ميزان الاعتدال: ۹۶/۲، رقم: ۲۸۶۹، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العالمية-بيروت، الطبعة الأولى

ابو الخیر وضع حدیث میں معروف ہے، اور ساتھ ساتھ فلسفی بھی ہے، ابن دُرَید اور ابن انباری سے اس نے روایات لی ہیں، خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کذاب ہے، لَالِکَائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسے رَی میں دیکھا ہے، میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس نے چالیس حدیثیں گھڑی ہوئی ہیں، جن احادیث کو اس سے ابن وَدْعَان نے سرقہ کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک تیسرے مقام پر محمد بن علی بن وَدْعَان کے ترجمہ کے تحت فرماتے ہیں:

"وابن رِفاعة وضعها أيضا، ولفق كلمات من رقائق الحكماء ومن قول لقمان"[1]. ابن رِفاعہ نے بھی چہل حدیث کو گھڑا ہے، اور اس نے حکماء کی باریک باتوں نیز حضرت لقمان کے اقوال سے کلمات لے کر احادیث کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

(۲) سعد بن سعید جرجانی کا طریق

حافظ عبد الکریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ قزوين"[2] میں لکھتے ہیں:

"أنبا أبو سعد عبد الرحمن بن عبد الله الحَصِيْرِي، أنبا أبو زيد الواقد بن الخليل، قدم علينا الرَي سنة ثمانين وأربعمائة، أنبا والدي،

١٤٣٠ هـ.

[1] ميزان الاعتدال:٢١٤/٤،رقم:٧٥٢٥،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ.

[2] التدوين في أخبارقزوين:٣/ ٣٧٥،ت:عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة١٤٠٨ هـ.

أخبرني أحمد بن عبد الرحمن الحافظ، أنبا أبو نصر محمد بن أحمد بن يحيى المروزي بسمرقند، ثنا أبو رجاء محمد بن حمدوية، ثنا علي بن حماد البزاز، ثنا سعد بن سعيد الجرجاني، عن سفيان الثوري، عن ليث، عن مجاهد، عن سلمان رضي الله عنه قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الأربعين حديثا التي قال: من حفظها من أمتي دخل الجنة، فقلت: وما هو يا رسول الله!

قال: أن تؤمن بالله واليوم الآخروالملائكة والنبيين والبعث بعد الموت والقدر خيره وشره من الله، وأن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، وتقيم الصلاة بوضوء سابغ لوقتها، وتؤتى الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن كان لك مال، وتصلي اثنتي عشرة ركعة في كل يوم وليلة، والوتر لا يتركها في كل ليلة، لا تشرك بالله شيئا، ولا تَعُقُّ والديك، ولا تأكل مال اليتيم ظلما، ولا تشرب الخمر، ولا تزن، ولا تحلف بالله كاذبا، ولا تشهد شهادة زور، ولا تعمل بالهوى، ولا تغتب أخاك، ولا تقذف المحصنة، ولا تغل أخاك المسلم، ولا تلعب، ولا تَلْهَ مع اللاهين، ولا تقل للقصير يا قصير! تريد بذلك عيبه، ولا تسخر بأحد من الناس، ولا تمش بالنميمة بين الاخوان، واشكر لله على نعمته، وتصبر عند البلاء والمعصية [كذا فيه، وفي كنزالعمال: المصيبة]، لا تأمن عقاب الله، ولا تقطع من أقربائك وصلهم، ولا تلعن أحدا من خلق الله، وأكثر من التسبيح والتكبير والتهليل، ولا تدع حضور الجمعة والعيدين، واعلم أن ما أصابك لم

يكن ليخطيك وما أخطاك لم يكن ليصيبك، ولا تدع قراءة القرآن على كل حال.

قال سلمان رضي الله عنه قلت: يا رسول الله! ما ثواب من حفظ هذه الأربعين، قال: حشره الله مع الأنبياء والعلماء يوم القيامة.

قال: وأنباه عاليا أبو طاهر محمد بن إبراهيم الصوفي بأصبهان أن أبا القاسم عبد الرحمن بن محمد بن إسحاق بن مندة الحافظ، أخبرهم أنبا أبو بكر محمد بن محمد بن الحسن المَعْدَانِي، ثنا أبي، ثنا محمد بن عبد الله بن الموفق، ثنا أبو عمرو همام بن محمد بن النعمان، ثنا أبو عبد الله محمد بن النعمان والدي، حدثني سعد بن سعيد، عن سفيان الثوري، عن ليث بالإسناد والمتن".

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چالیس احادیث کے بارے میں دریافت کیا جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں سے جو کوئی اسے یاد کرے گا تو جنت میں داخل ہو گا، میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! وہ کون سی احادیث ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور ملائکہ، انبیاء، مرنے کے بعد اٹھنے، اور یہ کہ ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ کی جانب سے ہے اس پر ایمان لائے، اور لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی گواہی دے، اور تو نماز کو اپنے وقت پر کامل وضوء کے ساتھ ادا کرے، اور زکوۃ دے، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے اگر مال ہے، اور ہر شب و روز میں بارہ

رکعت پڑھے، اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اور والدین کی نافرمانی نہ کر، اور ناحق یتیم کا مال نہ کھا، اور خواہش کی پیروی نہ کر، اور اپنے بھائی کی غیبت مت کر، اور پاکدامن عورت پر تہمت مت لگا، اور اپنے مسلمان بھائی سے کینہ مت رکھ۔

لہو ولعب میں مشغول نہ ہو، تماشائیوں میں شریک نہ ہو، کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھنگنا مت کہہ، کسی کا مذاق مت اُڑا، مسلمانوں کے درمیان چغل خوری مت کر، اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر، بلا اور مصیبت پر صبر کر، اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو، اعزہ سے قطع تعلق مت کر، بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر، اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر، سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر ان الفاظ کا اکثر ورد رکھا کر، جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ، اس بات کا یقین کر کہ جو کچھ تکلیف وراحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی، اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا، اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں مت چھوڑ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! جو شخص اس کو یاد کرلے اس کو کیا اجر ملے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمادیں گے۔

اہم نوٹ: علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال"[1] میں اسے ذکر کردہ دونوں طریق یعنی طریق حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ وطریق حافظ ابو الحسن ابن بابویہ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے۔

---

[1] كنز العمال: ١٠/ ٢٨٨، رقم: ٢٩٤٦٧، ت: بكري حياني، الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٣ هـ.

سند میں موجود راوی ابو سعید سعد بن سعید جرجانی یلقب سَعْدَوَیہ کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الکبیر" [1] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "عن نهشل، ولا يصح حديثه". یہ نہشل سے حدیث نقل کرتا ہے، اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث التي ذكرتها لسعد بن سعيد، عن الثوري وعن غيره مما ينفرد فيها سعد عنهم، وقد صحب سعد الثوري بجرجان في بلده، روى عنه غرائب، وسأله عن مسائل كثيرة، فتلك المسائل معروفة عنه، ولسعد غير ما ذكرت من الحديث غرائب وأفراد غريبة تروى عنهم، وكان رجلا صالحا، ولم تؤت أحاديثه التي لم يتابع عليها من تعمد منه فيها، أو ضعف في نفسه ورواياته، إلا لغفلة كانت تدخل عليه، وهكذا الصالحين [كذا فيه].

ولم أر للمتقدمين فيه كلاما لأنهم كانوا غافلين عنه، وهو من أهل بلدنا، ونحن أعرف به" [2].

اور یہ احادیث جن کو میں نے سعد بن سعید عن الثوری و عن غیرہ کے

---

[1] ضعفاء الكبير: ١١٨/٢، رقم: ٥٩٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الكامل في ضعفاء: ٤/ ٣٩٨، رقم: ٨٠٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية -بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

طریق سے ذکر کیا ہے، یہ ان احادیث میں سے ہیں جن میں سعد ان لوگوں سے روایت لینے میں متفرد ہے، اور سعد نے ثوری کی اپنے شہر جرجان میں مصاحبت اختیار کی ہے، اور ان سے غرائب نقل کی ہیں، اور ان سے بہت سارے مسائل پوچھے ہیں، اور یہ مسائل ان سے معروف ہیں، اور جو میں نے غریب حدیثیں ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ بھی سعد کی غریب حدیثیں افراد غریبہ ہیں جو ان محدثین سے روایت کی جاتی ہیں، اور وہ نیک آدمی تھا، اس کی جن حدیثوں میں کسی دوسرے نے ان کی متابعت نہیں کی ہے، نہ تو یہ جان بوجھ کر اسے لائے ہیں، اور نہ ان میں اور ان کی روایات میں ضعف ہے، اس کی وجہ صرف غفلت ہے، جو ان میں داخل تھی، اور صالحین اسی طرح ہوتے ہیں۔

اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کوئی کلام نہیں دیکھا، کیونکہ کہ وہ اس سے غافل تھے، اور وہ ہمارے شہر والوں میں سے ہے، ہم اس کو زیادہ جانتے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ابن عدی کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[3] میں سعد بن سعید جرجانی

---

[1] ميزان الاعتدال:۱۱۴/۲،رقم:۲۹۶۷،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ۔

[2] لسان الميزان:۲۹/۴،رقم:۳۳۷۹،ت:عبدالفتاح أبو غدة،دارالبشائرالإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔

[3] ميزان الاعتدال:۱۱۴/۲،رقم:۲۹۶۷،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ۔

کے ترجمہ میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کردہ روایت : "أيها الشاب التارك ...". بطریق سعد بن سعید جرجانی عن ثوری بہ نقل کر کے فرماتے ہیں: "فهذا موضوع على سفيان". یہ حدیث سفیان پر گھڑی گئی ہے۔

اسی سعد بن سعید جرجانی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے، اور یہ بھی کہا ہے: "وذكره أبو نعيم في رجال يُعْدَل عن تفردهم وقلة إتقانهم"[1]. ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن سے ان کے تفرد اور اتقان کی کمی کی بناء پر انحراف کیا جاتا ہے۔

روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلاتعاقب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو برقرار رکھا ہے۔

اس روایت کی پہلی سند میں موجود راوی زید بن عبد اللہ بن مسعود ہاشمی کو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے معروف بوضع حدیث کہا ہے، نیز دوسری سند میں موجود سعد بن سعید جرجانی اگرچہ بذات خود صالح ہیں، لیکن ان کے تفرد والی روایات "منکر" کہلاتی ہیں، اور یہاں بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کر رہے ہیں، جس میں ان کی متابعت زید بن عبد اللہ بن مسعود ہاشمی معروف بوضع الحدیث نے کی ہے۔

الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] لسان الميزان: ٤/ ٢٩، رقم: ٣٣٧٩، ت: عبدالفتاح أبو غدة، دارالبشائر الإسلامية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت نمبر⑤

روایت: ”آپ ﷺ کا دعا فرمانا کہ میری امت کا حساب میرے حوالہ فرمادیجئے، تاکہ میری امت کو دوسری امتوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔۔۔“۔

حکم: من گھڑت

اس حدیث کے دو طریق ہیں: ① ابو بکر نَقَّاش کا طریق ② محمد بن ایوب کا طریق

پہلا طریق: طریق نَقَّاش

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”ذیل اللآلیٔ“[۱] میں لکھتے ہیں:

”الديلمي، أنبأنا فَيْد، أنبأنا أبو مسلم بن عمرو، عن الحسين بن محمد التميمي، عن أبي بكر النَّقَّاش، عن الحسن بن الصَقْر، عن يوسف بن كثير، عن داؤد بن المنذر، عن بشر بن سليمان الأشعبي، عن الأعرج، عن أبي صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سألت الله أن يجعل حساب أمتي إلي لئلا تفتضح عند الأمم، فأوحى الله إلي: يامحمد! إن أحاسبهم، فإن كان منهم زلة سترتها عنك، لئلا تفتضح عندك. النَقَّاش متهم“.

---

[۱] ذيل اللآلئ المصنوعة:٤٦٦،رقم:٨٩٠ ،ت:زياد النقشبندي الأثري،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

آپ ﷺ نے اشاد فرمایا کہ میں نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ میری امت کا حساب میرے حوالہ فرما دیجئے تاکہ میری امت کو دوسری امتوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے، اللہ نے میری جانب وحی فرمائی کہ اے محمد! ان کا حساب میں خود لوں گا، اگر ان کی لغزش سامنے آئے گی تو میں تم سے بھی اسے چھپاؤں گا، تاکہ انہیں تمہارے سامنے بھی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند میں موجود راوی نَقَّاش متہم ہے۔

طریق نَقَّاش پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "موضوعات"[1] میں شمار کیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن سند، ابو بکر نَقَّاش مقرئ مَوصلی (۲۶۶ھ / ۳۵۱ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں لکھتے ہیں: "في أحاديث النَّقَّاش مناكير بأسانيد مشهورة". نَقَّاش کی احادیث میں مشہور سندوں سے مناکیر موجود ہیں۔

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة:٤٦٦،رقم:٨٩٠،ت:زيادالنقشبندي الأثري،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:٢٢٧،كتب خانه مجيديه ـ ملتان .

[3] تاريخ بغداد:٦٠٣/٢،رقم:٥٨٤،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب ـ تونس،الطبعة الرابعة١٤٣٦هـ.

علامہ طلحہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان النَّقَّاش يكذب في الحديث، والغالب عليه القصص"[1]. نَقَّاش حدیث میں جھوٹ بولتا تھا، اور اس پر قصّوں کا غلبہ تھا۔

امام ابو بکر بَرْقَانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كل حديث النَّقَّاش منكر"[2]. نَقَّاش کی تمام احادیث منکر ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہی" قرار دیا ہے[3]۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "المنتظم"[4] میں فرماتے ہیں: "في حديثه مناكير بأسانيد مشهورة، وقد كان يتوهم الشيء فيرويه". اس کی احادیث میں مشہور سندوں کے ساتھ مناکیر موجود ہیں، اور اسے کسی چیز کا وہم بھی ہو تو بھی اسے روایت کر دیتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[5] میں فرماتے ہیں:

"إن النَّقَّاش مع جلالته ونبله فهو متروك الحديث، وحاله في القراءات أمثل، قال أبو عمرو الداني: النقَّاش مقبول الشهادة". نَقَّاش باجود جلیل القدر اور ذکی ہونے کے، متروک الحدیث ہے، اور اس کی حالت قراء توں

---

[1] تاريخ بغداد: ۶۰۶/۲، رقم: ۵۸٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب ـ تونس، الطبعة الرابعة ۱٤۳٦ھ۔

[2] تاريخ بغداد: ۶۰۶/۲، رقم: ۵۸٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب ـ تونس، الطبعة الرابعة ۱٤۳٦ھ۔

[3] لسان الميزان: ۷۸/۷، رقم: ۶۶۷۱، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۳۸ھ۔

[4] المنتظم: ۱٤۸/۱٤، رقم: ۲۶۲۳، ت: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲ھ۔

[5] تذكرة الحفاظ: ۹۰۹/۳، رقم: ۸۷۲، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۹ھ۔

میں نسبتًا بہتر ہے، ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نَقَّاش کی شہادت مقبول ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:"وقال هبة الله بن الحسن الطَبَرِي: تفسير النَّقَّاش إشفى الصدور [كذا في الأصل] وليس بشفاء الصدور. قلت: يعني مما فيه من الموضوعات".

ہبۃ اللہ بن حسن طَبَرِی کا کہنا ہے کہ نَقَّاش کی تفسیر دلوں میں چھید ہے، یہ دلوں کی شفاء نہیں ہے، (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: ان کی مراد یہ ہے اس میں من گھڑت روایات ہیں۔

دوسرا طریق: طریق محمد بن ایوب

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "ذيل اللآلئ"[1] میں فرماتے ہیں:

"قال ابن النجار: كتب إلى يوسف بن هبة الله الدِّمَشْقِي، أنبأنا أبو القاسم محمود بن أبي القاسم المقرئ الكَرْخي، أنبأنا أبو حفص عمر بن أبي بكر المقرئ، أنبأنا أبو الصغايا مر [كذا في الأصل] بن علي، أنبأنا أبو نصر محمد بن علي بن محمد الأصبهاني المذكر، أنبأنا محمد بن أحمد بن إبراهيم القاضي، حدثنا محمد بن أيوب الرازي، حدثنا القعنبي، عن سلمة بن وردان، عن ثابت البناني، عن أنس مرفوعا: ليلة أسري بي إلى السماء، سألت الله عزوجل فقلت: إلهي! وسيدي! اجعل حساب أمتي على يدي، لئلا يطلع على عيوبهم أحد

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة: ٤٦٥، رقم: ٨٨٩، ت: زياد النقشبندي الأثري، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

غيري، فإذا النداء من العلاء: يا محمد! إنهم عبادي، لا أحب أن أطلعك على عيوبهم، فقلت: إلهي! وسيدي! ومولاي! المذنبون من أمتي؟ فإذا النداء من العلاء: يا أحمد! إذا كنتُ أنا الرحيم، وكنتَ أنت الشفيع، فأين تبين المذنبون بيتا، [كذا في الأصل، وفي تذكرة الموضوعات: فأين تبين المذنبون]؟ فقلت: حسبي حسبي.

محمد بن أيوب الرازي كذاب“.

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو میں نے اللہ عزوجل سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: الٰہی! میرے آقا! آپ میری امت کا حساب میرے سپرد فرمادیجئے تاکہ کوئی دوسرا ان کے عیبوں پر مطلع نہ ہوسکے، اچانک اوپر سے نداء آئی کہ اے محمد! یہ میرے بندے ہیں، مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تمہیں ان کے عیبوں کی خبر دوں، میں نے درخواست کی، الٰہی! میرے آقا! میرے مولا! میری امت کے گناہ گاروں کا کیا ہوگا؟ اچانک اوپر سے نداء آئی کہ اے احمد! جب میں بھی نہایت رحم والا ہوں اور تو بھی ان کی شفاعت کرنے والا ہے تو۔۔۔ میں نے عرض کیا: یہ کافی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند میں موجود راوی محمد بن ایوب رازی کذاب ہے۔

طریق محمد بن ایوب رازی پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ [1] روایات میں شمار کیا ہے۔

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة: ٤٦٥، رقم: ٨٨٩، ت: زياد النقشبندي الأثري، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ [1] اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ [2] نے اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن ایوب بن ہشام مزنی شافعی معروف بکاّر رازی پر ائمہ کا کلام

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل" [3] میں فرماتے ہیں: "هذا شيخ كذاب". یہ جھوٹا شیخ ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے [4]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني" [5] میں فرماتے ہیں: "هو الصائغ". یہ صائغ ہے۔

علامہ ابو الحسن بن بَانُوَیہ فرماتے ہیں: "كان ضعيفا، تكلموا فيه" [6]. یہ ضعیف ہے، ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے۔

روایت کا حکم

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ روایت من گھڑت ہے، اور ان کے کلام پر علامہ ابن عرّاق وعلامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ۳۹۲/۲، الفصل الثالث، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ۲۲۷، كتب خانه مجيديه ـ ملتان.

[3] الجرح والتعديل: ۱۹۸/۷، رقم: ۱۱۱٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھـ.

[4] كتاب الضعفاء والمتروكين: ٤۳/۳، رقم: ۲۸۹۹، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦ھـ.

[5] المغني في الضعفاء: ۱٦۷/۲، رقم: ٥۳۲۳، ت: نور الدين عتر، إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] لسان الميزان: ٥۸٤/٦، رقم: ٦٥۲٥، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۳۸ھـ.

روایت نمبر ⑥

روایت: ”اگر اللہ کے نزدیک ماں باپ کی نافرمانی میں اُف سے کم تر جملہ بھی ہوتا تو اسے حرام فرمادیتے۔۔۔“۔

حکم: من گھڑت

اس کے دو طریق ہیں: ① اصرم بن حوشب کا طریق ② عمر بن ابی عمر کا طریق

(۱) اصرم بن حوشب کا طریق

روایت کا مصدر

اسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”موضوعات“[1] میں نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

”الديلمي، أنبأنا محمد بن علي بن محمد أبو المظفر، أنبأنا محمد بن عبد الملك بن محمد المَاسَكَانِي، أنبأنا تميم بن فرنيام [كذا فيه والصحيح فَرِينام] بن علي بن زرعة، حدثنا أبو الليث نصر بن محمد السمرقندي، حدثنا أبو القاسم عبد الرحمن بن محمد الشِنَابَاذِي، حدثنا فارس بن مردويه، حدثنا محمد بن فضيل، حدثنا أصرم بن حوشب، حدثنا عيسى بن عبيدالله، عن زيد بن علي، عن أبيه، عن جده الحسين بن علي رفعه: لو علم الله شيئا من العقوق أدنى من أف لحرمه، فليعمل

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة:ص:٤٤٥،رقم:٨٣٢، ت:زياد النقشبندي،دار ابن حزم - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

العاق ماشاء فلن يدخل الجنة، وليعمل البار ماشاء فلن يدخل النار".

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے نزدیک ماں باپ کی نافرمانی میں اُف سے کم تر جملہ بھی ہوتا تو اسے حرام فرمادیتے، ماں باپ کا نافرمان جو چاہے کرے وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا، اور ماں باپ کا فرمانبردار جو بھی کرے وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، اور روایت کے آخر میں آپ لکھتے ہیں: "فيه أصرم كذاب". اس کی سند میں اصرم کذاب موجود ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[1] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

آپ نے اس روایت کو "تنزيه الشريعة"[2] "فصل ثالث" میں نقل کیا ہے، یعنی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے، آخر میں لکھتے ہیں:

"من حديث الحسين بن علي، وفيه عيسى بن عبيدالله، وعنه أصرم بن حوشب". یہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں سے ہے، اس کی سند

---

[1] تذكرةالموضوعات:ص:٢٠٢،كتب خانة مجيدية۔ ملتان.

[2] تنزيه الشريعةالمرفوعة:٢/ ٢٣٣،رقم:٧١،ت:عبد الله بن محمد الغماري،دارالكتب العلمية۔ بيروت الطبعة ١٤٠١هـ.

میں عیسی بن عبید اللہ ہے، اور اس سے اصرم بن حوشب نے روایت نقل کی ہے۔

شیخ ابو غدّہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ نے اس روایت کو "موضوعات" میں شمار کیا ہے، دیکھئے: "الأجوبة الفاضلة"[1].

ابو ہشام اصرم بن حوشب ہمدانی کندی خراسانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب خبيث"[2]. یہ کذاب خبیث ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو متروك الحديث..."[3]. "یہ متروک الحدیث ہے۔۔۔"۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث على الثقات"[4]. یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وهذا الحديث يعرف بَبزْيع أبي الخليل، عن هشام بن عروة، فلعل أصرم هذا سرقه منه"[5]. یہ حدیث ابو خلیل بزیع، عن ہشام بن

---

[1] الأجوبة الفاضلة:ص١٢٤،ت:سلمان بن عبدالفتاح أبوغدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔ بحلب، الطبعة الأولى ١٣٨٤هـ.

[2] الجرح والتعديل:٣٣٦/٢،رقم:١٢٧٣،بمطبعةمجلس دائرة المعارف العثمانية۔ حيدرآباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣١٧ هـ.

[3] الجرح والتعديل:٣٣٦/٢،رقم:١٢٧٣،بمطبعةمجلس دائرة المعارف العثمانية۔ حيدرآباد الدكن، الطبعة ١٣١٧ هـ.

[4] كتاب المجروحين:١٨١/١،ت:محمودإبراهيم زايد،دارالمعرفة۔بيروت.

[5] الكامل في ضعفاءالرجال:٩١/٢،رقم:٢٢٠،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية۔ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

عروہ کے طریق سے معروف ہے، شاید کہ اصرم نے اس سے سرقہ کی ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدثني آدم، قال: سمعت البخاري قال: أصرم بن حوشب متروك“[1]. آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ اصرم بن حوشب متروک ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”المغنی“[2] میں فرماتے ہیں: ”أصرم بن حوشب قاضي هَمَذَان، عن زياد بن سعد، تركوه، واتُّهم“. ہمذان کا قاضی جو زیاد بن سعد سے حدیث نقل کرتا ہے، محدثین نے اسے ترک کیا ہے، اور یہ متہم ہے۔

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان“[3] میں فرماتے ہیں: ”أصرم هالك“. یہ اصرم تباہ حال شخص ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وقال البخاري و مسلم و النسائي: متروك. وقال الدارقطني: منكر الحديث“[4]. بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ ونسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث کہا ہے۔

(۲) عمر بن ابی عمر کا طریق

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”المنہیات“[5] میں فرماتے ہیں:

”حدثنا عمر بن أبي عمر، حدثنا محمد بن حجر، عن أبي جعفر،

---

[1] ضعفاءالكبير: ۱۱۸/۱،رقم:۱٤۲،ت:الدكتورعبدالمعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمية۔بيروت .

[2] المغني في الضعفاء:۱٥۰،ت:نورالدين عتر،داراحياءالتراث العربي ۔بيروت،الطبعة۱۹۸۷م .

[3] ميزان الاعتدال:۲۷۲/۱،رقم:۱۰۱۷،ت:على محمد البجاوي،دارالمعرفة۔بيروت،الطبعة۱٤۰٦ھ۔

[4] لسان الميزان:۲۱۰/۲،رقم:۱۳۰٥،دارالبشائرالإسلامية ۔بيروت،الطبعة الثانية۱٤۳۸ھ۔

[5] المنهيات:۱٦٦/۱،ت:محمدعثمان الخشت،مكتبة القرآن ۔القاهرة .

عن زيد بن علي، عن أبيه، عن جده، عن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو علم الله من العقوق شيئا أردى من أف لذكره، فليعمل البار ما شاء أن يعمل، فلن يدخل النار، وليعمل العاق ما شاء أن يعمل، فلن يدخل الجنة".

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے نزدیک ماں باپ کی نافرمانی میں اف سے گھٹیاترین جملہ بھی ہوتا تو اسے ذکر فرماتے، ماں باپ کا فرمانبردار جو چاہے کرلے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوسکتا، اور ماں باپ کا نافرمان جو چاہے کرلے وہ جنت میں ہرگز نہیں داخل ہوسکتا۔

سند میں موجود راوی شیخِ حکیم ترمذی یعنی عمر بن ابی عمر کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[1] میں ایک دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"... وهو من روايته عن شيخه عمر بن أبي عمر وهو واه ...".

"حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ عمر بن ابی عمر جو کہ واہی ہیں۔۔۔"۔

روایت کا حکم

یہ حدیث من گھڑت ہے، جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اور ان کے کلام کی متابعت علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

---

[1] فتح الباري: ۱۲/ ۳۵۳، دارالمعرفة۔ بیروت.

روایت نمبر ⑦

روایت: ”لي مع الله وقت، لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل“. میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں کوئی فرشتہ بھی پَر نہیں مار سکتا، اور جہاں کوئی نبی مرسل یعنی جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جاسکتے۔

حکم: یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ بعض صوفیاء کا کلام ہے، نیز اس قول کے پس منظر میں ایک مشہور قصہ بھی (جس میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کون؟ پھر فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کون؟) سنداً ثبوت سے قاصر ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت کا مصدر

علامہ عارف باللہ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ”الرسالة القُشَيْرِية“[1] میں تحریر فرماتے ہیں: ”ولأنه صلى الله عليه وسلم قال: لي وقت لا يسعني فيه غير ربي عز وجل“.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں میرے رب عز وجل کے علاوہ کسی کے لیے گنجائش نہیں ہوتی۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”المقاصد الحسنة“[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] الرسالة القشيرية: ۱۸۳، ت: عبدالحليم محمود، المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.

[2] المقاصد الحسنة: ٤١٠، رقم: ٩٢٤، ت: عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

"حديث: لي مع الله وقت، لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل. يذكره المتصوفة كثيرا، وهو في رسالة القُشَيْرِي، لكن بلفظ: لي وقت لا يسعني فيه غير ربي. ويشبه أن يكون معنى ما للترمذي في الشمائل ولابن راهويه في مسنده عن علي في حديث طويل: كان صلى الله عليه وسلم إذا أتى منزله جزّأ دخوله ثلاثة أجزاء: جزءا لله تعالى، وجزءا لأهله، وجزءا لنفسه، ثم جزّأ جزأه بينه وبين الناس".

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی، اس حدیث کو صوفیاء بہت زیادہ نقل کرتے ہیں، اور یہ "رسالہ قُشَیریہ" میں ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں: میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں میرے رب کے علاوہ کسی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

(حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرتے ہیں) ممکن ہے کہ یہ حدیث، معنی ہو اس روایت کا جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی "شمائل"، نیز ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کی "مسند" میں علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر تشریف لاتے تو اپنے گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرمادیتے: ایک حصہ اللہ تعالی کے لیے، ایک حصہ گھر والوں کے لیے، اور ایک حصہ اپنے لیے، پھر اپنے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے مابین تقسیم فرمادیتے تھے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[1] میں لکھتے ہیں:

"يذكره الصوفية كثيرا، وهو في رسالة القُشَيْرِي، لكن بلفظ: لي وقت لا يسعني فيه غير ربي. قلت: ويؤخذ منه أنه أراد بالملك المقرب جبريل، وبالنبي المرسل نفسه الجليل، وفيه إيماء إلى مقام الاستغراق باللقاء، المعبر عنه بالسكر والمحو والفناء".

اسے صوفیاء بہت زیادہ ذکر فرماتے ہیں، اور یہ "رسالہ قُشَیرِیہ" میں ہے، البتہ اس کے الفاظ یہ ہیں: میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہیں، جس میں میرے رب کے علاوہ کسی کی گنجائش نہیں، میں (ملا علی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس سے یہ ماخوذ ہے کہ مقرب فرشتہ سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں، اور نبی مرسل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ جلیل ہے، اور اس میں اشارہ ہے مقامِ استغراق باللقاء کی جانب، جسے سکر، محو، اور فناء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہی "المصنوع"[2] میں لکھتے ہیں:

"من كلام بعض الصوفية، وليس بحديث". یہ صوفیاء میں سے کسی کا کلام ہے، حدیث نہیں ہے۔

---

[1] الأسرار المرفوعة: ۲۹۱، رقم: ۳۹۲، ت: محمد الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦ هـ.

[2] المصنوع: ۱۵۱، رقم: ۲۵۹، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۸۹هـ.

علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ "النخبة البهية"[1] میں لکھتے ہیں: "لم يعلم في السنة". یہ روایت احادیث میں نہیں ملی۔

روایت کا حکم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ بعض صوفیاء کا کلام ہے، اسی طرح علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت احادیث میں نہیں ملتی ہے، اس لیے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ

سابقہ ذکر کردہ روایت کے سیاق میں ایک قصہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ تہجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پارے تلاوت کی، روحِ مبارک حق تعالی کے قربِ عظیم سے مشرف تھی، اس حالت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہنچ گئیں اور عرض کیا، یارسول اللہ! فرمایا: من انت؟ تم کون ہو؟ عرض کیا: انا عائشہ، میں عائشہ ہوں، فرمایا: من عائشہ؟ عائشہ کون ہے، عرض کیا: بنتِ ابی بکر، ابو بکر کی بیٹی، فرمایا: من ابو بکر؟ کون ابو بکر؟ عرض کیا: ابن ابی قحافہ، میرے دادا کے بیٹے، فرمایا: من ابو قحافہ؟ ابو قحافہ کون ہے؟ میں نہیں جانتا، حضرت عائشہ خوف زدہ ہو کر واپس ہو گئیں۔

---

[1] النخبة البهية: ص:۱۰۳، رقم:۲۷۸، ت: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۹هـ.

پھر اللہ تعالی نے اس مقامِ عروج سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی روحِ مبارک کو امت کی خدمت کے لیے نزول بخشا، تاکہ زمین والوں کو پیغامِ نبوت پہنچایا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے سب واقعہ سنایا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لی مع اللہ وقت، میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں کوئی فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا، میں اس وقت اللہ کے قرب کے اس مقام پر تھا جہاں جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام بھی نہیں جاسکتے۔

ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی تصریح گذر چکی ہے کہ "لی مع اللہ وقت" حدیث نہیں ہے، بلکہ بعض صوفیاء کا کلام ہے، اس لئے اس قول کے پس منظر میں یہ پورا قصہ بھی سنداً ثبوت سے قاصر ہے، چنانچہ اسے بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
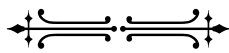
روایت نمبر ⑧

روایت: کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں، ایک ہزار رکعتوں اور ایک ہزار مریضوں کی عیادت کرنے سے افضل ہے۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

استقراءً اس کا ایک طریق ہے، جسے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[1] میں تخریج کیا ہے:

"روى محمد بن علي بن عمر المذكر، قال: حدثنا إسحاق بن الجعد، قال: حدثنا أحمد بن عبد الله الهَرَوِي، قال: حدثنا إسحاق بن نَجِيح، قال: حدثنا هشام بن حسان، قال: حدثنا محمد بن سيرين، قال: حدثنا عبيدة السلماني، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: جاء رجل من الأنصار إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا شاهد فقال: يا رسول الله! إذا حضرت جنازة وحضرت مجلس عالم، أيهما أحب إليك أن أشهد؟ فقال: إن كان للجنازة من يتبعها ويدفنها، فإن حضور مجلس عالم خير من حضور ألف جنازة تشيعها، ومن حضور ألف مريض تعوده، ومن قيام ألف ليلة للصلاة، ومن ألف يوم تصومها، ومن ألف درهم تتصدق بها، ومن ألف حجة سوى الفرض، ومن ألف غزاة

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٢٣/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

سوى الواجب تغزوها في سبيل الله بنفسك ومالك، وأين تقع هذه المشاهد من مشهد عالم؟

أما علمت أن الله يطاع بالعلم ويعبد بالعلم، وخير الدنيا والآخرة من العلم، ومن شر الدنيا والآخرة من الجهل، فقال رجل: قراءة القرآن؟ فقال: ويحك قراءة القرآن بغير علم؟ وما الحج بغير علم؟ وما الجمعة بغير علم؟ أما علمت أن السنة تقضي على القرآن، و القرآن لا يقضي على السنة؟".

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک انصاری شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا کہ یارسول اللہ! اگر جنازہ بھی آجائے اور عالم کی مجلس کا وقت بھی ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے لیے زیادہ پسندیدہ بات کیا ہے کہ میں کس میں شرکت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسے لوگ موجود ہوں جو جنازہ کے ساتھ جائیں اور اسے دفن کر دیں تو پھر کسی عالم کی مجلس میں حاضری دینا، ایک ہزار جنازوں کے ساتھ جانے سے بہتر ہے، اور یہ ایک ہزار مریضوں کی عیادت سے بہتر ہے، اور ایک ہزار راتوں کے قیام، ایک ہزار دنوں کے روزوں، ایک ہزار درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے، حج فرض کے علاوہ ایک ہزار حج سے بہتر ہے، ایک ہزار مرتبہ اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلنے سے بہتر ہے، بشرطیکہ یہ نکلنا واجب نہ ہو، اِن مقامات کی حاضری عالم کی مجلس میں حاضری کے برابر کیسے ہو سکتی ہے۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علم کی وجہ سے اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے، علم کی

وجہ سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے، اور دنیا وآخرت کی بھلائی علم کی وجہ سے ہے، اور دنیا وآخرت کی خرابی جہل کی وجہ سے ہے، ایک شخص نے کہا کہ قرآن کی قراءت؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا ناس ہو، بغیر علم کے قراءت قرآن؟ بغیر علم کے حج کیا ہے؟ بغیر علم کے جمعہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ سنت قرآن پر فیصل بنتی ہے، اور قرآن سنت پر فیصل نہیں ہوتا؟

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”هذا حديث موضوع، أما المذكر، فقال أبو بكر الخطيب: هو متروك. وأما الهروي فهو الجويباري وهو الذي وضعه، قال أحمد بن حنبل: إسحاق ابن نَجِيح أكذب الناس“[1].

یہ من گھڑت حدیث ہے، سند میں موجود راوی مذکر کے بارے میں ابو بکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے، اور سند میں موجود ہرَوِی، جُوَیبَاری ہے جس نے اسے گھڑا ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (سند میں موجود راوی) اسحاق بن نجیح اکذب الناس ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذكرة الموضوعات“[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ۲۲۳/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ۲۰، دار احياء التراث العربي ۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۰هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات" [۱] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "ميزان الاعتدال" [۲] میں اسے جُوَیبَاری کی "مصائب" میں ذکر کیا ہے۔

"ميزان الاعتدال" میں ذکر کردہ کلام کی موافقت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة" [۳] میں کی ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے بعد فرماتے ہیں:

"أورده الغزالي في الإحياء من حديث أبي ذر مختصرا، وقال العراقي الشافعي في تخريجه: لم أجده، وإنما أعرفه من حديث عمر. [قال ابن عرّاق] وهو موضوع كما قاله ابن الجوزي، والله تعالى أعلم" [۴].

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "احیاء" میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طور پر مختصراً ذکر کیا ہے، عراقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تخریج میں فرماتے ہیں: میں تو اسے صرف عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طور پر پہچانتا ہوں۔ (ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہ حدیث موضوع ہے، جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے، واللہ تعالی اعلم۔

---

[۱] تلخيص الموضوعات: ص:۵۹، رقم: ۱۲۰، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[۲] ميزان الاعتدال: ۱/۱۰۷، رقم: ٤۲۱، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[۳] اللآلئ المصنوعة: ۱/ ٤۲، دار الكتب العلمة ـ بيروت.

[۴] تنزيه الشريعة: ۱/۲٥٤، رقم: ۱۱، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، عبدالله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[1] میں اسے موضوع کہا ہے۔

سند میں موجود راوی احمد بن عبد اللہ بن خالد جُوَیباری کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں:

"قال ابن عدي: كان يضع الحديث لابن كَرَّام على ما يريده ... قال ابن حبان: هو أبو علي الجويباري دجال من الدجاجلة ... وقال النسائي والدارقطني: كذاب، قلت: الجويباري ممن يضرب المَثَل بكذبه ... قال البيهقي: أما الجويباري، فإني أعرفه حق المعرفة بوضع الأحاديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقد وضع عليه أكثر من ألف حديث".

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمد جویباری، ابن کرّام کے لیے اس کی چاہت کے مطابق روایتیں گھڑتا تھا۔۔۔ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ابو علی، جویباری ہے، جو دجالوں میں سے بڑا دجال ہے۔۔۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے جویباری کو کذاب کہا ہے، میں (یعنی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ جویباری ان لوگوں میں سے ہے، جن کا جھوٹ ضرب المثل ہے۔۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں خوب اچھی طرح اس کی معرفت رکھتا ہوں کہ

---

[1] الفوائد المجموعة: ص:۲۷۶، رقم:۱۹، ت: عبدالرحمن بن يحيى المعلمي، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۳۰ھ۔

[2] ميزان الاعتدال: ۱۰۶/۱، رقم:۴۲۱، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة۔ بيروت.

جو یباری رسول اللہ ﷺ پر حدیثیں گھڑتا ہے، اس نے ہزار سے زائد حدیثیں رسول اللہ ﷺ پر گھڑی ہیں۔

ابو صالح اسحاق بن نَجِیح مَلَطِی ازدی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”إسحاق بن نجيح المَلَطِي من أكذب الناس...“ [1]۔ اسحاق بن نَجِیح اکذب الناس ہے۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كذاب، عدو الله“ [2]۔ یہ جھوٹا، اللہ کا دشمن ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى عجائب، وضعفه“ [3]۔ یہ عجائبات نقل کرتا ہے، پھر اس کی تضعیف کی۔

امام ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”غير ثقة، ولا من أوعية الأمانة“ [4]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”منكر الحديث“ [5]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”متروك الحديث“ [6]۔

---

[1] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[3] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[4] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[5] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[6] تهذيب الكمال: ۸۱/۲، رقم: ۳۸۲، ت: الشيخ أحمد علي وحسن أحمد، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وهذه الأحاديث التي ذكرتها مع سائر الروايات عند إسحاق بن نجيح عمن روي عنه، فكلها موضوعات، وضعها هو..."[1]. "اسحاق بن نجیح کی اپنے مروی عنہم سے یہ تمام حدیثیں، جن کو میں نے ذکر کیا ہے، اور دیگر روایتیں تمام تر من گھڑت ہیں، ان روایتوں کو اسحاق ہی نے گھڑا ہے۔۔۔"۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"منكر الحديث"[2].

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"مشهور بوضع الحديث"[3].
یہ احادیث تراشنے میں شہرت یافتہ ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"أجمعوا على أنه كان يضع الحديث"[4]. محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"فيه إسحاق بن نَجِيْح كذاب..."[5].
اس میں اسحاق بن نجیح کذاب ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كذبوه"[6]. محدثین نے اسے کذاب کہا ہے۔

---

[1] الكامل في الضعفاء:۱/۵٤۰،رقم:۱۵۵،ت:الشيخ عادل والشيخ علي محمد،دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۱۸ھ۔

[2] تهذيب التهذيب:۱/ ۱۲۹،ت:إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسسة الرسالة ۔بيروت،الطبعة۱٤۱٦ھ۔

[3] تهذيب التهذيب:۱/ ۱۲۹،ت:إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسسة الرسالة۔ بيروت،الطبعة۱٤۱٦ھ۔

[4] تهذيب التهذيب:۱/ ۱۲۹،ت:إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسسة الرسالة۔ بيروت،الطبعة۱٤۱٦ھ۔

[5] تلخيص كتاب الموضوعات:۳۰۵،رقم:۸۳۷ ت:عبدالرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، الطبعة۱۳۸٦ھ۔

[6] التقريب:ص:۱۰۳،رقم:۳۸۸،ت:محمدعوامة،دارالرشد۔ سوريا،الطبعة الرابعة۱٤۱۸ھ۔

روایت کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ روایت من گھڑت ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
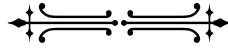
روایت نمبر ⑨

روایت: "ما من نبي نُبِّیءَ إلأبعد الأربعين". ہر نبی کو نبوت چالیس برس بعد ملی ہے۔

حکم: من گھڑت

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ "اللآلئ المنثورة "[1] میں مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"قال أبو الفرج ابن الجوزي، موضوع، لأن عيسى نُبِّیء ورفع إلى السماء وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة، فاشتراط الأربعين في حق الأنبياء ليس بشيء".

ابو الفَرَج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ من گھڑت حدیث ہے، کیونکہ عیسی علیہ السلام کو نبوت ملی اور انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا گیا، حالانکہ ان کی عمر تینتیس برس تھی، چنانچہ انبیاء کے بارے میں یہ چالیس برس کی شرط ذکر کرنا کوئی شیء نہیں ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے اس روایت کو موضوع کہنے پر علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ[2]، علامہ ابن دِیبَع رحمۃ اللہ علیہ[3]، علامہ عامری رحمۃ اللہ علیہ[4] اور

---

[1] اللآلئ المنثورة:باب في القصص والأخبار،ص:۱۵۳،ت:محمد بن لطفى الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] الدرر المنتثرة:ص:۲۱٦،رقم:۳۵۸،ت:محمدعبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[3] تمييز الطيب:ص:۱٦۷،رقم:۱۲۳۹،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۸هـ.

[4] الجد الحثيث:ص:۲۰۱،رقم:٤۳۱،ت:أبي عبدالرحمن فواز أحمدزمرلي،دارابن حزم،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ [1] نے بھی اتباع کی ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

آپ رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ" [2] میں حافظ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو کو نقل کرنے بعد لکھتے ہیں:

"وما قدمناه في حديث: مابعث الله نبيا،يرد عليه". ہماری سابقہ ذکر کردہ حدیث: "مابعث الله نبيا". اس کی تردید کرتی ہے۔

تنبیہ: حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس برس میں آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا، اس کی تردید اس روایت سے ہوتی ہے جو میں پہلے نقل کر چکا ہوں، اور اس سابقہ روایت میں یہ منقول ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا انتقال ایک سو برس کی عمر میں ہوا ہے، واللہ اعلم [3]۔

---

[1] اللؤلؤ المرصوع: ٧١،رقم: ٤٣١،الطبعة البارونية ـ بمصر.

[2] المقاصد الحسنة: ٤٢٧،رقم: ٩٨٣،ت: عبد الله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

[3] "ما بعث الله نبيا إلا عاش نصف ما عاش النبي قبله". رواه أبو نعيم في الحلية، والفسوي في مشيخته،عن زيد بن أرقم به مرفوعا....، وسنده حسن لاعتضاده، لكن يُعَكِّرُ عليه ما ورد في عمر عيسى. نعم أخرج الطبراني في الكبير، بسند رجاله ثقات إلي محمد بن عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان وهو المعروف الديباج، عن أمه فاطمة بنت الحسين بن علي: أن عائشة كانت تقول: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في مرضه الذي قبض فيه لفاطمة: "إن جبريل كان يعارضه القرآن في كل عام مرة، وأنه عارضني بالقرآن العام مرتين، وأخبرني أنه لم يكن نبي إلا عاش نصف عمر الذي كان قبله، وأخبرني أن عيسى بن مريم عاش عشرين ومائة سنة، ولا أراني إلا ذاهبا على رأس الستين، فبكت" ـ الحديث. ولأبي نعيم عن ابن مسعود رفعه: "يا فاطمة، إنه لم يعمر نبي إلا نصف عمر الذي قبله". الحديث.
وقال العجلوني بعد ذكر قول السخاوي تحت حديث: "ما بعث الله نبيا....": وفيه كلام في حواشي المواهب للشبراملسي.

علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذرۃ"[1] میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو برقرار رکھا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[2] میں علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر سکوت کو نقل کرنے بعد لکھتے ہیں:

"ویعارضه[الحدیث المذکور] نص قوله تعالى في يحيى: "وآتيناه الحكم صبيا". وقوله تعالى في يوسف: "وأوحينا إليه لتنبئنهم بأمرهم هذا". ولو ثبت يحمل على الغالب". اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد زیرِ بحث روایت کے معارض ہے، اللہ تعالیٰ یحیی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ عطا فرمائی تھی"، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے: "اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے"، اور اگر یہ روایت ثابت بھی ہو تو غالب احوال پر محمول ہو گی۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء"[3] میں پہلے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بعد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام لائے ہیں۔

---

[1] الشذرة:۱۱۵/۲،رقم:۸٤٤ ،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[2] الأسرار المرفوعة:ص:۳۰۰،ت:محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] كشف الخفاء:۲۲٤/۲،رقم:۲۲٤۸،ت:يوسف بن محمود الحاج أحمد،مكتبة العلم الحديث ـ جدة،الطبعة ١٤٢١هـ.

روایت کا حکم

یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے، اور ان کے کلام پر علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ ابن دِیبَع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عامری رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ قاوَقجی رحمۃ اللہ علیہ ، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔
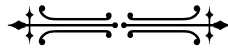
روایت نمبر ⑩

روایت: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لمبی مونچھیں رکھے گا اس کو چار قسم کا عذاب دیا جائے گا: وہ میری شفاعت نہیں پائے گا، اور نہ وہ میرے حوض کوثر سے پانی پی سکے گا، اور اس کو قبر میں عذاب دیا جائے گا، اور اللہ تعالی اس کے پاس منکر نکیر کو غصے کی حالت میں بھیجیں گے۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

اس روایت کو حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأباطیل والمناکیر"[1] میں اس سند سے تخریج کیا ہے:

"أخبرنا عبد الواحد بن محمد بن جابار الواعظ، أخبرنا أبو الفضل عبد الوهاب بن محمد بن الفضل بن علوية بن مصعب قدم علينا هَمَذَان، أخبرنا أحمد بن جعفر، عن جده، عن محمد بن عبد الرحمن القطان، عن أبي بكر الجوهري، عن محمد بن إبراهيم بن عامر، عن محمد بن إبراهيم العياراني[كذا فيه، والصحيح: العَبَّادَانِي]، عن الحسن بن علي، عن بشر بن السري، عن الهيثم، عن حماد بن زيد، عن أنس بن مالك، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طوّل شاربه في دار الدنيا طوّل الله ندامته يوم القيامة ... ومن طوّل

---

[1] الأباطيل والمناكير: ٣٢٤، رقم: ٦٥٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

شاربه فلا يصيب شفاعتي، ولا يشرب من حوضي، وضيق الله تعالى عليه قبره، ويشدد عليه منكرا ونكيرا، وأظلم عليه قبره، وينزل عليه ملك الموت عليه السلام، وهو عليه غضبان...".

"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں لمبی مونچھیں رکھے گا تو اللہ تعالی روزِ قیامت اس کی ندامت کو طویل کردے گا۔۔۔ اور جو شخص لمبی مونچھیں رکھے گا اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی، اور نہ وہ میرے حوض سے پانی پیئے گا، اور اللہ تعالی اس پر اس کی قبر کو تنگ کردے گا، اور اس پر سخت منکر نکیر مسلط کرے گا، اور اس کی قبر اس پر تاریک ہوجائے گی، اور ملک الموت غصہ کی حالت میں اس کے پاس آئے گا۔۔۔"۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث باطل موضوع، في إسناده من المجهولين غير واحد، وحماد بن زيد لم يسمع من أنس بن مالك شيئا ولم يره". یہ حدیث باطل من گھڑت ہے، اس میں متعدد مجہول راوی ہیں، اور (سند میں موجود راوی) حماد بن زید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا، اور نہ ہی انہیں دیکھا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[1] میں اس روایت کی

[1] كتاب الموضوعات: ٥٦٥، رقم: ١٤٤٩، دار ابن جزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وذكر حديثا طويلا في الترغيب والترهيب في ذلك، وهو من أنتن الوضع وأسمجه، ولولا حماقة من وضع هذا، وأنه ما شم ريح العلم، لعلم أن غاية ما في تطويل الشارب مخالفة سنة لا يصلح التواعد عليها بمثل هذا، والمتهم به ابن جابار، وقد خلط في الإسناد كما رأيت، وأتى بجماعة مجهولين".

اور اس کے بعد راوی نے مونچھوں کی ترغیب وترہیب پر ایک لمبی حدیث نقل کی، یہ روایت من گھڑت روایات میں سب سے زیادہ بدبودار اور قبیح ہے، اور اگر اس کا گھڑنے والا احمق نہ ہوتا اور اس نے کچھ بھی علم کی بو سونگھی ہوتی تو اسے معلوم ہوجاتا کہ مونچھیں لمبی رکھنا سنت کی مخالفت تو ہے، لیکن لمبی مونچھیں رکھنے پر ایسی وعید درست نہیں ہے۔ اس حدیث کے گھڑنے میں (سند کا راوی) ابن جابار متہم ہے، اور اس نے سند میں خلط کیا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، اور مجہول راویوں کی ایک جماعت لے کر آیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ترتيب الموضوعات"[2] میں، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[4] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت ہے۔

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۲/ ۲۲۶، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۸ھ۔

[2] ترتيب الموضوعات: ۲۳۳، رقم: ۸۱۰، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھ۔

[3] تنزيه الشريعة: ۲/ ۲٦۸، رقم: ۵، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھ۔

[4] تذكرة الموضوعات: ۱٦۰، كتب خانه مجيديه ۔ ملتان۔

علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائدالمجموعة"[1] میں فرماتے ہیں: "هو موضوع، في إسناده وضاع ومجاهيل". یہ من گھڑت ہے، اس کی سند میں وضاع اور مجہول راوی ہیں۔

روایت کا حکم

اس روایت کو امام جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

لمبی مونچھیں رکھنے پر ایک وعید "صحیح" حدیث میں وارد ہے، جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں تخریج کیا ہے:

"حدثنا أحمد بن مَنِيع، حدثنا عبيدة بن حميد، عن يوسف بن صهيب، عن حبيب بن يسار، عن زيد بن أرقم: أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منا.

---

[1] الفوائد المجموعة:۱۹۸،رقم:۱۱،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۳۰هـ.

[2] سنن الترمذي:۵/ ۹۳،رقم:۲۷٦۱،ت:إبراهيم عطوه عوض،مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة،الطبعة ۱۳۹۷هـ.

وفي الباب عن المغيرة بن شعبة. قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح".

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی مونچھوں میں سے بال نہیں لے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔
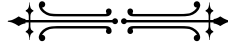
روایت نمبر ⑪

روایت: ”لأنين المذنبين أحب إلي من زجل المسبحين“.

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ گناہ گار بندوں کا رونا مجھے زیادہ محبوب ہے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سے۔

حکم: یہ روایت سنداً بطور حدیثِ قدسی نہیں ملتی، البتہ یہ مضمون سنداً شیخ ابو علی، صاحبِ عبد اللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، اس لیے اسے صرف شیخ ابو علی، صاحبِ عبد اللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کرنا چاہئے۔

روایت کا مصدر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”مفاتيح الغيب“[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

”قال عليه الصلاة والسلام: حكاية عن ربه تعالى: لأنين المذنبين أحب إلي من زَجَل المسبحين“. گناہ گار بندوں کا رونا مجھے زیادہ محبوب ہے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”روح المعاني“[2] میں اسے حدیثِ قدسی کہہ کر نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو: ”ففي الحديث القدسي: لأنين المذنبين أحب إلي من زَجَل المسبحين“.

---

[1] مفاتيح الغيب: ۲/ ۲٤۸، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[2] روح المعاني: ۳۰/ ۱۹٦، دار الإحياء التراث ـ بيروت.

روایت کا حکم

یہ روایت سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر ہمیں نہیں ملی، البتہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[1] میں اسے شیخ ابو علی، صاحبِ عبداللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے، اس لیے اسے صرف شیخ ابو علی، صاحبِ عبداللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کرنا چاہیے، شیخ ابو علی، صاحبِ عبداللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملاحظہ ہو:

"أخبرنا عبد الله بن يوسف قال: سمعت أبا بكر محمد بن عبد الله الرازي يقول: سمعت أبا علي صاحب عبد الله الجَبَلِي يقول: أوحى الله عز و جل إلى داود عليه السلام: أنين المذنبين أحب إلي من صُرَاخ الصديقين".

ابو علی، صاحبِ عبداللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے نزدیک گناہ گار کی آہ وبکاء، صدیقین کی فریاد سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ کسی روایت کے حدیثِ قدسی کہلانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہو، جیساکہ شیخ محمد عوّامہ اپنی کتاب "من صحاح الأحاديث القدسية"[2] میں حدیثِ قدسی کی تعریف

---

[1] شعب الايمان: ۳۹۶/۹، رقم: ٦٨٦٤، ت: مختار الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٢ هـ.

[2] الأحاديث القدسية: ص: ١٠، دار المنهاج ـ جده، الطبعة الخامسة ١٤٣٢ هـ.

کے بعد اس میں موجود قیودات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الثالث: يرويه النبي ﷺ، خرج به ما كان من رواية غيره ﷺ...".

"تعریف میں موجود تیسری قید یہ ہے کہ اسے نبی ﷺ نے نقل کیا ہو، اس سے وہ مرویات، حدیثِ قدسی کی تعریف سے خارج ہو گئیں جن کو نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور نے نقل کیا ہو۔۔۔"۔
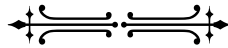
روایت نمبر ⑫

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کا فقراء سے معذرت کرنا

روایت: ”اتخذوا عند الفقراء أيادي، فإن لهم دولة يوم القيامة، فإذا كان يوم القيامة نادي مناد: سيروا إلى الفقراء، فيعتذر إليهم كما يعتذر أحدكم إلى أخيه في الدنيا“.

تم فقراء کے ساتھ احسان کرو، اس لئے کہ قیامت کے دن ان کے لئے بادشاہی ہوگی، سو جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا پکارے گا، چلو فقراء کی طرف، سو ان سے معذرت کی جائے گی جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے دنیا میں معذرت کرتا ہے۔

حکم: باطل، بے اصل

روایت پر محدثین کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ رحمۃ اللہ علیہ ”المقاصد الحسنه“ [1] میں فرماتے ہیں:

---

[1] المقاصد الحسنة: ٣٤، رقم: ١٧، ت: عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

حافظ ابو الغنائم نَرسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو، آپ ”ثواب قضاء حوائج الإخوان“ میں لکھتے ہیں:

”أخبرنا محمد بن علي، أنا زيد بن جعفر بن حاجب إجازة، ثنا محمد بن طاهر الجعفري، ثنا محمد بن الحسين بن حفص، نا الحسين بن الحكم الحِيْرِي، ثنا أبو حفص، ثنا عبيد الله الحارثي، عن أبيه، عن أبي عبد الرحمن السُلَمِي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتخذوا عند الفقراء أيادي، فإن لهم دولة، قال: قيل: يا رسول الله! وما دولتهم ... فيقول: قوم لم يكونوا يصنعون المعروف، يا ليتنا! كنا نصنع المعروف حتى ندخل الجنة“. (ص: ٧٧، رقم: ٣٩، ت: عامر حسن صبري، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ)۔

”أبو نعيم في ترجمة وهب بن منبه من الحلية كما عزاه للديلمي العراقي في تخريج الإحياء، وقال بسند ضعيف عن الحسين بن علي، ولم أره في النسخة التي عندي .

وقال شيخنا: إنه لا أصل له، نعم في الحلية من حديث إبراهيم بن فارس عن وهب من قوله: اتخذوا اليد عند المساكين، فإن لهم يوم القيامة دولة .

وفي قضاء الحوائج للنَرْسِي بسند فيه غير واحد من المجهولين عن أبي عبد الرحمن السلمي التابعي رفعه مرسلا: اتخذوا عند الفقراء أيادي، فإن لهم دولة، قيل يا رسول الله ! وما دولتهم، قال: ينادي مناد يوم القيامة: يا معشر الفقراء! قوموا، فلا يبقى فقير إلا قام، حتى إذا اجتمعوا قيل: ادخلوا إلى صفوف أهل القيامة، فمن صنع إليكم معروفا فأوردوه الجنة، قال: فجعل يجتمع على الرجل كذا وكذا من الناس، فيقول له الرجل منهم: ألم أكسك فيصدقه، فيقول له الآخر: يا فلان ! ألم أكلِّمْ لك، قال: ولا يزالون يخبرونه بما صنعوا إليه وهو يصدقهم بما صنعوا إليه حتى يذهب بهم جميعا فيدخلهم الجنة، فيقول قوم لم يكونوا يصنعون المعروف: يا ليتنا ! كنا نصنع المعروف حتى ندخل الجنة .

وبسند واه عن ميمون بن مهران عن ابن عباس رفعه: إن للمساكين دولة، قيل يا رسول الله! وما دولتهم؟ قال: إذا كان يوم القيامة قيل لهم: انظروا من أطعمكم في الله تعالى لقمة أو كساكم ثوبا أو سقاكم شربة فأدخلوه الجنة . وكل هذا باطل كما بينته في بعض الأجوبة، وسبق الذهبي وابن تيمية وغيرهما للحكم بذلك“.

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "حلیہ" میں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تخریج کی ہے، جیسا کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تخریج احیاء" میں اسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے بسندِ ضعیف منقول ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پاس "حلیہ" کا جو نسخہ ہے اس میں میں نے اس روایت کو نہیں پایا، ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے، البتہ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں اسے بطریق ابراہیم بن فارس، وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر روایت کیا ہے: "اتخذوا اليد عند المساكين". تم فقراء کے ساتھ احسان کرو، اس لئے کہ ان کے لئے قیامت کے دن بادشاہی ہوگی۔

"قضاء الحوائج للنرسی" میں ہے کہ یہ حدیث ایسی سند کے ساتھ ہے جس میں سے کچھ راوی مجہول ہیں، ابو عبد الرحمن سلمی تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً مرسلاً منقول ہے: "اتخذوا عند الفقراء أيادي....". فقراء کے ساتھ احسان کرو، کیونکہ روزِ قیامت ان کی بادشاہی ہوگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ! ان کی بادشاہی کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا، اے فقراء کی جماعت! کھڑے ہو جاؤ، لہٰذا تمام فقراء کھڑے ہو جائیں گے، جب وہ سب جمع ہو جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا قیامت والوں کی صفوں میں داخل ہو جاؤ، جس نے تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے سو اس کو جنت میں لے جاؤ، اس آدمی پر اتنے اتنے لوگ جمع ہو جائیں گے، سو ان

میں ایک آدمی کہے گا کہ کیا میں نے تمہیں کپڑے نہیں پہنائے تھے، وہ اس کی تصدیق کرے گا، دوسرا آدمی اسے کہے گا کیا میں نے تمہاری سفارش نہیں کی تھی؟ لوگ اسے مسلسل اپنی اپنی بھلائیاں یاد دلائیں گے اور وہ ان کی بھلائیوں کی تصدیق کرتا جائے گا، یہاں تک کہ وہ ان تمام کو لے جا کر جنت میں داخل کرے گا، کچھ لوگ کہیں گے جنہوں نے خیر کا کوئی کام نہیں کیا ہو گا، اے کاش کہ ہم بھی بھلائی کا کام کر لیتے تو ہم بھی جنت میں داخل ہو جاتے۔

(حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) میمون بن مہران نے تباہ حال سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے: بے شک مساکین کے لئے بادشاہی ہو گی، پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! ان کی بادشاہی کیا ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا ان مساکین سے کہا جائے گا: دیکھو جس نے تمہیں اللہ کی راہ میں ایک لقمہ کھلایا تھا، یا تمہیں کپڑے پہنائے تھے، یا پانی پلایا تھا سو اس کو جنت میں داخل کرو۔

(حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) یہ تمام باطل ہے، جیسا کہ میں نے بعض جوابوں میں بیان کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات اسے پہلے ہی باطل کہہ چکے ہیں۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ [1] علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ [2]، علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ [3]، علامہ

---

[1] مختصر المقاصد الحسنة: ٥١، رقم: ١٥، ت: دكتور محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

[2] كشف الخفاء: ٥١/١، رقم: ٦٨، ت: شيخ يوسف بن محمود الحاج أحمد، مكتبة العلم الحديث.

[3] تمييز الطيب من الخبث: ٨، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة ١٤٢٤هـ.

محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ [۱]، علامہ غزّی رحمۃ اللہ علیہ [۲] اور علامہ قاوَقجی رحمۃ اللہ علیہ [۳] نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وحافظ ابن تیمیہ نے اسے باطل کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بے اصل کہا ہے، اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باطل کہا ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ ابن دِیبَع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ، علامہ غزّی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوَقجی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، اس لیے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
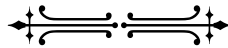
---

[۱] أسنى المطالب:۲۸،رقم:٤١،ت:خليل،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[۲] إتقان مايحسن:٣٤،رقم:٣٠،ت:خليل بن محمد العربي،الفاروق الحديثيه ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥ هـ.

[۳] اللؤلؤ المرصوع:ص:٣١، رقم:٩،ت:فواز أحمد،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

روایت نمبر (۱۴)

روایت: پیغمبر ﷺ کا معلّمین کے لئے مالداری کی دعا فرمانا اور قُراء کے لئے فقر کی دعا فرمانا

حکم: من گھڑت

یہ روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں عبید اللہ بن عبد اللہ عتکی کے ترجمہ میں اس سند سے تخریج کی ہے:

"ثنا محمد بن داود بن دينار الفارسي، ثنا أحمد بن يونس، ثنا سعدان بن عبدة القَدَّاحِي، أخبرنا عبيدالله بن عبدالله العَتَكِي، أخبرنا أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: اجتمعوا وارفعوا أيديكم، قال: فاجتمعنا فرفعنا أيدينا، ثم قال: اللهم أفقِرِالمعلمين كي لايذهب بالقرآن [كذا في الأصل] وأغنِ العلماء كي لايذهب بالدي[كذافي الأصل]".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہا کہ جمع ہو جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھاؤ، ہم جمع ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا تو پھر آپ ﷺ نے دعا کرائی کہ اے اللہ! معلّمین کو غریب رکھنا، تاکہ وہ قرآن کو ضائع نہ کریں، اور علماء کو مالدار کر دے تاکہ وہ دین کو ضائع نہ کر دیں۔

---

[1] الكامل في الضعفاء: ٣ ٨٤/٥،رقم:١١٦٧،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

یہ روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[1] میں تخریج کی ہے۔

نوٹ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "أفقر" کی جگہ "اغفر" اور "أغن" کی جگہ "أعز" ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ طریق بالا سے زیر بحث اور دو دیگر روایات تخریج کرکے فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث مناكيركلها، وسعدان بن عبدة القَدَّاحِي غير معروف، وأحمد بن اسحاق بن يونس لايعرف أيضا، وشيخنا محمد بن داود بن دينار كان يكذب..."[2]

یہ تمام حدیثیں منکر ہیں، اور سعدان بن عبدہ قَدَّاحِی غیر معروف ہیں، اور احمد بن اسحاق بن یونس بھی غیر معروف ہیں، (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ ہمارے شیخ محمد بن داؤد بن دینار جھوٹ بولتے تھے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات:١٥٧،رقم:٤٤٣،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] الكامل في الضعفاء:٨٤/٥ ٣،رقم:١١٦٧،ت:محمدأنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[3] ذخيرةالحفاظ:رقم:٩٨،ت:عبد الرحمن الفريوائي،دارالسلف ـ الرياض،الطبعة ١٤١٦هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذا حديث موضوع على رسول الله ﷺ، وقال أبو أحمد بن عدي: هذا حديث منكر، وسعدان غيرمعروف، وأحمد بن إسحاق لايعرف أيضا، وشيخنا محمد بن داود كان يكذب"[1].

یہ حدیث آپ ﷺ پر گھڑی گئی ہے اور ابو احمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے، اور سعدان غیر معروف ہے، اور احمد بن اسحاق بھی غیر معروف ہے، اور ہمارے شیخ محمد بن داؤد جھوٹ بولتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "عبید اللہ بن عبد اللہ عتکی" کے ترجمہ میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: لعل هذه الأحاديث من وضع محمد بن داود، ولايدري من شيخه ولا من شيخ شيخه"[2].

میں کہتا ہوں کہ شاید یہ حدیثیں محمد بن داؤد کی گھڑی ہوئی ہیں، اور معلوم نہیں کہ ان کا شیخ کون ہے، اور ان کے شیخ کا شیخ کون ہے۔

حافظ ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث "[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات:١٥٧،رقم:٤٤٣،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الاولى ١٤٣٩هـ.

[2] ميزان الاعتدال:١٠/٣،رقم:٥٣٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة،بيروت .

[3] الكشف الحثيث:ص:٢٢٩،رقم:٦٥٨،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٧هـ.

اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "محمد بن داؤد رَملی" کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وقيل: بل هو من وضع محمد بن داود بن دينار"[1]. کہا گیا ہے کہ یہ یہ محمد بن داؤد بن دینار کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام لانے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال في الميزان: لعل هذا من وضع محمد بن داود، والله أعلم"[2]. "میزان" میں ہے کہ شاید یہ حدیث محمد بن داؤد نے گھڑی ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ[3] اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ[4]، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فصل اول میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: جعله في ترجمة محمد بن داود الرَمْلِي من مصائبه، ثم قال: وقيل: بل هو من وضع محمد بن داود بن دينار، والله أعلم"[5].

---

[1] ميزان الاعتدال: ٥٤٠/٣،رقم: ٧٥٠١،ت:علي محمدالبجاوي،دارالمعرفة، بيروت .

[2] اللآلئ المصنوعة: ١٨١/١،ت:محمدعبدالمنعم رابح،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

[3] كشف الخفاء: ٦٣/١،رقم:١٠٦،ت:يوسف بن محمود الحاج أحمد،مكتبة العلم الحديث .

[4] اللؤلؤ المرصوع:١٨،ت:محمدكمال الدين،طبع بالمطبعة البارونية بالجدرية بمصر.

[5] تنزيه الشريعة: ٢٥٣/١،رقم:٩،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

میں کہتا ہوں کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت محمد بن داؤد رملی کی "مصائب" میں نقل کی ہے، پھر یہ کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ اس کو محمد بن داؤد بن دینار نے گھڑا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ [1]، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ [2]، اور علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ [3] فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے۔

سند میں موجود راوی محمد بن داؤد بن دینار فارسی کے بارے میں ائمہ کے اقوال

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب" [4]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ [5]، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ [6]، حافظ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ [7]، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ [8] اور اعلامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ [9] نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] الفوائدالمجموعة:٢٧٦،رقم:١٧،ت:عبدالرحمن بن يحي المعلي ا ليماني،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ.

[2] الموضوعات الكبرى:٥١ ،رقم:١٥٧،ت:أبو هاجرمحمد سعيد، قديمي، كتب خانه ـ كراتشي .

[3] تذكرة الموضوعات:ص:١٩،كتب خانه مجيديه ـ ملتان .

[4] الكامل في الضعفاء:٣٨٤/٥، رقم:١١٦٧،ت:محمدأنس مصطفى،الرسالة العالمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٣ هـ.

[5] كتاب الموضوعات:١٥٧،رقم:٤٤٣،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩ هـ.

[6] ميزان الاعتدال:٥٤٠/٣ ،رقم:٧٤٩٩،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة ـ بيروت .

[7] كشف الحثيث:٢٢٨،رقم:٦٥٨،ت:صبحي السامرائي عالم الكتب،مكتبة النهضة العربية،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[8] لسان الميزان:١٢٦/٧،رقم:٦٧٦٣،ت:عبدالفتاح أبوغده، مكتب المطبوعات الإسلاميه ـ حلب .

[9] تنزيه الشريعة:١٠٤/١،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان سب نے اس روایت کو موضوع کہا ہے، نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر کہا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
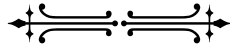
روایت نمبر ⑭

پیغمبر ﷺ کا معلّمین کے لیے بخشش، درازی عمر اور کمائی میں برکت کی دعا فرمانا

حکم: من گھڑت

اس روایت کے دو طرق ہیں: ① نہشل بن سعید کا طریق ② محمد بن فَرُّخَان کا طریق

(۱) نہشل کا طریق

حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ "تاریخ بغداد" [۱] میں محمد بن علی بن محمد اسحاق بغدادی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"أخبرنا علي بن أحمد الرزاز، قال: حدثنا أبو الحسن علي بن أحمد المِصِّيصي، قال حدثنا أبي، قال: حدثنا محمد بن علي بن إسحاق البغدادي، قال: حدثنا موسى بن محمد القَوْمِسي، قال: حدثنا الحسن بن شِبْل، عن أصرم بن حَوْشَب، عن نهشل بن سعيد، عن الضحاك بن مُزَاحِم، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم اغفر للمعلمين ثلاثا، وأطل أعمارهم، وبارك لهم في كسبهم".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! معلّمین کی مغفرت فرما، تین مرتبہ فرمایا، اور ان کی عمروں کو طویل فرما اور ان کے لئے ان کی کمائی میں برکت ڈال۔

[۱] تاریخ بغداد: ۱۰٦/٤، رقم: ۱۲۸۱، ت: بشار عواد معروف، مکتبة دار الغرب الإسلامي ـ تونس، الطبعة الرابعة ۱٤۳٦هـ.

یہ روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[۱] میں تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال إسحاق بن راهويه: كان نهشل كذابا، وقال يحيى: ليس بشيء، وقال ابن حبان: يروي عن الثقات ما ليس من حديثهم، لا يحل كتب حديثه إلا على التعجب.

وأما أصرم، فقال يحيى: كذاب خبيث، وقال البخاري: متروك الحديث، قال أبو بكر الخطيب: وأما محمد بن علي فشيخ مجهول، أحاديثه منكرة"[۲].

یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "صحیح" نہیں، اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہشل کذاب ہے، اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ "لیس بشیٔ" ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقات سے وہ روایات نقل کرتا ہے کہ جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی، اس کی احادیث کو لکھنا حلال نہیں ہے، مگر تعجب کے طور پر۔

---

[۱] كتاب الموضوعات:۲۲۰/۱،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،مكتبة السلفية۔ مدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦ھ۔

[۲] كتاب الموضوعات:۱۲۲۰،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،مكتبة السلفية۔ مدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦ ھ۔

رہی بات اصرم کی، یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کذاب خبیث ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک الحدیث کہا ہے، اور ابو بکر الخطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (سند میں موجود راوی) محمد بن علی شیخ مجہول ہیں، ان کی احادیث منکر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے "تلخیص الموضوعات"[1] میں لکھتے ہیں: "فيه أصرم بن حوشب، عن نهشل بن سعيد، متهمان. ومحمد بن الفرخان افتراه وألصقه بابن عرفة بسند الصحيحين، وزاد فيه: وأظلهم تحت عرشك".

اس کی سند میں اصرم بن حوشب ہے، وہ اس حدیث کو نہشل بن سعید سے نقل کرنے والا ہے، یہ دونوں متہم ہیں، نیز اسے محمد بن فَرُّخان نے گھڑا ہے، اور اس روایت کو صحیحین کی سند لے کر ابن عرفہ کے ساتھ جوڑ دیا ہے، اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے: اور ان کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا کر۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعه"[2] میں امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تعاقب نہیں کیا، بلکہ ان کے کلام پر اکتفاء کرتے ہوئے اسے موضوع کہا ہے۔

---

[1] تلخيص الموضوعات:٥٨،رقم:١١٦،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ١٨٠/١،دارالكتب العلمية ـ بيروت.

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ[1]، علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ[2]، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ[3] نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کرتے ہوئے اسے موضوع کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں تحریر فرماتے ہیں:

"لم يتعقبه السيوطى مع أنه أورده في كتابه تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش باللفظ الثاني، وقال بعد أن نقل عن الخطيب أنه قال: محمد بن الفَرُّخَان غير ثقة، قلت: له شواهد (قال) جامعه: وتابع نهشلا عن الضحاك سعيدُ بن سنان، أخرجه ابن فنجويه في كتاب المعلمين غير أن فى سنده من لم أعرفه، وسعيد متهم أيضا، والله تعالى أعلم".

یہاں سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب میں کچھ نہیں کہا، باوجودیکہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اسے دوسرے الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب "تمہید الفرش فی خصال الموجبہ لظل العرش" میں ذکر کیا تو پہلے خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول لکھا کہ اس میں محمد بن فَرُّخان غیر ثقہ ہے، اس کے بعد کہا کہ اس کے شواہد ہیں، اس کا جامع (یعنی علامہ ابن عرّاق) کہتا ہے کہ اس سند میں موجود نہشل عن ضحاک کی متابعت سعید بن سنان نے کی ہے، جسے ابن فنجویہ رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المعلمین" میں تخریج کیا

---

[1] كشف الخفاء ومزيل الإلباس: ٦٣/١،رقم:١٠٦،ت:يوسف بن محمود الحاج أحمد،مكتبة العلم الحديث.

[2] اللؤلؤ المرصوع:ص:١٨،ت:محمد كمال الدين،طبع بالمطبعة البارونية بالجدرية بمصر.

[3] الموضوعات الكبرى:٥١،رقم:١٥٨،ت:أبو هاجر محمد سعيدبن سبوني زغلول،مكتبة غوثية۔ مردان.

[4] تنزيه الشريعة: ٢٨٦/١،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ہے، البتہ اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کو میں نہیں جانتا، نیز اس میں سعید بن سنان متہم بھی ہے، واللہ تعالی اعلم۔[۱]

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائدالمجموعۃ"[۲] میں، نیز علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات"[۳] میں اسے موضوع کہا ہے۔

حضرات محدثین نے حدیث کو موضوع کہنے میں سند کے راوی اصرم اور نہشل کو علت قرار دیا ہے، ذیل میں ان دونوں کے بارے میں ائمہ کے اقوال لکھے جائیں گے۔

ابو ہشام اصرم بن حوشب کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کذاب خبیث"[۴]. یہ کذاب خبیث ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[۱] **سعید بن سنان ابو مہدی کے بارے میں ائمہ کے اقوال**

سعید بن سنان کی ان روایتوں کا اعتبار نہیں ہے، یہ باطل ہیں (یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)۔ مجھے خوف ہے کہ سعید کی روایتیں من گھڑت ہیں (جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)۔ "متروک" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ بُوصیری رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)۔ سعید بن سنان احادیث گھڑتا تھا (دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)۔ "منکر الحدیث" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسے اکثر شدید جرح کے لئے استعمال کرتے ہیں)۔

اس کے علاوہ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ، امام ابو زُرعہ رحمۃ اللہ علیہ ، امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ، ان سب علماء نے سعید بن سنان کے لئے ضعف کے مختلف فنی الفاظ استعمال کیے ہیں، البتہ صدقہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن سنان کو "ثقہ" کہا ہے، دیکھئے: غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ: حصہ اول، ص:۲۱۸، ۲۱۹، ت: مکتبہ زمزم، کراچی۔

[۲] الفوائدالمجموعۃ:۳۵٦،رقم:۸٦٦ ،ت:رضوان جامع رضوان،مکتبہ نزارمصطفی الباز،مکۃ المکرمۃ۔ الریاض .

[۳] تذکرۃالموضوعات:ص:۱۹،کتب خانہ مجیدیہ ۔ ملتان .

[۴] میزان الاعتدال: ۲۷۲/۱، رقم:۱۰۱۷ ،ت:علي محمد البجاوي، دارالمعرفۃ۔بیروت .

"متروك"[1]. یہ متروک ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث"[2]. یہ منکر الحدیث ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث علي ا لثقات"[3]. یہ ثقہ لوگوں پر حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كتبت عنه بهَمَذَان، وضربت علي حديثه"[4]. میں نے ان سے ہمذان میں روایات لکھی تھیں، اور ان کی احادیث دے ماری۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبي يقول: هو متروك الحديث...[5]. میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ اصرم بن حوشب متروک الحدیث ہے۔۔۔"۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروى الموضوعات"[6]. موضوع روایات نقل کرتا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٧٢/١،رقم:١٠١٧،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة۔بيروت .

[2] ميزان الاعتدال: ٢٧٢/١،رقم:١٠١٧،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة۔بيروت .

[3] المجروحين: ٢٠٥/١،رقم:١٢٣،ت:حمدي عبد المجيد،دار الصميعي ۔الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٣٣ھ۔

[4] ميزان الاعتدال: ٢٧٣/١،رقم:١٠١٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة۔بيروت.

[5] الجرح والتعديل: ٣٣٦/٢، رقم:١٢٧٣،ت:الشيخ عبدالرحمن بن يحي المعلي اليماني،دارالكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١ هـ.

[6] لسان الميزان: ٢١٢/٢، رقم:١٣٠٥،ت:عبدالفتاح أبوغده،مكتب المطبوعات الإسلاميه ۔ حلب،الطبعة الأولى١٤٢٣ھ.

امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" روى عن نهشل، عن الضحاك، عن بن عباس رضي الله عنهما مناكير، وروى الأئمة عنه، ثم رأوا ضعفه فتركوه"[1].

اس نے نہشل کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مناکیر نقل کی ہیں، اور ائمہ نے (پہلے تو) اس سے روایت کی، پھر اس کے ضعف کو دیکھا تو اسے ترک کر دیا۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أصرم بن حوشب متروك الحديث، حدث بأحاديث مناكير، وكان يرى الإرجاء"[2]. اصرم متروک الحدیث ہے، منکر روایات بیان کرتا ہے، اور ارجاء کی رائے رکھتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں:" هالك"[3].

ابو سعید نہشل بن سعید بن وردان خراسانی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كذابا"[4]. یہ جھوٹا تھا۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے، اور امام یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف کہا ہے[5]۔

---

[1] لسان الميزان: ٢١٢/٢، رقم: ١٣٠٥، ت: عبدالفتاح أبو غده، مكتب المطبوعات الإسلاميه ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٤٩٠/٧، رقم: ٣٤٤٨، ت: بشارعوادمعروف، مكتبة دارالغرب الإسلامي ـ تونس، الطبعة الرابعة ١٤٣٦هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٢٧٢/١، رقم: ١٠١٧، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال: ٢٧٥/٤، رقم: ٩١٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة ـ بيروت.

[5] ميزان الاعتدال: ٢٧٥/٤، رقم: ٩١٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة ـ بيروت.

امام یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[۱]. یہ ثقہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن الثقات ما ليس من أحاديثهم، لايحل كتابة حديثه إلاعلى جهة التعجب، كان إسحق بن إبراهيم الحنظلي يرميه بالكذب"[۲].

نہشل بن سعید ثقہ لوگوں سے وہ روایات نقل کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں، اس کی احادیث کو لکھنا حلال نہیں ہے مگر تعجب کی بناء پر، اسحاق بن ابراہیم حنظلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[۳] میں فرماتے ہیں: "واه". یہ تباہ حال ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب" میں لکھتے ہیں: "متروك، وكذبه إسحاق بن راهويه، من السابعة ق"[۴]. یہ متروک ہے، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

نہشل بن سعید کے طریق کا حکم

اس روایت کو بطریق نہشل بن سعید حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا ہے،

---

[۱] الضعفاء الكبير: ٣٠٩/٤، رقم: ١٩١٠، ت: الدكتور عبدالمعطي امين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

[۲] كتاب المجروحين: ٥٢/٣، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[۳] الكاشف: ٣٢٧/٢، رقم: ٥٨٨٣، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الاسلامية۔ جده، الطبعة ١٤١٣هـ.

[۴] تقريب التهذيب: ٥٩٥، رقم: ٧١٩٨، ت: محمد عوامة، دار المنهاج ۔ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.

اس لیے اس طریق سے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

ابو طیب محمد بن فَرُّخان کا طریق

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں فرخان بن روزبہ مولی المتوکل علی اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"حدث ابنه محمد عنه، عن الحسن بن عَرَفَة، ومحمد بن الفرخان، غير ثقة. أخبرني الحسن بن محمد الخلال، قال: حدثنا يوسف بن عمر القَوَّاس، قال: حدثنا أبو الطيب محمد بن الفَرُّخَان قدم علينا، قال: حدثني أبي الفَرُّخَان بن روزبة مولى المتوكل على الله، قال: حدثنا الحسن بن عَرَفَة، قال: حدثنا أبو معاوية الضريرمحمد بن خازم، عن الأعمش، عن أبي وائل، عن بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: اللهم اغفر للمعلمين، وأطل اعمارهم، وأظلهم تحت ظلك، فانهم يعلمون كتابك المنزل".

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! معلّمین کی مغفرت فرما، اور ان کی عمروں کو دراز فرما، اور ان کو اپنے سائے کے نیچے سایہ عطا فرما، بے شک وہ تیری نازل شدہ کتاب سکھاتے ہیں۔

---

[1] تاريخ بغداد:١٤/ ٣٨٥،رقم:٦٨١٣،ت:بشارعوادمعروف،مكتبةدار الغرب الإسلامي ـ تونس،الطبعة الرابعة١٤٣٦هـ.

روایت بطریق محمد بن فرُّخان پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بطریق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[۱] میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں: "قال الخطيب: محمد بن الفرخان غير ثقة". خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس میں راوی محمد بن فرخان غیر ثقہ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے "تلخيص الموضوعات"[۲] میں لکھتے ہیں: "فيه أصرم بن حوشب، عن نهشل بن سعيد، متهمان. ومحمد بن الفرخان افتراه وألصقه بابن عرفة بسند الصحيحين، وزاد فيه: وأظلهم تحت عرشك".

اس کی سند میں اصرم بن حوشب ہے، وہ اس حدیث کو نہشل بن سعید سے نقل کرنے والا ہے، یہ دونوں متہم ہیں، نیز اسے محمد بن فَرُّخان نے گھڑا ہے، اور اسے صحیحین کی سند لے کر ابن عرفہ کے ساتھ جوڑ دیا ہے، اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے: اور ان کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا کر۔

ابو طیب محمد بن فَرُّخان کے بارے میں دیگر ائمہ کے اقوال

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[۳] میں نیز "المغنی"[۴] میں

---

[۱] كتاب الموضوعات:۱۵٦،رقم:٤٤١،مكتبة دار ابن جزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[۲] تلخيص الموضوعات:٥٨،رقم:١١٦،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۳] ميزان الاعتدال:٤/٤،رقم:٨٠٥٢،ت:علي محمد البجاوي،مكتبة دار المعرفة ـ بيروت .

[۴] المغني في الضعفاء: ٥٢/١،رقم:٥٨٩٩،ت:عبدالله بن إبراهيم الأنصاري،إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: "كان غير ثقة". وہ غیر ثقہ تھا۔

حافظ ذہبی "ميزان الاعتدال" میں مزید فرماتے ہیں: "قلت: له خبر كذب في موضوعات ابن الجوزي...". "میں کہتا ہوں کہ اس کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی "موضوعات" میں ایک جھوٹی خبر ہے۔۔۔"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان" [1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وقال السمعاني:أحاديثه منكرة، وقال بن النجار في التاريخ: كان أبو الطيب بن الفَرُّخَان متهما بوضع الحديث، قلت: وأورد له في ترجمة أحمد بن محمد بن إبراهيم المصري ـ ولا يدرى من هو ـ أنه سمع من أحمد .... فذكر خبرا موضوعا، وقال الخطيب: قد ذكر لي بعض أصحابنا أنه رأى لابن الفرخان أحاديث كثيرة منكرة بأسانيد واضحة عن شيوخ ثقات، وقال الخطيب أيضا في ذلك الحديث الذي أورده بن الجوزي: ما أُبعِّد أن يكون من وضع ابن الفَرُّخَان، ومات في حدود الستين وثلاث مائة".

سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث منکر ہیں، ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ" میں لکھتے ہیں کہ ابو طیب بن فَرُّخَان وضع حدیث میں متہم ہے، میں (یعنی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد بن ابراہیم

[1] لسان الميزان:٧/٤٤٠،رقم:٧٣٠٣،ت:عبدالفتاح أبو غده،مكتب المطبوعات الإسلاميه ـ حلب،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

مصری کے ترجمہ میں اسے ذکر کیا ہے، اور کہا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے جس نے احمد سے سماعت کی ہے، اس کے بعد انہوں نے ایک موضوع خبر ذکر کی ہے۔

اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ مجھے میرے بعض ساتھیوں نے بتایا کہ انہوں نے ابن فَرُّخَان کی بہت سی منکر احادیث، واضح سندوں کے ساتھ، ثقہ شیوخ سے دیکھی ہیں، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے بارے میں جسے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لے کر آئے ہیں، یہ کہا ہے کہ میں بعید نہیں سمجھتا کہ یہ روایت ابن فَرُّخَان نے گھڑی ہو، اور ابن فَرُّخَان کا ۳۶۰ھ کے آس پاس انتقال ہوا ہے۔

روایت بطریق محمد بن فَرُّخَان کا حکم

خاص اس طریق سے روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع قرار دیا ہے، نیز سند میں موجود محمد بن فَرُّخَان حافظ ابن نجّار رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، کے نزدیک وضع حدیث میں متہم ہے، اس لیے اس طریق سے بھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

پوری تحقیق کا خلاصہ اور حکم

الحاصل یہ روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک من گھڑت ہے، اس لیے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر ⑮

روایت: ”جو شخص یہ چاہے کہ وہ جہنم کی آگ سے آزاد کردہ لوگوں کو دیکھے تو وہ علم کی طلب والوں کو دیکھ لے۔۔۔“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”تفسیر“[1] میں لکھتے ہیں:

”من أحب أن ينظر إلى عتقاء الله من النارفلينظر إلى المتعلمين، فوالذي نفسي بيده! ما من متعلم يختلف إلى باب عالم إلا كتب الله له بكل قدم عبادة سنة، وبنى له بكل قدم مدينة في الجنة، ويمشي على الأرض تستغفر له، ويمسي ويصبح مغفورا له، وشهدت الملائكة لهم بأنهم عتقاء الله من النار“.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ جہنم کی آگ سے آزاد کردہ لوگوں کو دیکھے تو وہ علم کی طلب والوں کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جو طالب علم کسی عالم کے پاس آتا جاتا ہے تو اللہ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے، اور ہر قدم کے بدلہ جنت میں ایک شہر بنا دیتا ہے، یہ طالب علم زمین پر چلتا ہے، اور زمین اس کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے، اور یہ صبح و شام

---

[1] تفسير الفخر الرازي: ٢/١٩٦، دار الفكر، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

بخشش والا ہوتا ہے، اور فرشتے اس کے حق میں گواہی دیتے ہیں کہ یہ لوگ جہنم سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔

یہ روایت اسی طرح بلاسند علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "نزهة المجالس[1]" میں ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ "الفتاوى الحديثية"[2] میں یہ اور بعض دیگر روایات نقل کر کے لکھتے ہیں:

"هذه الأحاديث كلها كذب موضوعة، لايحمل [كذا في الأصل] رواية شيء منها إلا لبيان أنها كذب مفترى على النبي صلى الله عليه وسلم، كما أفاد ذلك الحافظ السيوطي شكر الله سعيه".

یہ تمام احادیث جھوٹ، من گھڑت ہیں، ان میں سے کوئی روایت بھی بیان کرنا حلال نہیں ہے، البتہ بیان کریں تو ساتھ ساتھ یہ کہنا ہو گا کہ یہ روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑی گئی ہیں، جیسا کہ یہ مفید بات حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پہلے کہہ چکے ہیں، اللہ ان کی کوششوں کا انہیں بدلہ دے۔

---

[1] نزهة المجالس: ۲/ ۸۱، دار الفكر.

پھر بعد میں یہ روایت "تنبیہ الغافلین" میں سنداً مل گئی، عبارت یہ ہے: قال حدثني أبي: قال: حدثنا عبد الرحمن بن يحي، حدثنا محمد بن الربيع، حدثنا داود بن سليمان، عن جعفر بن محمد، عمن حدثه، عن ثابت، عن انس بن مالك قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: من أحب أن ينظر إلي عتقاء الله من النار..... (تنبيه الغافلين: ص:٤٢٧، رقم:٦٦٧، ت:يوسف علي بديوي، دار ابن كثير- بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

[2] الفتاوى الحديثية: ١٧٤، دارالمعرفة۔بيروت.

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

آپ ”کشف الخفاء“[1] میں لکھتے ہیں: ”قال ابن حجر نقلا عن السیوطي: کذب موضوع“. ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جھوٹی، من گھڑت روایت ہے۔

روایت کا حکم

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت جھوٹ، من گھڑت ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

---
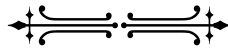
[1] کشف الخفاء: ۲/ ۲٦۲، رقم: ۲۳۵۵، ت: عبدالحمید هنداوي، المکتبة العصریة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ.

روایت نمبر (۱۶)

روایت: جو شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے، قل ھو اللہ احد، اکیس مرتبہ پڑھ کر مردوں کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے بقدر اجر دیا جائے گا۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اسے موضوعات میں ذکر کرتے ہوئے "ذیل اللآلئ"[1] میں فرماتے ہیں:

"الديلمی، أنبأنا نصر الإمام، أنبأنا سليمان بن إبراهيم الحافظ، أنبأنا أحمد بن محمد بن سنان، حدثنا عبد الله بن محمد بن عثمان، حدثنا عبدالله بن أحمد بن عامر، حدثنا أبي، حدثنا علي بن موسى، عن أبيه موسى بن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن أبيه محمد بن على عن أبيه، عن أبيه الحسين، عن أبيه علي مرفوعا: .... ومنها:

من مر بالمقابر فقرأ: قل هو الله أحد، إحدى وعشرين مرة، ثم وهب أجره للأموات أعطي من الأجر بعدد الأموات".

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے، قل ھو اللہ احد، اکیس مرتبہ پڑھ کر مردوں کو بخش

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة: ص: ۳۸۱، رقم: ۷۰۱، ت: زياد النقشبندي، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

دے تو اسے مردوں کی تعداد کے بقدر اجر دیا جائے گا۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[1] میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اسے من گھڑت کہا ہے۔

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"رواه القاضي أبو يعلى بإسناده عن علي، ورواه الدارقطني أيضا والنَجَّاد كما ذكره الإمام شمس الدين محمد بن إبراهيم المقدسي في "جزء فيه وصول القراءة إلى الميت" وعزاه القرطبي في "تذكرته" للسِلَفي، وأسنده صاحب "مسند الفردوس" أيضا، كلاهما من طريق عبد الله بن أحمد بن عامر الطائي، عن أبيه، عن علي بن موسى الرِضى، عن علي، لكن عبد الله وأبوه كذابان، ولوأن لهذا الحديث أصلا لكان حجة في موضوع النزاع ولارتفع الخلاف، ويمكن أن تخريج الدارقطني له إنما هو في "الأفراد" لأنه لا وجود له في "سننه"، والله أعلم"[2].

قاضی ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے، نیز دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ و نَجّاد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا ہے، جیسا کہ امام شمس الدین محمد بن ابراہیم مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء فيه وصول القراءة الي الميت" میں

[1] تذكرة الموضوعات: ۲۱۹، كتب خانه مجيديه ـ باكستان.

[2] انظر السلسلة الضعيفة: ۳/ ٤٥٣، رقم: ۱۲۹۰، مكتبة العارف ـ رياض، الطبعة الثانية ۱٤۰۸ هـ.

اسے ذکر کیا ہے، اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرہ" میں سِلفی کی جانب اسے منسوب کیا ہے، اور صاحب "مسند الفردوس" نے بھی اسے مسنداً ذکر کیا ہے، دونوں نے اسے بطریق عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی، عن ابیہ، عن علی بن موسی رِضا، عن علی رضی اللہ عنہ تخریج کیا ہے، لیکن سند میں موجود عبد اللہ اور اس کا والد دونوں جھوٹے ہیں، اور اگر اس حدیث کی کوئی اصل ہوتی تو وہ اس مقام نزاع پر یقیناً حجت ہوتی، اور اختلاف ہی نہ رہتا، البتہ ممکن ہے کہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "افراد" میں اس لیے تخریج کیا ہو کہ اس کا "سنن" میں کوئی وجود ہی نہیں ہے، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی (المتوفی ۳۲۴ھ) کے بارے ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروکین" [1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أهل البيت نسخة باطلة". **عبد اللہ بن احمد بن عامر نے اہل بیت کے انتساب سے باطل نسخہ نقل کیا ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال" [2] میں فرماتے ہیں: "عبداللہ بن أحمد بن عامر، عن أبيه، عن علي الرضا، عن آبائه بتلك النسخة الموضوعة الباطلة، ماتنفك عن وضعه، أو وضع أبيه".

---

[1] الضعفاءوالمتروكين:۱۱۵/۲،رقم:۱۹۸٤،ت:أبو الفداءعبد الله القاضي،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۳۵۳/۲،رقم:۳۹۹۲،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

عبد اللہ نے اپنے والد سے، ان کے والد نے علی رضا سے، انہوں نے اپنے آباء سے اس باطل نسخہ کو نقل کیا ہے، یہ من گھڑت نسخہ یا تو عبد اللہ بن احمد بن عامر نے گھڑا ہے، یا ان کے والد احمد بن عامر نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں، علامہ ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[2] میں اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[3] میں عبد اللہ بن احمد بن عامر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وأحسبه واضع تلك النسخة". میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس عبد اللہ بن احمد نے یہ نسخہ گھڑا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک دوسرے مقام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول (یعنی میزان والا) نقل کرکے لکھا ہے: "فما أتهم إلا الابن دون الأب..."[4]. "میں تو صرف بیٹے یعنی عبد اللہ بن احمد بن عامر ہی کو متہم سمجھتا ہوں نہ کہ ان کے والد کو۔۔۔"۔

روایت کا حکم

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق یہ روایت من گھڑت ہے، علامہ

---

[1] لسان المیزان: ٤/٤٢٥، رقم: ٤١٤٣، ت: عبدالفتاح أبوغدة، دارالبشائر الإسلامية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الکشف الحثیث: ٤٦، رقم: ٤٦، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية- بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٢٤/١٤٩، رقم: ١٧٣، ت: عمر عبد السلام تدمري، دارالكتاب العربي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] کنزالعمال: ١٣/١٥٣، رقم: ٣٦٤٧٨، ت: الشيخ بكري حياني، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موافقت فرمائی ہے، نیز حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے من گھڑت ہونے کی جانب اشارہ فرمایا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
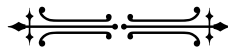
روایت نمبر ⑰

آپ ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وتر کے بعد دو سجدے کر کے "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پڑھنے پر بہت سے فضائل کی بشارت دینا

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

امام فرید الدین عالم بن العلاء دہلوی (المتوفی: ۷۸۶ھ) نے "الفتاوی التاتارخانية"[1] میں اس روایت کو بحوالہ "مضمرات" بلاسند ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لفاطمة رضي الله عنها: ما من مؤمن ولا مؤمنة يسجد بعد الوتر سجدتين، ويقول في سجوده خمس مرات: سبوح قدوس رب الملائكة والروح. ثم يرفع رأسه، ويقرأ آية الكرسي مرة، ثم يسجد ويقول في سجوده خمس مرات: سبوح قدوس رب الملائكة والروح. والذي نفس محمد بيده! أنه لايقوم مقامك حتى يغفر الله له، وأعطاه ثواب مائة حجة ومائة عمرة، وأعطاه الله ثواب الشهداء، ويبعث الله إليه ألف ملك يكتبون الحسنات

---

[1] الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلاة، ٣٤٦/٢، ت: مفتي شبير أحمد قاسمي، مكتبة زكريا بديوبند ـ الهند، الطبعة ١٤٣١هـ.

وكأنما أعتق مائة رقبة، واستجاب الله دعاءه، ويشفع يوم القيامة في ستين من أهل النار، وإذا مات، مات شهيدا".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جوکوئی مؤمن مرد اور مؤمن عورت وتر کے بعد دوسجدے کرے، اور سجدے ہی میں "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پانچ مرتبہ کہے، پھر اپنا سر اٹھائے اور ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے، پھر وہ سجدہ کرے، اور سجدے ہی میں "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پانچ مرتبہ کہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! وہ اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو پائے گا کہ اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیں گے، اور اسے سو(۱۰۰) حج اور سو(۱۰۰) عمرہ کا ثواب عطاء فرمائیں گے، اور اسے شہداء کا ثواب دیں گے، اور ایک ہزار فرشتے بھیجے گا جو اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے، گویا اس نے سو(۱۰۰) غلام آزاد کیے ہیں، اور اس کی دعا کو قبول فرمائے گا، اور روز قیامت اہل جہنم میں سے ساٹھ (۶۰) لوگوں کی شفاعت کرے گا، اگر مر گیا تو شہید کہلائے گا۔

یہی روایت شیخ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس" [1] میں ان الفاظ میں ذکر فرمائی ہے:

"قالت فاطمة رضي الله عنها: رغب النبي في الجهاد وذكر فضله، فسألته الجهاد؟ فقال: ألا أدلك على شيء يسير وأجره كثير: ما من مؤمن ولا مؤمنة يسجد عقب الوتر سجدتين، ويقول في سجوده:

---

[1] نزهة المجالس: ۱۷۷/۲، كاتب: محمد الخشاب، المطبعة الكاستلية - الهند، الطبعة ۱۲۸۳ھ۔

سبوح قدوس رب الملائكة والروح خمس مرات، لا يرفع رأسه حتى يغفر الله له ذنوبه كلها، وإن مات في ليلته مات شهيدا".

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی ترغیب اور اس کی فضیلت بیان فرمارہے تھے، میں نے جہاد میں شرکت کی درخواست کی، تو فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو عمل میں آسان ہے اور اجر میں زیادہ، جو کوئی مؤمن مرد اور مؤمن عورت، وتر کے بعد دو سجدے کرے اور ہر سجدے میں "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پانچ مرتبہ کہے، وہ اپنا سر نہ اٹھاپائے گا کہ اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیں گے، اور اگر وہ اسی رات مر گیا تو شہید کہلائے گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۵۶ھ) "غنية المستملي في شرح منية المصلي"[1] میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فحديث موضوع، باطل، لا أصل له، ولا يجوز العمل به، ولا نقل إلا لبيان بطلانه كما هو شان الأحاديث الموضوعة، ويدلك على وضعه ركاكته والمبالغة الموافقة [هو خطأ والصحيح: الغير الموافقة كما في سائر النسخ] للشرع والعقل، فإن الأجر على قدر المشقة شرعا وعقلا، وأفضل الأعمال أحمزها، وإنما قصد بعض الملحدين بمثل

[1] غنية المستملي: ٥٣٢، ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته.

هذا الحديث، إفساد الدين و إضلال الخلق، و إغراءهم بالفسق، و تثبيطهم عن الجد في العبادة، فيغتر به بعض من ليس له خبرة بعلوم الحديث وطرقه، ولا ملكة يميز بها بين صحيحه و سقيمه".

یہ حدیث من گھڑت، باطل، بے اصل ہے، اس پر عمل جائز نہیں، اس کے باطل ہونے کو بیان کرتے ہوئے اسے نقل کیا جائے جس طرح من گھڑت روایت بیان کرنے کا طریقہ ہے، اس کے من گھڑت ہونے پر اس کے رکیک الفاظ اور شریعت و عقل کے خلاف مبالغہ آمیزی دلالت کر رہی ہے، کیونکہ شرعاً و عقلاً یہ بات ہے کہ اجر، مشقت کے بقدر ہوتا ہے، سب سے افضل عمل زیادہ مشقت والا ہوتا ہے، بعض ملحدین کا اس طرح کی روایت سے صرف یہ ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے دین میں فساد ہو، مخلوق گمراہ ہو، نیز انہیں فسق پر ابھارنا، اور عبادت میں محنت سے روکنا ان کی غرض ہوتی ہے، اس سے وہ لوگ دھوکے میں آجاتے ہیں جنہیں علوم حدیث اور اس کے طرق کی کوئی خبر نہ ہو، اور نہ ہی وہ لوگ صحیح اور ضعیف روایت میں تمیز کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "غنية المتملي المعروف حلبي صغيري"[1] میں فرماتے ہیں: "فحديث موضوع، باطل، لا أصل له".

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت کے متعلق "حاشية ابن عابدين"[2] میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] غنية المتملي: ص: ١٩٢ ألف، مخطوط.

[2] حاشية ابن عابدين: ٥٩٨/٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

روایت کا حکم

آپ حضرات جان چکے ہیں کہ زیرِ بحث روایت کو علامہ ابراہیم حلبی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لفظوں میں ”من گھڑت اور بے اصل“ کہا ہے، اور اسی پر علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
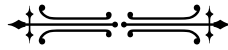
روایت نمبر⑱

روایت: "جو چیز بھی اللہ نے میرے دل میں ڈالی، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ڈال دی ہے"۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر"[1] میں مذکورہ روایت کو بلاسند نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو: "ما صب الله شيئا في صدري إلا وصبه في صدر أبي بكر". جو چیز بھی اللہ نے میرے دل میں ڈالی، وہ ابو بکر کے دل میں بھی ڈال دی۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت اور اس جیسی بعض دوسری روایات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بے اصل روایات ہیں، جو نہ تو صحیح احادیث کے ذخیرے میں ملتی ہیں، نہ ہی من گھڑت روایات کے ذخیرے میں، عبارت ملاحظہ ہو:

"وقد تركت أحاديث كثيرة يروونها في فضل أبى بكر، فمنها صحيح المعنى لكنه لا يثبت منقولا، ومنها ما ليس بشيء، وما أزال أسمع العوام يقولون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ما

---

[1] مفاتيح الغيب:ج:١٢/ص:٢٥،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

صب الله في صدري شيئا إلا وصببته في صدر أبى بكر ... في أشياء ما رأينا لها أثرا في الصحيح ولا في الموضوع، ولا فائدة في الإطالة بمثل هذه الأشياء"[1].

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المنار المنیف"[2] میں اسے "من گھڑت" روایات میں شمار کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے[3]۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اور اس کے علاوہ بعض دیگر روایات کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے "جھوٹ و من گھڑت" کہا ہے[4]۔

علامہ اسماعیل عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[5] میں مذکورہ روایت اور اس جیسی دوسری روایات کو "من گھڑت" کہا ہے، آپ فرماتے ہیں: "باب فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، أشهر المشهورات من الموضوعات كحديث... وحديث : ما صب الله في صدري شيئا إلا وصببته في صدر أبي بكر... وأمثال هذا من المفتريات المعلوم بطلانها ببديهة العقل".

---

[1] كتاب الموضوعات: ۱/ ۳۱۹، ت:عبدالرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] المنار المنيف: ص: ۱۱۵، رقم: ۲٤۰، ت:عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة ١٤٠٣هـ.

[3] الأسرار المرفوعة: ص: ٤٥٤، ت:محمد بن لطفي الصباغ، الكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦ هـ.

[4] الفتاوى الحديثية: ص: ۱۷۳ – ۱۷٤، دارالمعرفة ـ بيروت .

[5] كشف الخفاء: ۵۱۲/۲، ت: يوسف بن محمود الحاج أحمد، مكتبة العلم الحديث ـ جدة، الطبعة ١٤٢١ هـ.

نیز علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات" [1] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعۃ" [2] میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

روایت کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے،اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---
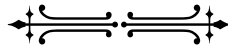
[1] تذکرۃ الموضوعات:ص:۹۳، کتب خانہ مجیدیہ ۔باکستان .

[2] الفوائدالمجموعۃ:۳۳۵،ت:عبد الرحمن بن يحي المعلمي،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ.

روایت نمبر (۱۹)

درود پڑھنے پر اللہ تعالی ستر ہزار پَروں والا ایک پرندہ پیدا کریں گے جس کی تسبیح کا اجر درود پڑھنے والے کو ملے گا

حکم: علامہ قاوُقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے من گھڑت ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جُزُوْلی رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۷ھ / ۸۷۰ھ) "دلائل الخیرات" [1] میں زیرِ بحث روایت کو بلا سند نقل فرماتے ہیں:

"ما من عبد صلى عليّ إلا خرجت الصلاة مسرعة مِنْ فِيْهِ، فلا يبقى بر ولا بحر ولا شرق ولا غرب إلا وتمر به، وتقول: أنا صلاة فلان ابن فلان ! صلى على محمد المختار خير من خلق الله، فلا يبقى شيء إلا وصلى عليه، ويُخْلَق من تلك الصلاة طائر له سبعون ألف جناح، في كل جناح سبعون ألف ريشة، في كل ريشة سبعون ألف وجه، في كل وجه سبعون ألف فم، في كل فم سبعون ألف لسان، كل لسان يسبح الله بسبعين ألف لغة، ويكتب له ثواب ذلك كله".

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجے وہ درود اس کے منہ سے تیزی سے نکلتا ہے، اور بر و بحر، مشرق و مغرب میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہوتی جہاں سے وہ نہ گزرے، اور یہ درود کہتا ہے کہ میں فلاں کے بیٹے! فلاں کا درود

[1] دلائل الخيرات: ص:١٧، تجارة النبوية بالدرب الأحمر ـ مصر، الطبعة ١٣٣٣ هـ.

ہوں، جس نے محمد مختار، خیر الخلائق پر درود پڑھا ہے، ہر شئ اس کے لئے دعائے رحمت کرتی ہے، اور اس درود سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے، اس کے ستر (۷۰) ہزار بازو ہوں گے، ہر بازو میں ستر ہزار پَر ہوں گے، اور ہر پر میں ستر ہزار چہرے ہوں گے، ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہوں گے، ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوں گی، ہر زبان ستر ہزار لغات میں اللہ کی تسبیح بیان کرے گی، ان تمام کا اجر اس درود پڑھنے والے کے لئے لکھا جائے گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

شارح دلائل الخیرات، علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی فاسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۳۳ھ / ۱۱۰۹ھ) "مطالع المسرات"[1] میں فرماتے ہیں: "لم أجده". مجھے یہ روایت نہیں مل سکی۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع" میں لکھتے ہیں: "ذكره الجُزُوْلِي وغيره، وقال شارح الدلائل: لم أجده، بل أشار العراقي إلى وضعه"[2].

جُزُوْلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے ذکر کیا ہے، اور شارح دلائل فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت نہیں مل سکی ہے، بلکہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے موضوع ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔

روایت کا حکم

آپ حضرات ملاحظہ کرچکے ہیں کہ علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے

---

[1] مطالع المسرات: ص:٤٦، مطبعة وادي النيل ـ مصر، الطبعة ١٣٨٩هـ.

[2] اللؤلؤ المرصوع: ص:١٦٣، رقم:٤٨٥، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

مطابق حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے ”من گھڑت“ ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، اور علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ”مجھے یہ روایت نہیں مل سکی“، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
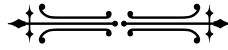
روایت نمبر (۲۰)

جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے اسے موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا

حکم: سنداً نہیں ملتی، سند ملنے تک اس کے بیان کرنے کو موقوف رکھا جائے۔

فائدہ (ضمنی روایت):

اس روایت سے ملتی جلتی ایک دوسری من گھڑت روایت بھی زبان زد عام ہے، ملاحظہ ہو:

روایت: "من تكلم عند الأذان خيف عليه زوال الإيمان". جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے اس کے ایمان کے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ ضمنی روایت کو "موضوع"[1] روایات میں شمار فرمایا ہے۔

حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[2] میں اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الموضوعات: ص:٦٧، رقم:١٤٥، ت: نجم عبدالرحمن خلف، دارالمأمون للتراث - بيروت، الطبعة ١٤٠١ هـ.

[2] كشف الخفاء: ٢/ ٢٨٣، رقم: ٢٤٣٩، ت: شيخ يوسف بن محمود الحاج أحمد، مكتبة العلم الحديث - جدة، الطبعة ١٤٢١هـ.

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث ضمنی روایت کے متعلق فرماتے ہیں:
”قلت : هذا الحديث لم يثبت بسند يحتج به“.[1] میں کہتا ہوں: یہ حدیث سنداً ثابت نہیں، جس سے استدلال کیا جائے۔

روایت کا حکم

آپ حضرات ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس ضمنی روایت کو حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت کہا ہے، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ حدیث سنداً ثابت نہیں، جس سے استدلال کیا جائے، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

[1] مجموعة رسائل لكهنوي: ٤/ ٧٥، ت: نعيم أشرف نور أحمد، إدارة القرآن ـ كراتشي، الطبعة ١٤٢٩هـ.
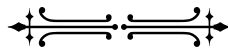
روایت نمبر (۲۱)

روایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تنور کی آگ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رومال کے میل کچیل کو صاف کرنا، اور رومال کا نہ جلنا

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

اس روایت کی دو سندیں ہیں: (۱) حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا طریق (۲) حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق

(پہلا طریق) حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا طریق

علامہ ابو العباس احمد بن علی تقی الدین مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ "إمتاع الأسماع" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فخرج أبو نعيم من حديث محمد بن رُمَيْح، قال: حدثنا عبد الله بن محمد بن المغيرة، حدثنا أبو معمر عباد بن عبد الصمد، قال: أتينا أنس بن مالك نسلم عليه، فقال: يا جارية ! هلمي المائدة نتغدى، فأتته بها فتغدينا، ثم قال: يا جارية ! هلمي المنديل، فأتته بمنديل وَسَخ، فقال: يا جارية ! أسجري التنورفأوقدته، فأمر بالمنديل فطرح فيه، فخرج أبيض كأنه اللبن، فقلت: يا أبا حمزة ! ما هذا؟ قال: هذا منديل، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح به وجهه، وإذا اتسخ صنعنا به هكذا، لأن النار لا تأكل شيئا مر على وجوه الأنبياء عليهم السلام"[1].

---

[1] إمتاع الأسماع: ۲۵٤/۱۱، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

ابو معمر عباد بن عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سلام کر کے حاضر ہوئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی سے کہا کہ دستر خوان لے آؤ کہ دوپہر کا کھانا کھالیں، اس نے دستر خوان بچھایا، ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے باندی! رومال لاؤ، وہ ایک میلا رومال لیکر آئی، پھر فرمایا تنور جلاؤ، اس نے تنور جلایا، آپ نے اس میں رومال ڈالنے کا حکم دیا، چنانچہ اسے تنور میں ڈال دیا گیا، جب وہ رومال نکالا گیا تو دودھ کی طرح سفید تھا، میں نے کہا اے ابو حمزہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ وہ رومال ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک صاف کرتے تھے، جب یہ رومال میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح کرتے ہیں، اس لئے کہ آگ ایسی چیز کو نہیں چھوتی جو انبیاء علیہم السلام کے چہرے پر لگی ہو۔

سند میں موجود راوی ابو معمر عباد بن عبد الصمد کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل" [1] میں فرماتے ہیں: "يحدث عن أنس بالمناكير". یہ انس رضی اللہ عنہ سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "وعباد بن عبد الصمد له عن أنس غير حديث منكر، وعامة ما يرويه في فضائل علي، وهو ضعيف منكر الحديث، ومع ذلك غالي في التشيع".

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۳۹۷/۵،رقم:۱۱۷٤،ت:محمد أنس مصطفى،الرسالة العالمية ــ بيروت، الطبعة الأولى۱٤۳۳هـ.

عباد بن عبد الصمد کی انس رضی اللہ عنہ سے منکر حدیث کے علاوہ احادیث بھی ہیں، اور ان میں سے اکثر روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے متعلق ہیں، عباد بن عبد الصمد ضعیف، منکر الحدیث ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ تشیع میں غالی ہے۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں فرماتے ہیں:

"ضعيف الحديث جدا، منكر الحديث، لا أعرف له حديثا صحيحا". یہ بہت زیادہ ضعیف الحدیث ہے، منکر الحدیث ہے، میں اس کی کوئی صحیح حدیث نہیں پہچانتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيه نظر"[2].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں لکھتے ہیں:

"منكر الحديث جدا، يروي عن أنس ما ليس من حديثه، وما أراه سمع منه شيئا، فلا يجوز الاحتجاج به فيما وافق الثقات فكيف إذا انفرد بأوابد".

---

[1] الجرح والتعديل: ٨٢/٦، رقم: ٤٢١، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة ١٣٧٢هـ.
[2] تاريخ الكبير: ٤١/٦، رقم: ١٦٢٩، ت: عبيد بن فيروز، عمير بن عبدالرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[3] المجروحين: ١٧٠/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

یہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی روایتیں نقل کرتا ہے جو ان کی روایات میں سے نہیں ہیں، اور میرا خیال نہیں ہے کہ اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی سنا ہو، جن روایتوں میں جماعت ثقہ ان کی موافقت کرتی ہے ان روایتوں سے بھی استدلال کرنا جائز نہیں ہے، تو پھر ان روایات کا کیا کہنا جو نوادرات ہیں اور یہ ان کے نقل کرنے میں متفرد ہے۔

کچھ آگے جاکر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن عبد الصمد کی زیرِ بحث حدیث کے علاوہ دو حدیثیں تخریج کیں، پھر ان کے بارے میں سند کے ایک راوی کا یہ قول لکھتے ہیں:

"حدثنا عباد بن عبد الصمد في نسخة كتبناها عنه بهذا الإسناد أكثرها موضوعة". یہ احادیث ہمیں عباد بن عبد الصمد نے ایک نسخہ سے بیان کی تھیں، جسے ہم نے اسی (یعنی سابقہ ذکر کردہ) سند کے ساتھ ان سے لکھی تھیں، اس نسخہ کی اکثر روایات من گھڑت تھیں۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "أحاديثه مناكير، لا أعرف أكثرها إلا به". اس کی حدیثیں مناکیر ہیں، میں نے اس کی اکثر احادیث کو اسی سے پہچانا ہے۔

---

[1] ضعفاء الكبير: ۱۳۸/۳، رقم: ۱۱۲۱، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال البخاري: منكر الحديث، وقال الرازي: ضعيف، يروي عن أنس نسخة عامتها مناكير، وعامة ما يروي في فضائل علي، وهو غال في التشيع“[1].

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، اور رازی رحمۃ اللہ علیہ [یعنی امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ] نے کہا کہ یہ ضعیف ہے، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ نقل کرتا ہے جس میں اکثر روایتیں منکر ہیں، اور بیشتر روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ہیں، اور وہ غالی شیعہ ہے۔

نوٹ: بظاہر امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کلام، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، واللہ اعلم۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[2] میں فرماتے ہیں: ”واه“. یہ واہی ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن عبد الصمد کے ترجمہ میں ان کی زیرِ بحث روایت کے علاوہ ایک روایت نقل کرکے اسے ”إِفْك بَيِّن“ کھلا جھوٹ قرار دیا ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ۲/ ۷۵، رقم: ۱۷۷۹، ت: عبدالله قاضي، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ۲/ ۳۳۵، رقم: ۳۹۲۷، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لسان المیزان“ [1] میں ،اور علامہ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکشف الحثیث“ [2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول ”واہ“ وغیرہ کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الحسن عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ کوفی (المتوفی ۲۱۰ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ”الجرح والتعدیل“ [3] میں فرماتے ہیں: ”لیس بالقوي“. یہ قوی نہیں ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الکبیر“ [4] میں فرماتے ہیں:

”وكان يخالف في بعض حديثه، ويحدث بما لا أصل له“. یہ بعض حدیثوں میں دوسروں کی مخالفت کرتا ہے، نیز ایسی حدیثیں نقل کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور

---

[1] لسان الميزان: ٣٩٣/٤، رقم: ٤٠٨٠، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية- بيروت، الطبعة ١٤٢٣هـ.

[2] الكشف الحثيث: ١٤٤، رقم: ٣٦٤، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية- بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[3] الجرح والتعديل: ١٥٨/٥، رقم: ٧٣٢، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الضعفاء الكبير: ٣٠١/٢، رقم: ٧٧٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية- بيروت.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو لانے پر اکتفاء کیا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"قال أبو حاتم: ليس بقوي، قال ابن يونس: منكر الحديث، وقال ابن عدى: عامة ما يرويه لا يتابع عليه.... قال النسائي: روى عن الثوري ومالك بن مِغْوَل أحاديث، كانا أتقى الله من أن يحدثا بها"[2].

"ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے، ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی عام روایتیں ایسی ہیں کہ ان کا کوئی متابع نہیں ہے۔۔۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور مالک بن مِغْوَل رحمۃ اللہ علیہ سے روایتیں نقل کرتا ہے، اور ثوری اور مالک بن مِغْوَل اللہ تعالی سے ڈرنے والے تھے اس جیسی رایات بیان کرنے سے "۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمہ میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ بعض احادیث لاکر فرماتے ہیں: "هذه موضوعات"۔ یہ من گھڑت ہیں۔

علامہ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملہ کے بعد لکھتے ہیں:

"فيحتمل أنه وضعها، ويحتمل غيره"[3]. احتمال ہے کہ ان روایات

---

[1] الضعفاء والمتروكين:۲/۱٤۰،رقم:۲۱۱۵،ت:عبدالله قاضي،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۲/ ٤۳۵،رقم:٤۳۱٤،ت:محمدرضوان عرقسوسي،الرسالة العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[3] الكشف الحثيث:۲/۱۵۷،رقم:٤۰٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبةالنهضةالعربية۔بيروت،الطبعة ۱٤۰۷هـ.

کو اس نے گھڑا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور نے گھڑا ہو۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "تاريخ الإسلام"[1] میں تحریر فرماتے ہیں: "كوفي متروك، سكن مصر، وروى الطامات". کوفی متروک ہے، مصر میں رہتا تھا، "مصائب" لاتا تھا۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الثوري ومالك بن مِغْوَل موضوعات"[2]. ثوری اور مالک بن مِغُوَل کے انتساب سے موضوعات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کا حکم

سند میں موجود راوی ابو معمر عباد بن عبد الصمد کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں، جیسے:

یہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی روایتیں نقل کرتا ہے جو ان کی روایات میں سے نہیں ہیں (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

ضعیف، منکر الحدیث (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)۔

ضعیف الحدیث جدا، منکر الحدیث (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)۔

فیہ نظر (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[1] تاريخ الإسلام: ٢١٩/١٤، رقم: ٢٢٩، ت: عمر عبدالسلام تدمري، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١/ ٧٥، ت: عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

منکر الحدیث جدا (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

احادیث مناکیر (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ)۔

واہ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

سند میں موجود دوسرے راوی ابو الحسن عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کے بارے میں بھی ائمہ رجال نے شدید صیغے استعمال کئے ہیں، جیسے:

ایسی حدیثیں نقل کرتا ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہوتی (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ)۔

منکر الحدیث (حافظ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ)۔

"مصائب" لاتا تھا (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

ثوری اور مالک بن مِغوَل کے انتساب سے موضوعات نقل کرتا ہے (حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل درج بالا دونوں راویوں ابو معمر عباد بن عبد الصمد اور عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کی موجودگی میں یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

(دوسرا طریق) حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں "ابو الحسین عبد الرحمن بن نصر مصری" کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

---

[1] تاريخ بغداد: ۵۸۹/۱۱، رقم: ۵۳۷۷، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة ۱۴۲۲ھ۔

”أخبرنا الحسن، حدثنا عبد الرحمن، حدثنا أبو عمير الأنَسِي بمصر، حدثنا دينار مولى أنس قال: صنع أنس لأصحابه طعاما، فلما طعموا قال: يا جارية! هاتي المنديل، فجاءت بمنديل دَرَن، فقال: أسجري التنور واطرحيه فيه، ففعلت، فابيض، فسألناه عنه، فقال: إن هذا كان للنبي صلى الله عليه و سلم، وإن النار لا تحرق شيئا مسته أيدي الأنبياء“.

انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام دینار کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے لئے ایک دفعہ کھانا تیار کروایا، جب مہمان کھانا کھا چکے تو انس رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے باندی ! رومال لے کر آؤ، باندی ایک میلا رومال لے آئی، آپ نے کہا کہ تنور جلاؤ اور اسے اس میں ڈال دو، باندی نے ایسا ہی کیا، اور تنور سے رومال نکالا تو وہ اجلا سفید تھا، ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رومال ہے، اور اس میں شک نہیں ہے کہ آگ ایسی چیز کو نہیں جلا سکتی جسے انبیاء کے ہاتھ لگے ہوں۔

فائدہ:

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان الاعتدال“ [1] میں ”ابو عمیر اَنَسِی“ کے ترجمہ میں اس روایت کو ذکر کیا ہے، لیکن کوئی کلام نہیں کیا، اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”لسان المیزان“ [2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال:٥٥٩/٤،رقم:١٠٤٧٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة۔بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

[2] لسان الميزان:١٣٤/٩،رقم:٨٩٩٧،ت:عبدالفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت کی سند میں موجود دینار ابو مکیس حبشی (متوفی ۲۲۹ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں:

"عن أنس ذاك التالف المتهم، قال ابن حبان: يروي عن أنس أشياء موضوعة، وقال ابن عدي: ضعيف ذاهب". یہ انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کرتا ہے، یہ تباہ حال، متہم شخص ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ کے انتساب سے من گھڑت چیزیں نقل کرتا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف، ذاہب کہا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ چند احادیث نقل کیں، پھر لکھتے ہیں:

"إن كان من هذا الضرب، فيقدر أن يروي عنه عشرين ألفا كلها كذب". جب یہ اس قسم کا شخص ہے، پھر تو انس رضی اللہ عنہ سے بیس ہزار احادیث بھی نقل کر سکتا ہے، جو تمام تر جھوٹی ہوں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وقال الحاكم: روى عن أنس قريبا من مئة حديث موضوعة". حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کے انتساب سے ایک سو احادیث

---

[1] میزان الاعتدال:۳۰/۲،رقم:۲۶۹۲،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة-بيروت،الطبعة۱٤۰٦هـ.

گھڑی ہیں[1]۔

حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کا حکم

سند میں موجود راوی دینار ابو مِکْیَس حبشی، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک احادیث گھڑنے والا ہے، اس لئے اس سند سے بھی یہ روایت حسبِ سابق شدید ضعیف ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

خلاصہ یہ رہا کہ یہ روایت ان دونوں سندوں سے شدید ضعیف ہے، اس لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب اس کا انتساب درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ: ”آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو روٹی تنور میں لگائی وہ نہیں پکی، پوچھنے پر فرمایا: جس چیز کو محمد کا ہاتھ لگ جائے اسے آگ نہیں چھو سکتی“، یہ روایت اس جلد کی دوسری فصل میں آرہی ہے۔

[1] لسان الميزان:٤٢٦/٣،رقم:٣٠٧٧،ت:عبدالفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
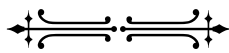
روایت نمبر (۲۲)

"میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں"۔

بعض روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں: "معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے"۔

حکم: شدید منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، یہ حکم مشہور روایت: "أنا مدینة العلم وعلي بابها" (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے) کے علاوہ ذکر کردہ اضافی کلمات کا ہے۔

وضاحت: واضح رہے کہ مذکورہ روایت کتبِ سنن میں اس طرح ہے: "میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے، جو حصول علم کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ دروازے سے آئے"، بعض کتب میں ان الفاظ کے ساتھ ساتھ درج ذیل الفاظ کا اضافہ بھی ہے: "میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں"۔ زیر بحث روایت میں اضافی الفاظ سے بحث کی جائے گی، پہلی قسم کے الفاظ (میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں جو حصول علم کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ دروازے سے آئے) سے بالکل تعارض نہیں کیا جائے گا۔

روایت کے مختلف اضافی الفاظ

اضافی عبارت مختلف کتابوں میں مختلف عبارتوں کے ساتھ منقول ہے، مثلاً:

میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی فصیل اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے، جو حصول علم کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ دروازے سے آئے (تاریخ دمشق)۔

میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے (تاریخ دمشق، مسند فردوس)۔

میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے (مسند فردوس)۔

تحقیق کا اجمالی خاکہ

پہلے روایت "تاریخ دمشق" کے عنوان سے، پھر "روایت مسند فردوس" کے عنوان سے تحقیق کی جائے گی۔

روایتِ تاریخ دمشق

تاریخ دمشق میں یہ روایت دو مختلف سندوں سے تخریج کی گئی ہے:

① عمر بن محمد کَرَجِی کا طریق ② اسماعیل بن مثنی کا طریق

(۱) عمر بن محمد کَرَجِی کا طریق (تاریخ دمشق کی پہلی سند)

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[۱] میں "عمر بن محمد بن حسین کَرَجِی" کے ترجمہ میں روایت تخریج کرتے ہیں:

---

[۱] تاریخ دمشق: ۳۲۱/۴۵، رقم: ۹۸۹۸، ت: عمر بن غرامة، دار الفکر- بیروت، الطبعة ۱۴۱۵ھ۔

"أخبرنا أبو الحسن بن قُبَيْس، نا عبد العزيز بن أحمد، نا أبو نصر عبد الوهاب بن عبد الله بن عمر المُرِّي، نا أبو القاسم عمر بن محمد بن الحسين الكَرَجِي، نا علي بن محمد بن يعقوب البَرْدَعِي، نا أحمد بن محمد بن سليمان قاضي القضاة بنُوْقَان طُوْس، حدثني أبي، نا الحسن بن تميم بن تمام، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنا مدينة العلم وأبو بكر وعمر وعثمان سورها وعلي بابها، فمن أراد العلم فليأت الباب".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی فصیل اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے، جو حصول علم کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ دروازے سے آئے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "منكر جدا إسنادا ومتنا". یہ سند و متن دونوں حیثیتوں سے انتہائی منکر ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے[1]۔

واضح رہے کہ عمر بن محمد بن حسین کَرَجِی اور سند کے دوسرے راویوں میں سے علی بن محمد بن یعقوب بَرْدَعِی، احمد بن محمد بن سلیمان، محمد بن سلیمان، حسن بن تمیم بن تمام کے تراجم اور ان سے متعلق تفصیل تلاش بسیار کے باوجود ہمیں

[1] اللآلئ المصنوعة: ۳۰۸/۱، ت: محمد عبدالمنعم، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة ۱٤۲۸هـ.

کہیں نہیں مل سکی، نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" میں محمد بن حسن کَرَجِی کا ترجمہ قائم کر کے مذکورہ بالا روایت ذکر کی اور مزید ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

سندِ عمر بن محمد بن حسین کَرَجِی کا حکم

آپ جان چکے ہیں کہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سند و متن دونوں حیثیتوں سے روایت کو شدید منکر کہا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اس ضعفِ شدید کی بنیاد پر یہ روایت اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) اسماعیل بن مثنی کا طریق (تاریخ دمشق کی دوسری سند)

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں "اسماعیل بن مثنی" کے ترجمہ میں اس پر ائمہ کا کلام (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) نقل کرنے کے بعد روایت تخریج فرماتے ہیں:

"أنبأنا أبو الفرج غيث بن علي الخطيب، حدثني أبو الفرج الإسفرايني بلفظه غير مرة قال: كان ابن المثنى يعظ بدمشق، فقام إليه رجل، فقال: أيها الشيخ ! ما تقول في قول النبي صلى الله عليه وسلم: أنا مدينة العلم وعلي بابها، قال: فأطرق لحظة، ثم رفع رأسه وقال: نعم، لا يعرف هذا الحديث على التمام إلا من كان صدرا في الإسلام، إنما قال النبي صلى الله عليه وسلم: أنا مدينة العلم وأبي بكر أساسها، وعمر حيطانها

[1] تاريخ دمشق: ۲۰/۹، رقم: ۲۲۷۸، ت: عمر بن غرامة، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

وعثمان سقفها وعلي بابها. قال: فاستحسن الحاضرون ذلك وهو يردده، ثم سألوه أن يخرج لهم إسناده، فأنعم ولم يخرجه لهم، ثم قال شيخي أبو الفرج الإسفرايني: ثم وجدت هذا الحديث بعد مدة في جزء على ما ذكره ابن المثنى، فالله أعلم أو كما قال".

ابو الفرج اسفرائنی فرماتے ہیں: ابن مثنی دمشق میں وعظ دے رہا تھا، ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے شیخ! آپ نبی ﷺ کے اس قول: "میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اسکا دروازہ ہے"۔ کے بارے میں کیا کہتے ہیں، (راوی کہتے ہیں) ابن مثنی ایک لمحے کے لئے رکا پھر سر اٹھایا اور کہا: جی ہاں، شروع اسلام کے لوگ ہی اس روایت کو مکمل طور پر جانتے ہیں (یعنی یہ روایت مکمل طور پر یوں ہے): "میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے"۔ حاضرین نے اسے پسند کیا اور وہ (ابن مثنی) اسے باربار دہرارہا تھا، پھر لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ اس کی سند بیان کریں، اس نے اچھاتو کہا لیکن سند بیان نہیں کی، [راوی غیث بن علی کہتے ہیں] میرے شیخ ابو الفرج اسفرائنی نے کہا: پھر میں نے ایک مدت کے بعد اس حدیث کو ایک جزء میں ایسے ہی پایا جیسے ابن مثنی نے بیان کیا تھا، فاللہ اعلم او کما قال۔

مذکورہ سند کو حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "اسماعیل بن مثنی" پر ائمہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد خاص طور پر ذکر کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل بن مثنی کے بارے میں ائمہ جرح کے مزید اقوال معلوم کر لیے جائیں، تاکہ روایت کا حکم واضح ہوسکے۔

ابو سعد اسماعیل بن علی بن حسن بن بندار بن مثنی استر اباذی الواعظ (المتوفی: ۴۴۸ھ)

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[1].

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ، حمد روہاوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: "لما ظهر لأصحابنا كذب إسماعيل بن المثنى أحضروا جميع ما كتبوا عنه، وشققوه ورموا به بين يديه، وكان يملي ويتكلم على الناس عند باب مهد عيسى عليه الصلاة والسلام يعني ببيت المقدس"[2].

جب ہمارے اصحاب کے سامنے اسماعیل بن مثنی کا جھوٹ واضح ہو گیا تو انہوں نے اس سے جو کچھ لکھا تھا اسے جمع کیا، اسے پھاڑ ا اور اسے اسماعیل کے سامنے پھینک دیا، اس وقت اسماعیل بابِ مہد عیسیٰ علیہ السلام یعنی بیت المقدس کے پاس لوگوں کے سامنے وعظ کہہ رہا تھا اور انہیں املاء کروا رہا تھا۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[3] میں اسماعیل کے بارے میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال" [4] میں اسماعیل ابن مثنی کے

---

[1] تاريخ الإسلام: ۱۷۲/۳۰، رقم: ۲۴۹، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] تاريخ دمشق: ۲۰/۹، ت: عمر بن غرامة، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] البدر المنير: ٥٧٦/٧، ت: مصطفى أبو الغيط، دار الهجرة - الرياض، الطبعة ١٤٢٥هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٢٣٩/١، رقم: ٩٢٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

متعلق حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل ابن مثنی سے مروی مذکورہ روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت (حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کی محبت میں روتے رہتے تھے، حتی کہ نابینا ہوگئے) کو باطل، بے اصل کہا ہے۔

اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "تاریخ الإسلام" [1] میں اسماعیل ابن مثنی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "كان صاحب غرائب وعجائب". یہ اسماعیل غرائب وعجائب نقل کرنے والا ہے۔

علامہ ابو محمد عبد العزیز بن محمد نخشبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شيخ كذاب بن كذاب، يقص ويكذب على الله وعلى رسوله، ويجمع الذهب والفضة، لم يكن على وجهه سيما الإسلام، دخلت على الشيخ أبي نصر عبيد الله بن سعيد السِجْزِي العالم بمكة فسألته عنه، فقال: هذا كذاب بن كذاب، لا يكتب عنه ولا كرامة، تبينت ذلك في حديثه وحديث أبيه، يركب المتون الموضوعة على الأسانيد الصحاح، ونعوذ بالله من الخَذْلان" [كذا في الأصل] [2].

یہ قصہ گو، شیخ، کذاب ابن کذاب ہے، اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولتا ہے اور سونا چاندی کو جمع کرتا تھا، اس کے چہرے پر اسلام کی کوئی نشانی نہیں

---

[1] تاريخ الإسلام:۵۰۰/۲۹،رقم:۳۱۹،ت:عمر عبدالسلام تدمري،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱٤هـ.

[2] الأنساب:۴۸۰/۱،ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

تھی، میں (عبد العزیز نخشبی) مکہ کے عالم شیخ ابو نصر عبید اللہ بن سعید سِجزِی کے پاس آیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا؟ انہوں نے کہا: یہ جھوٹے کا بیٹا جھوٹا ہے، اس کی روایات نہ لکھی جائیں اور نہ اس میں کوئی شرافت ہے، اس سے [ابو نصر سِجزِی کے کلام سے] اس کی اور اس کے والد کی روایات میں یہ واضح ہو گیا کہ یہ (اسماعیل اور اس کے والد علی دونوں) من گھڑت متن کو صحیح سندوں کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے، اس دھوکے بازی سے اللہ کی پناہ۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب" میں فرماتے ہیں: "قيل: هو كذاب، يروى عن أبيه، وأبوه أبو الحسن من الكذابين أيضا"[1]. کہا جاتا ہے کہ وہ جھوٹا تھا اپنے والد سے روایت نقل کرتا تھا، اور اس کے والد ابو الحسن اسی طرح جھوٹے لوگوں میں سے تھے۔ اس کے بعد حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں اسماعیل کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، غیث بن علی (یعنی حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ذکر کرتے ہوئے جو کلام لکھا ہے) اور عبد العزیز نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الواعظ، متهم بالوضع"[3]. واعظ

---

[1] الأنساب: ۴۸۰/۱، ت: عبداللہ عمر البارودي، دار الجنان ـ بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۰۸ھ۔

[2] لسان الميزان: ۱۵۱/۲، رقم: ۱۲۰۶، ت: عبدالفتاح أبوغدة، دار البشائر اسلامية ـ بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔

[3] تنزيه الشريعة المرفوعة: ۳۹/۱، رقم: ۲۹۸، ت: عبد الله بن محمد الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۰۱ھ۔

ہے، یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

سند اسماعیل بن مثنی کا حکم

آپ جان چکے ہیں کہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے متنِ روایت کو "شدید منکر" کہاہے ،اور سند میں موجود راوی "اسماعیل بن مثنی" (قطع نظر خاص اس روایت کے) کے کذاب ہونے کی تصریح حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالعزیز نخشبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے ،اس لئے یہ روایت اس سند کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

زیر بحث روایت بسند "تاریخ دمشق" کی تفصیل آچکی ہے،ذیل میں روایت بسند "مسند فردوس" کی تحقیق کی جائے گی:

روایتِ مسند فردوس

"مسند فردوس" میں روایت:"أنا مدينة العلم وعلي بابها". زیرِبحث اضافہ کے ساتھ دو مختلف سندوں سے مروی ہے۔

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریق ② حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا طریق

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریق (مسند فردوس کی پہلی سند)

حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ "الفردوس بمأثور الخطاب"[1] میں لکھتے ہیں:

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب:۴۳/۱،رقم:۱۰۵،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية۔بيروت،

"عبد الله بن سعيد[كذا في الاصل]: أنا مدينة العلم وأبوبكر أساسها وعمر حيطانها وعثمان سقفها وعلي بابها، لا تقولوا في أبي بكر وعلي وعثمان إلا خيرا ".

عبد اللہ بن سعید سے مرفوعاً مروی ہے: میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے، تم لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خیر ہی کہو۔

وضاحت : "مسند فردوس" میں راوی کا نام "عبد اللہ بن سعید" لکھا ہے، یہ بظاہر تصحیف ہے، صحیح "عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ" ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں لکھتے ہیں:

"أورد صاحب الفردوس وتبعه ابنه المذكور بلا إسناد عن ابن مسعود رفعه: أنا مدينة العلم وأبو بكر أساسها وعمر حيطانها وعثمان سقفها وعلي بابها. وعن أنس مرفوعا: أنا مدينة العلم وعلي بابها ومعاوية حلقتها. وبالجملة فكلها ضعيفة وألفاظ أكثرها ركيكة".

صاحب مسند فردوس نے اور ان کی اتباع میں ان کے بیٹے نے بلا سند، ابن

الطبعة ١٤٠٦هـ.

[1] المقاصد الحسنة: ١٧٠،ت:محمدعثمان الخشت،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: ”میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے“۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: ”میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے“۔

(حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) الحاصل یہ تمام کی تمام روایات [پہلی کئی روایات کے ساتھ یہ روایت بھی] ضعیف ہیں اور ان کے اکثر الفاظ رکیک ہیں۔

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ”الفتاوی الحدیثیة“ [1] میں مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”رواه صاحب الفردوس وتبعه ابنه بالإسناد عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعا، وهو حديث ضعيف كحديث: أنا مدينة العلم وعلي بابها ومعاوية حلقها. فهو ضعيف أيضا“.

اسے صاحبِ فردوس اور ان کی اتباع میں ان کے بیٹے نے سنداً ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا ہے، اور یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ حدیث: ”میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے“۔ ضعیف ہے۔

علامہ نجم الدین غزّی کا کلام

علامہ غزّی ”إتقان مایحسن“ میں حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ

[1] الفتاوی الحدیثیة: ص: ۳۵۵، میر محمد کتب خانہ۔ کراتشي.

مذکورہ روایت اور اس کے ساتھ مزید دو (۲) دوسری روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "كلها ضعيفة واهية"[1]. یہ تمام کی تمام ضعیف، واہی ہیں۔

علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[2] میں فرماتے ہیں:

"زاد بعضهم: وأبو بكر أساسها وعمر حيطانها. وذلك لا ينبغي ذكره في كتب العلم لا سيما مثل ابن حجر الهيتمي، ذكر ذلك في الصواعق والزواجر، وهو غير جيد من مثله".

بعض لوگوں نے روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد، عمر رضی اللہ عنہ اس کی فصیل ہے۔ کتبِ علم میں اس اضافی عبارت کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے، خاص کر ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کہ انہوں نے اس روایت کو "الصواعق" اور "الزواجر" میں ذکر کیا ہے، ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں کے لیے ایسی روایت اپنی تصانیف میں ذکر کرنا اچھا نہیں ہے۔

اہم وضاحت

روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام گذر چکا ہے: "فهو ضعيف". اس کلام سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسے "ضعیف" کہتے ہیں، چنانچہ یہ قابل بیان ہے، یہ بات درست نہیں۔

---

[1] إتقان مايحسن: ۱۲٦/۱، رقم: ۳۱۲، ت: خليل بن محمد، الفارق الحديثة۔القاهر، الطبعة ۱٤۱٥ھ۔

[2] أسنى المطالب: ص: ۹۲، رقم: ۳۹۰، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة ۱٤۱۸ھ۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایات "الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة" میں روافض کے خلاف بطور استدلال پیش کی ہیں، اور "الفتاوي الحديثية" میں انہوں نے ان روایات کو صرف "ضعیف" کہنے پر اکتفاء کیا، علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ان کا تعاقب کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ روایت: "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے" ۔میں بعض لوگوں نے یہ اضافہ کیا ہے: "ابو بکر اس کی بنیاد، عمر اس کی فصیل ہے"، اضافی عبارت سے کسی کے خلاف استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ اضافہ خود اسنادی حیثیت سے مخدوش ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کو "ضعیف" کہنے سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ یہ روایت نا قابل بیان ہونے سے خارج ہے۔

مسند فردوس کی روایت بطریق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حکم

تفصیل آپ کے سامنے آچکی ہے "مسند فردوس" کی روایت بطریق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ہم اب تک مطلع نہیں ہو سکے، البتہ علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند فردوس" کی اس روایت کے مردود ہونے کی تصریح فرمائی ہے، نیز روایت کے متن کا شدید منکر ہونا حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سند "تاریخ دمشق" کے تحت گذر چکا ہے، اس لئے یہ سند بھی روایت کے اثبات سے قاصر ہے، اور حسب سابق حکم باقی رہے گا اور اس سند سے بھی روایت شدید ضعیف کہلائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا طریق (مسند فردوس کی دوسری سند)

حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ "الفردوس بمأثور الخطاب" میں لکھتے ہیں: "عن

أنس بن مالك: أنا مدينة العلم وعلي بابها وحلقتها معاوية“ [1]. میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے۔

حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کی سند ہمیں نہیں مل سکی [2]۔

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب: ٤٤/١، رقم: ١٠٦، ت: السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية۔ بيروت الطبعة ١٤٠٦ھـ۔

[2] یہاں ایک اہم وضاحت مطلوب ہے کہ مسند فردوس کی سند ہمیں تلاش کے باوجود نہیں مل سکی، البتہ اس روایت کے متن: ”أنا مدينة العلم وعلي بابها وحلقتها معاوية“ کی ایک سند شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن حمزہ الفقیہ کے حوالے سے بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل فرمائی ہے، ملاحظہ ہو: ”عن محمد بن جعفر الشاشي، أخبرنا أبو صالح أحمد بن مزيد، أخبرنا منصور بن سليمان اليمامي، أخبرنا إبراهيم بن سابق، أخبرنا عاصم بن علي، حدثني أبي عن حميد الطويل عنه مرفوعا به دون قوله : ”فمن أراد.... وزاد: وحلقتها معاوية“ . (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ٥٢٨/٦، رقم: ٢٩٥٥) .

روایت کے متن پر کلام مسند فردوس کی روایت کے ضمن میں آچکا، اور محمد بن حمزہ کی سند پر ائمہ کا کلام نہیں مل سکا، چنانچہ ائمہ رجال کے اقوال کی روشنی میں سند کے راویوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے گا تاکہ روایت کا حکم معلوم ہو سکے۔

سند کے راویوں کے حالات کے بارے میں ہمیں ”عاصم بن علی“ اور ان کے والد ”علی بن عاصم بن صہیب“ کے علاوہ کسی کا ترجمہ نہیں مل سکا، البتہ ”ابراہیم بن سابق“ سے متعلق اتنی بات معلوم ہوئی ہے کہ اس طبقہ میں ابراہیم بن سابق نامی کتب رجال میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ”الثقات“ میں ابراہیم بن سابق مکی مولی خزاعہ کا نام ذکر کیا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وہی ہیں جن کا نام سند میں ہے۔

عاصم بن علی

یہ ثقہ ہیں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”سير أعلام النبلاء“ میں ان کا ترجمہ اس طرح شروع فرماتے ہیں: ”حافظا، صدوقا، من أصحاب شعبة“ (٢٦٢/٩، رقم: ٧٣).

علی بن عاصم بن صہیب واسطی

عاصم بن علی کے والد ہیں، ان کے بارے میں جرح و تعدیل دونوں طرح کے اقوال ہیں، ان سے جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ میں روایات منقول ہیں۔

روایت محمد بن حمزہ الفقیہ (بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ) کا حکم

آپ حضرات جان چکے ہیں کہ روایت: ”میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے“۔ کو حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر احادیث کے ساتھ خاص اس روایت کے الفاظ کو بھی ”رکیک الفاظ“ قرار دے کر اس کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ فرمایا ہے، نیز سند محمد بن حمزہ میں تین مجہول راوی ہیں، چنانچہ اس خاص تناظر میں کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ روایت کے ضعف شدید ہونے کی جانب اشارہ فرما چکے ہیں، اور علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”واہی ضعیف“ کہا ہے، ایک ایسی سند جو تین مجاہیل پر مشتمل ہے، اسے ضعف شدید سے نکالنے میں قاصر ہے، لہٰذا اس روایت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں مذکورہ دونوں روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

"أورد صاحب الفردوس وتبعه ابنه المذكور بلا إسناد عن ابن مسعود رفعه: أنا مدينة العلم وأبو بكر أساسها وعمر حيطانها وعثمان سقفها وعلي بابها. وعن أنس مرفوعا: أنا مدينة العلم وعلي بابها ومعاوية حلقتها. وبالجملة فكلها ضعيفة، وألفاظ أكثرها ركيكة".

صاحبِ مسند فردوس نے اور ان کی اتباع میں ان کے بیٹے نے بلاسند، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہے، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے"۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے"۔ الحاصل یہ تمام کی تمام روایات [پہلی کئی روایات کے ساتھ یہ روایت بھی] ضعیف ہیں اور ان کے اکثر الفاظ رکیک ہیں۔

واضح رہے کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذکر صاف لفظوں میں موجود ہے۔

علامہ نجم الدین غزّی کا کلام

علامہ غزّی "إتقان مايحسن" میں حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ مذکورہ

---

[1] المقاصد الحسنة: ۱۷۰، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

روایت اور اس کے ساتھ مزید دو (۲) دوسری روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "كلها ضعيفة واهية"[۱]. یہ تمام کی تمام ضعیف، واہی ہیں۔

روایت مسند فردوس بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا حکم

آپ حضرات جان چکے ہیں کہ روایت: "میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے"۔ کو دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا سند نقل کیا ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر احادیث کے ساتھ خاص اس روایت کے الفاظ کو بھی "رکیک الفاظ" قرار دے کر اس کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ فرمایا ہے، اور علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہی ضعیف" کہا ہے، لہذا اس روایت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے ۔

پوری تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

ما قبل میں یہ روایت بسندِ "تاریخ دمشق" (بسند عمر کرجی، بسند اسماعیل بن مثنی) اور بسندِ "مسند فردوس" (بطریق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ) تخریج کی گئی ہے، ان اضافی کلمات پر مشتمل روایت کو حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سند و متن دونوں حیثیتوں سے شدید منکر کہا ہے، نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اس کے علاوہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، چنانچہ مذکورہ روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے ۔

---

[۱] إتقان ما يحسن: ۱۲۶/۱، رقم: ۳۱۲، ت: خليل بن محمد، الفارق الحديثة ـ القاهر، الطبعة ۱٤۱٥هـ.

روایت نمبر (۲۳)

ستائیس رجب کے روزے و نماز پر سو سال کے روزوں و نماز کا ثواب

حکم: یہ حدیث منکر ہے، آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثني أبو نصر رشيق بن عبد الله الرومي إملاء من كتابه بِالطَّابَرَانِ، أنا الحسين بن إدريس الأنصاري، نا خالد بن الهياج، عن أبيه، عن سليمان التيمي، عن أبي عثمان، عن سلمان الفارسي قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم:

في رجب يوم و ليلة، من صام ذلك اليوم و قام تلك الليلة كان كمن صام من الدهر مائة سنة، وهو لثلاث بقين من رجب، وفيه بعث الله محمدا صلى الله عليه و سلم".

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس رات کو قیام کیا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو سال روزہ رکھا اور سو سال قیام کیا، اور وہ دن ستائیس رجب کا ہے، اور اسی دن اللہ تعالی نے محمد ﷺ کی بعثت فرمائی ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ۳/۳۷۳، رقم: ۳۸۱/۳، ت: أبي هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء في فضل رجب" [1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبيين العجب" [2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس روایت کی تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ رجال کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"وروي ذلك بإسناد آخر أضعف من هذا" [3]. یہ حدیث ایک دوسری سند سے بھی منقول ہے، جو اس سے بھی بڑھ کر ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تبيين العجب" [4] میں فرماتے ہیں: "هذا حديث منكر إلى الغاية". یہ حدیث انتہائی منکر ہے۔

---

[1] جزء في فضل رجب تحت كتاب أداء ماوجب لإبن دحية كلبي:۳۱۵،رقم:۱۱،ت:جمال عزون .

[2] تبيين العجب:ص:۴۲،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دارالكتب العلمية ـ بيروت .

[3] شعب الإيمان:۳/ ۳۷۴،رقم:۳۸۱۱،ت:أبي هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ۱۴۲۱ھ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جس روایت کی طرف اشارہ کیاہے،اس کے الفاظ یہ ہیں:

"أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، أنا أبو صالح خلف بن محمد ببخارى، أنا مكي بن خلف و إسحاق بن أحمد قالا : نا نصر بن الحسين، أنا عيسى و هو الغنجار، عن محمد بن الفضل، عن أبان عن أنس: عن رسول الله صلى الله عليه و سلم أنه قال:

في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنتي عشر ركعة، يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب و سورة من القرآن، يتشهد في كل ركعتين، ويسلم في آخرهن، ثم يقول: سبحان الله و الحمد لله و لا إله إلا الله و الله أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، و يصلي على النبي صلى الله عليه و سلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه و آخرته، ويصبح صائما، فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو في معصية".

[4] تبيين العجب:ص:۴۳،ت:أبو أسماءإبراهيم بن إسماعيل،دارالكتب العلميةـبيروت .

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے راوی پر کلام کیا ہے، جسے ہم آگے متکلم فیہ راوی کے ضمن میں ذکر کریں گے۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المرفوعة"[2] میں مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت بالسنة"[3] میں فرماتے ہیں: "فيه خالد بن هياج، وابن هياج متروك، له احاديث مناكير كثيرة، والحمل فيه ابنه خالد، فهوالآفة في هذالحديث".

اس روایت میں خالد بن ہیاج ہے، اور ابن ہیاج متروک ہے، اس کی بہت ساری منکر احادیث ہیں، اور اس روایت میں ذمہ دار ہیاج کا بیٹا خالد ہے، یہی اس حدیث میں آفت ہے۔

متکلم فیہ راوی کے بارے میں کلام

نوٹ: مذکورہ روایت میں دو راویوں پر کلام ہوا ہے، ہیاج اور ان کے بیٹے خالد پر، سب سے پہلے ہیاج کے متعلق کلام ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] تنزيه الشريعة:الفصل الثالث: ١٦١/٢،رقم:٤١،ت:عبدالوهاب عبداللطيف،دارالكتب العلمية-بيروت.

[2] الآثارالمرفوعة:ص:٦٠،ت:أبوهاجر محمدالسعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية- بيروت الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] ماثبت بالسنة:ص:١٧٥،مطبع مجتبائي -دهلي.

ابو خالد ہیّاج بن بِسطام تمیمی حنظلی خراسانی ہروی (متوفی ۱۷۷ھ) کے بارے میں کلام

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[1] میں لکھتے ہیں: "ضعيف".

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "ولا يتابع عليه، ولا على شيء من حديثه". ان کی متابعت نہیں کی گئی ہے، اور نہ ہی ان کی احادیث میں سے کسی چیز پر متابعت ہوئی ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "يكتب حديثه ولا يحتج به". ان کی حدیث لکھی جائے گی، اور اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، ليس بشيء"[4]. یہ ضعیف الحدیث، "لیس بشیء" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[5] میں ہیاج بن بسطام کا ترجمہ قائم کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ۲۴۳، رقم: ٦٤٢، ت: كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] ضعفاء الكبير: ٣٦٦/٤، رقم: ١٩٧٩، ت: عبد المعطي أمين قلجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٨هـ.

[3] الجرح والتعديل: ١١٢/٩، رقم: ٤٧٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[4] الجرح والتعديل: ١١٢/٩، رقم: ٤٧٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[5] التاريخ الكبير: ٢٤٢/٨، رقم: ٢٨٦٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[1].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں لکھتے ہیں:

"كان مرجئا داعية إلى الإرجاء، وكان ممن يروي عن المعضلات عن الثقات، ويخالف الأثبات فيما يرويه عن الثقات، فهو ساقط الاحتجاج به، وعند الاعتبار فإن اعتبر به معتبر أرجو أن لا يجرح في ذلك".

یہ مرجیہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ سے معضل روایات نقل کرتے ہیں، اور یہ ثبت لوگوں کی اس چیز میں مخالفت کرتا ہے جسے وہ ثقات سے روایت کرتے ہیں، اس بناء پر یہ ساقط الاحتجاج ہے، اور اعتبار کے وقت [ثقہ کی موافقت کی صورت میں] کسی معتبر نے اس کا اعتبار کیا تو میں امید کرتا ہوں کہ اس بارے میں اس پر جرح نہیں کی جائے گی۔

نوٹ: محمود ابراہیم زاید کے نسخے میں "يروى عن المعضلات عن الثقات" کے الفاظ ہیں، اور حمدی عبد المجید سلفی کے نسخے میں "يروي المعضلات عن الثقات"[3] کے الفاظ ہیں، جبکہ "تهذيب الكمال"[4] اور "تهذيب التهذيب"[5] میں "يروي الموضوعات عن الثقات" کے الفاظ ہیں۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٣١٨/٤، رقم: ٩٢٨٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت.

[2] المجروحين: ٩٦/٣، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] المجروحين: ٤٤٥/٢، رقم: ١١٦٩، ت: حمدي عبدالمجيد السلفي، دار الصميعي ۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[4] تهذيب الكمال: ٣٥٩/٣٠، رقم: ٦٦٣٧، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[5] تهذيب التهذيب: ٦٨٦/٦، ت: الشيخ عادل احمد عبدالموجود، الشيخ علي محمد معوض، دار الكتب

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل في الضعفاء" [1] میں لکھتے ہیں: "وهياج بن بسطام هذا له أحاديث، وفيما أمليت مما لا يتابع عليه". اور ہیاج بن بسطام کی اور بھی بہت سی روایات ہیں، اور اس کی جتنی روایات میں نے لکھوائی ہیں، ان میں اس کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد" [2] میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: "هروي، تركوا حديثه، ليس بشيء". یہ ہروی متروک الحدیث، "لیس بشیء" ہے۔

حافظ یحیی بن احمد بن زیاد ہروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "كل ما أُنكر على الهياج من جهة ابنه خالد، فإن الهياج في نفسة ثقة" [3]. ہیاج پر جو انکار کیا گیا ہے وہ ان کے بیٹے خالد کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ ہیاج بذات خود ثقہ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام" [4] میں مکی بن ابراہیم کا یہ قول نقل کرتے ہیں: "ما علمنا الهياج إلا صادقا عالما". ہم ہیاج کو سچا عالم ہی سمجھتے ہیں۔

العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٤٨/٨ ،الرقم:٢٠٤٨،ت:عادل أحمد و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[2] تاريخ بغداد:١٢٤/١٦،رقم:٨٣٨٧ ،ت:بشارعوادمعروف،دارالغرب الإسلامي - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] تاريخ بغداد:١٢٩/١٦،رقم:٨٣٨٧ ،ت:بشارعوادمعروف،دارالغرب الإسلامي - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تاريخ الإسلام:٣٩٤/١١،رقم:٣١٤،ت:عمرعبدالسلام تدمري،دارالكتاب الغربي -بيروت،الطبعة الاولى ١٤١١هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب التهذيب"[1] میں محمد بن یحیی ذہلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "الهياج عندنا ثقة". ہیاج ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي رآها صالح من أحاديث الهياج، الذنب فيها لابنه خالد، انتهى"[2]. ہیاج کی احادیث میں سے جن احادیث کو صالح نے دیکھا ہے، تو ان میں مسئلہ ہیاج کے بیٹے خالد کی وجہ سے ہے، انتہی۔

حافظ صالح بن محمد جزرہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، لا يكتب من حديثه إلا للاعتبار، ولم أكن أعلمه بهذا حتى قدمت هراة، فرأيت عندهم أحاديث مناكير كثيرة"[3].

یہ منکر الحدیث ہے، اس کی حدیثیں اعتبار کے لئے لکھی جائیں گی، اور مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا، جب میں ہرات گیا تو میں نے ان کے پاس اس کی بہت ساری منکر احادیث دیکھی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "ذيل اللآلئ المصنوعة" میں لکھتے ہیں: "هياج تركوا حديثه"[4]. محدثین نے ہیاج کی احادیث کو ترک کر دیا ہے۔

---

[1] تهذيب التهذيب:٦٨٧/٦،رقم:٨٦٣٤ ،ت:الشيخ عادل أحمد والشيخ علي محمد معوض، دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] تبيين العجب:ص:٤٣،ت:أبو أسماء أبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دارالكتب العلمية۔بيروت .

[3] الآثارالمرفوعة:ص:٦٠،ت:أبوهاجر محمدالسعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] ذيل اللآلئ المصنوعة:٣١٢،رقم:٥٥٦،ت:زياد النقشبندي الأثري،دار ابن حزم ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات" [1] میں فرماتے ہیں: "فيه هياج تركوه". اس روایت میں ہیاج ہے اور محدثین نے اسے ترک کر دیا۔

خالد بن ہیّاج بن بِسطام کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال" [2] میں سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: "ليس بشيء".

حافظ ابن عراق "تنزيه الشريعة" [3] میں فرماتے ہیں: "خالد بن هياج بن بسطام عن أبيه وغيره، اتهمه ابن أبى حاتم فى كتابه الجرح والتعديل فى ترجمة الحسين بن إدريس الأنصاري".

خالد بن ہیاج بن بسطام اپنے والد اور ان کے علاوہ سے روایت کرتا ہے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" میں حسین بن ادریس انصاری کے ترجمہ میں ان کو متہم قرار دیا ہے۔

نوٹ: بندہ کو "الجرح والتعدیل" میں حسین بن ادریس انصاری کے ترجمہ میں یہ نہیں مل سکا کہ خالد بن ہیاج متہم ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث انتہائی منکر ہے،

---

[1] تذكرة الموضوعات:ص:١١٦،كتب خانه مجيديه ـ ملتان .

[2] ميزان الاعتدال: ٦٤٤/١،رقم: ٢٤٧٠، ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة ـ بيروت .

[3] تنزيه الشريعة: ٥٧/١،ت:عبدالوهاب عبداللطيف،دارالكتب العلمية ـ بيروت .

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، نیز علامہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے منکر، شدید ضعیف ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
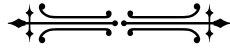
روایت نمبر (۲۴)

روایت: ”من أكرم حبيبته وفي رواية كريمتيه لا يكتب بعد العصر“. جو شخص اپنی محبوب چیز، اور ایک روایت میں ہے دو مکرم چیزوں (یعنی آنکھوں) کا اکرام کرنا چاہے تو وہ عصر کی نماز کے بعد نہ لکھے۔

حکم: یہ قول آپ ﷺ کے ارشادات میں سے نہیں ہے، محدثین نے اسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے علاوہ کسی طبیب وغیرہ کا قول قرار دیا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”المقاصد الحسنة“ [1] میں لکھتے ہیں:

”ليس في المرفوع، ولكن قد أوصى الإمام أحمد بعض أصحابه أن لا ينظر بعد العصر في كتاب، أخرجه الخطيب أو غيره، وقال الشافعي فيما رواه حرملة بن يحيي كما أخرجه البيهقي في مناقبه: الورّاق إنما يأكل دية عينيه“.

یہ حدیث مرفوع روایات (آپ ﷺ کے ارشادات) میں نہیں ہے، لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کی ہے کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی کتاب نہ دیکھیں، اس کی تخریج خطیب رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے علاوہ کسی اور نے کی ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقبِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں، حرملہ بن یحیی کی روایت

---

[1] المقاصد الحسنة: حرف الميم، ص: ٤٥٧، رقم: ١٠٦٥، ت: عبداللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٧هـ.

کے مطابق، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول تخریج کیا ہے: کاغذ فروش اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے۔

علامہ ابن دَیبع رحمۃ اللہ علیہ نے "تمییز الطیب" [1] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء" [2] میں، علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنی المطالب" [3] میں، علامہ نجم الدین غزّی نے "إتقان مایحسن" [4] میں اور شیخ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجد الحثیث" [5] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة" [6] میں تحریر فرماتے ہیں:

"من أحب حبيبتيه أوكريمتيه، وفي رواية: من أكرم حبيبتيه فلا يكتبن بعد العصر. لا أصل له في المرفوع، قاله السخاوي، ولعل المعنى بعد خروج العصر من غير أن يكون سراج عنده، وقد أوصى الإمام أحمد بعض أصحابه أن لاينظر بعد العصر إلى كتاب، أخرجه الخطيب، قلت: وهو من كلام الطبيب، كما قال الشافعي: الورّاق إنما يأكل من دية عينيه انتهى. وفي معناه: الخياط وأرباب الصنائع".

---

[1] تمييز الطيب من الخبيث: ١٧٨، رقم: ١٣٣٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

[2] كشف الخفاء: ٢٦٩/٢، رقم: ٢٣٨٥، ت: يوسف بن محمود، مكتبة العلم الحديث ـ دمشق، الطبعة ١٤٢١هـ.

[3] أسنى المطالب: ٢٨٣، رقم: ١٣٤٨، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٣هـ.

[4] إتقان مايحسن: ٥٦٢، رقم: ١٨٣٠، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] الجد الحثيث: ٢١٩، رقم: ٤٧٨، ت: فواز أحمد زمرلي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] الأسرار المرفوعة: ٣١٣، رقم: ٤٥١، ت: محمد الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

جس شخص کو اپنی دو محبوب یا دو مکرم چیزیں محبوب ہوں، اور ایک روایت میں ہے جو شخص اپنی دو محبوب چیزوں کا اکرام کرنا چاہے تو وہ عصر کی نماز کے بعد ہر گز نہ لکھے۔ اس حدیث کی مرفوع روایات (آپ ﷺ کے ارشادات) میں اصل نہیں ہے، یہ بات حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے، اور شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز کے بعد لکھنا اُس کے لئے منع ہے جس کے پاس چراغ (روشنی) نہ ہو، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کی کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی کتاب نہ دیکھیں، اس کی تخریج خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ طبیب کا کلام ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کاغذ فروش اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے، انتہی۔ نیز درزی اور دوسرے کام والے بھی اسی میں داخل ہیں۔

نیز "المصنوع"[1] میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لا أصل له". اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اور ایک مقام پر علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے[2]۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[3] میں فرماتے ہیں:

"من أحب حبيبتيه أوكريمتيه (وفي رواية من أكرم كريمتيه)

---

[1] المصنوع: ۱۷٦، رقم: ۳۱۵، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة ١٤١٤هـ.
[2] كشف الخفاء: ۲۵۹/۲، رقم: ۲۳٥٤، ت: يوسف بن محمود، مكتبة العلم الحديث ـ دمشق، الطبعة ١٤٢١هـ.
[3] اللؤلؤ المرصوع: ص: ٧٤، طبع بالطبعة البارونية بالجدرية ـ مصر.

فلايكتبن بعد العصر. لا أصل له في المرفوع، و إنما هو من كلام الأطباء، وفي معناه: الخياط وأرباب الصنائع".

جس شخص کو اپنی دو محبوب یا مکرم چیزیں محبوب ہوں اور ایک روایت میں ہے جو شخص اپنی دو مکرم چیزوں کا اکرام کرنا چاہے تو وہ عصر کی نماز کے بعد ہر گز نہ لکھے۔اس حدیث کی مرفوع روایات (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات) میں اصل نہیں ہے ،اور یہ اطباء کا کلام ہے، اور درزی اور دوسرے کام والے بھی اسی میں داخل ہیں۔

روایت کا حکم

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے: "مرفوع روایات (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات) میں نہیں ہے"۔اور علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ،علامہ نجم الدین غزیؒ اور شیخ احمد بن عبد الکریم غزیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے،ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بات فرمائی ہے کہ مرفوع روایات (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات) میں اس کی اصل نہیں ہے۔

فائدہ: پہلے گذر چکا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کی کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی کتاب نہ دیکھیں،اسی طرح اس ارشاد کو اطباء کا کلام بھی کہا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حافظ ابو العباس مستغفری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب"[1] میں اسے اپنی سند سے ابو الحسن علی بن حُجُر بن اِیاس سعدی اور جریر نامی ایک راوی کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

"قال أخبرني أبوالفضل الشعبي ابن عبدالله الأقراني، قال: ح أبو يعلى عبدالمؤمن بن خلف، قال: ح عيسى بن الحسين بيبلند، قال: سمعت محمد بن سلام يقول: قال لي جرير: لا تنظر في الكتاب غدوة بعد صلوة الصبح و بعد صلوة العصر، لأنه يضر بالبصر.

قال سمعت القاضي أبا سعيد الخليل بن أحمد، يقول مرارا: أخبرنا أبوالعباس السرَّاج، قال: ح قتيبة، قال: كتب إلي علي بن حجر: إن أحببت أن تستمع ببصرك فلا تنظر بعد صلوة العصر في كتاب".

محمد بن سلام کہتے ہیں مجھے جریر نے کہا صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد کتاب نہ دیکھو، اس لئے کہ یہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ علی بن حجر نے مجھے خط لکھا: اگر آپ یہ پسند کریں کہ آپ اپنی آنکھوں سے فائدہ اٹھائیں تو عصر کی نماز کے بعد آپ کتاب نہ دیکھیں۔

بظاہر ابو رجاء قتیبہ بن سعید بغلانی (المتوفی ۲۴۰ھ) کو خط لکھنے والے ان کے معاصر ابو الحسن علی بن حُجُر بن اِیاس سعدی (المتوفی ۲۴۴ھ) ہیں۔

---

[1] الطب للمستغفري: المخطوط، ص: ٤٢،٤٣ .

روایت نمبر ۲۵

افطار کی دعا: ”اللّٰهم لك صمت وبك آمنت وعليك توكلت وعلى رزقك أفطرت“.

یہ دعا اس وجہ سے تحقیق کا جزء ہے کہ افطار کی یہ دعا عوام کی زبانوں پر مذکورہ الفاظ سے مشہور ہے، حالانکہ دعا میں لفظ: ”وبك آمنت، وعليك توكلت“. کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، صرف یہ الفاظ ثابت ہیں: ”اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت“. تفصیل ملاحظہ ہو۔

درست الفاظ کا مصدر

مذکورہ دعا ”سنن أبي داؤد“[1] میں اس سند (مرسل) والفاظ سے منقول ہے:

”حدثنا مسدد، حدثنا هشيم، عن حصين، عن معاذ بن زهرة أنه بلغه أن النبي ﷺ كان إذا أفطر قال: اللّٰهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت“.

آپ ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ”اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت“. اے اللہ! آپ کی خوشنودی کے لئے میں نے روزہ رکھا اور آپ ہی کی روزی سے میں نے افطار کیا۔

واضح رہے یہ روایت معاذ بن زہرہ نے مرسلاً نقل کی ہے۔

---

[1] سنن أبي داؤد:۲/۲۶۷،رقم:۲۳۵۸،ت:عزت عبيد،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

زائد، غیر ثابت الفاظ کی وضاحت

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاة المفاتيح"[1] میں "سنن أبي داؤد" کی مذکورہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"وأما ما اشتهر على الألسنة: اللهم لك صمت وبك آمنت وعلى رزقك أفطرت، فزيادة: وبك آمنت. لا أصل لها، وإن كان معناها صحيحا، وكذا زيادة: وعليك توكلت. ولصوم غد نويت. بل النية باللسان من البدعة الحسنة".

اور یہ دعا زبان زد عام ہے: "اللهم لك صمت وبك آمنت وعلى رزقك أفطرت". اس دعا میں لفظِ: "وبك آمنت". کا اضافہ بے اصل ہے، اگرچہ اس کا معنی درست ہے، اسی طرح یہ اضافہ بھی بے اصل ہے: "وعليك توكلت". (اور یہ بھی بے اصل ہے) "ولصوم غد نويت". بلکہ زبان سے نیت کرنا ایک پسندیدہ امر نو ہے (اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ سے نیت ثابت نہیں)۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی وضاحت اور نتائج

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ دعا کے یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں: "اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت". اور اس دعا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا بلا شبہ درست ہے۔

---

[1] مرقاة المفاتيح: ٤/٤٢٦، رقم: ١٩٩٤، ت: جمال عتتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

اس روایت میں لوگوں نے یہ دو اضافے کردیے ہیں، جو درحقیقت آپ ﷺ سے اس دعا میں ثابت نہیں: ① "وبك آمنت". ② "وعليك توكلت". اس لئے ان دو لفظوں کو دعا میں حضور ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

نیز یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ روزے کی نیت ان الفاظ سے کی جائے: "ولصوم غد نويت". البتہ زبان سے نیت کرنا پسندیدہ بات ہے، اگرچہ مذکورہ الفاظ سے نیت آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے ان الفاظ سے محض نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم ان الفاظ سے نیت کرنے کو رسالت مآب ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں۔
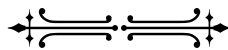
روایت نمبر (۲۶)

حدیث ہریسہ، جس میں ایک خاص کھانے ہریسہ کے استعمال کرنے پر قوتِ جماع وغیرہ پر تقویت کا ذکر ہے

حکم: من گھڑت

تحقیق کا خلاصہ

پہلے چار طرق (طریق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ) بسند محمد بن حجاج لخمی لکھے جائیں گے، اس کے بعد طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پانچ مختلف سندوں سے ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد طریق ابن عباس رضی اللہ عنہ ، طریق ابو امیہ بن عبد اللہ بن عمرو عن ابیہ عن جدہ، طریق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ترتیب وار لائے جائیں گے۔

چار طرق (طریق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ)بسند محمد بن حجاج لخمی

چار طرق (طریق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ، یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ) بسند محمد بن حجاج لخمی منقول ہیں ، پہلے ان چاروں کو نقل کر کے آخر میں چاروں طرق کا حکم لکھا جائے گا۔

طریق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل" [1] میں تخریج فرماتے ہیں:

[1] الكامل في الضعفاء:٣٢٤/٧،رقم:١٦٤٤،ت:عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض،دارالكتب

”حدثنا موسى بن الحسن الكوفي بمصر، ثنا محمد بن سنجر الجرجاني، ثنا داود بن مهران الدباغ، ثنا محمد بن الحجاج الواسطي وكان ثقة عسرا، عن عبد الملك بن عمير، عن أبي ليلى وربعي بن خراش، عن حذيفة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل: أطعمني هريسة أشد بها ظهري لقيام الليل“.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: مجھے ہریسہ کھلاؤ، جس کے ذریعے سے میں رات کے قیام کے لئے اپنی پیٹھ کو مضبوط کروں۔

یہ حدیث بطریق حذیفہ رضی اللہ عنہ، حافظ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الأوسط“ **میں، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے** ”المجروحين“[1] **میں، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے** ”ضعفاء الكبير“[2] **میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے** ”الطب النبوي“[3] **میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے** ”كتاب الموضوعات“[4] **میں تخریج کی ہے، اسی طرح خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ[5] نے بھی اس کی تخریج کی ہے، تمام سندیں مذکورہ سند میں موجود راوی محمد بن حجاج لخمی پر مشترک ہو جاتی ہیں۔**

العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[1] المجروحين: ٢٩٥/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] ضعفاء الكبير: ٤٥/٤، رقم: ١٥٩٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الطب النبوي: رقم: ٨٧٦، ٤٩٩، ٥٠٠، ٤٤٣، ٣٧٠، ٣٦٨، ت: مصطفى أخضر، دار ابن حزم ـ بيروت.

[4] كتاب الموضوعات: ١٧/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[5] انظر إتحاف السادة: ٥٨/٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"وهذا الحديث موضوع، مما وضعه محمد بن الحجاج". اور یہ حدیث موضوع ہے، یہ محمد بن حجاج کی من گھڑت روایات میں سے ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإفصاح عن أحاديث النكاح"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ (ان کا قول آرہا ہے) کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ محمد بن حجاج لخمی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا تحل الرواية عنه، ولا الاحتجاج به".

یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ سے موضوع روایات لاتے ہیں، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے اور نہ ہی احتجاج کرنا حلال ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ہریسہ بطریق حذیفہ رضی اللہ عنہ تخریج کی۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الكبير" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم

---

[1] لسان الميزان:٥٣/٧،رقم:٦٦٢٣،ت:شيخ عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الاسلامية۔حلب .

[2] الإفصاح عن أحاديث النكاح:ص:١٨٣،ت:محمد شكور الميادیني،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

کے طریق لا کر فرماتے ہیں:

"هذا حديث باطل، لايتابع عليه إلا من هو مثله أو دونه". یہ حدیث باطل ہے، محمد بن حجاج لخمی کی متابعت اس حدیث میں اس جیسے لوگ یا اس سے کم تر لوگ کرتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذا حديث وضعه محمد بن الحجاج، وكل الطرق تدور عليه إلا طريق ابن عباس...". "یہ حدیث محمد بن حجاج نے گھڑی ہے، اور ہر سند لوٹ کر حجاج کی طرف آتی ہے، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق کے۔۔۔"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[1] میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: "فهذا من وضع محمد، وكان صاحب هريسة". یہ محمد بن حجاج نے گھڑی ہے، یہی ہریسہ والا کہلاتا ہے۔

طریق حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الكبير"[2] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا معاذ بن المثنى، حدثنا سعيد المصلى، حدثنا محمد بن الحجاج، عن عبد الملك بن عمير، عن رِبْعِي بن حِرَاش، عن معاذ بن

---

[1] ميزان الاعتدال: ۵۰۹/۳، رقم: ۷۳۵۱، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] ضعفاء الكبير: ٤٥/٤، رقم: ١٥٩٤، ت: الدكتور عبدالمعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

جبل قال: قلت يا رسول الله! هل أتيت من الجنة بطعام؟ قال: نعم، أتيت بهريسة، فأكلتها فزادت قوة [كذا فيه، وفي الموضوعات: فزادت قوتي قوة] أربعين، ففي النكاح نكاح أربعين، فكان معاذ لا يعمل طعاما إلا بدأ بالهريسة".

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ جنت سے کوئی کھانا لے کر آئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میں ہریسہ لے کر آیا ہوں، سو میں نے اس کو کھایا تو مجھ میں چالیس آدمیوں کی طاقت کے بقدر اضافہ ہوا اور نکاح میں چالیس نکاح کے برابر طاقت مل گئی، اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہریسہ سے کھانے کی ابتداء کرتے تھے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثِ ہریسہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بطریق عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[1] میں تخریج کی ہے، نیز حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب النبوي"[2] میں اس کی تخریج کی ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الكبير" میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرق لاکر فرماتے ہیں:

"هذا حديث باطل، لايتابع عليه إلا من هو مثله أو دونه". یہ حدیث

---

[1] كتاب الموضوعات: ۱۷/۳، ت: عبدالرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] الطب النبوي: ٤٦٨/٢، رقم: ٤٤٤، ت: مصطفى أخضر، دارابن حزم ـ بيروت.

باطل ہے، محمد بن حجاج لخمی کی متابعت اس حدیث میں، اس جیسے یا اس سے کم تر لوگ کرتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذا حديث وضعه محمد بن الحجاج، وكل الطرق تدور عليه إلا طريق ابن عباس...". "یہ حدیث محمد بن حجاج نے گھڑی ہے، اور ہر سند لوٹ کر حجاج کی طرف آتی ہے، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق کے۔۔۔"۔

طریق حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الكبير" [1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا الحضرمي، حدثنا أبو بلال الأشعري، حدثنا بسطام، عن محمد بن الحجاج، عن عبد الملك بن عمير، عن جابر بن سمرة وعن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أمرني جبريل بالهريسة أشد بها ظهري لصلاة الليل، وقال أحدهما: لقيام الليل".

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کا کہا کہ میں اس کے ذریعے سے رات کی نماز کے لئے اپنی پیٹھ کو مضبوط کروں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک نے کہا کہ رات کے قیام کے لئے۔

---

[1] ضعفاء الكبير: ٤٥/٤، رقم: ١٥٩٤، ت: الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ہریسہ "کتاب الموضوعات"[1] میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بطریق عقیلی رحمۃ اللہ علیہ تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الکبیر" میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرق لاکر فرماتے ہیں:

"هذا حديث باطل، لايتابع عليه إلا من هو مثله أو دونه". یہ حدیث باطل ہے، محمد بن حجاج لخمی کی متابعت اس حدیث میں، اس جیسے لوگ یا اس سے کم تر لوگ کرتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذا حديث وضعه محمد بن الحجاج، وكل الطرق تدور عليه إلا طريق ابن عباس...". "یہ حدیث محمد بن حجاج نے گھڑی ہے، اور ہر سند لوٹ کر حجاج کی طرف آتی ہے، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق کے۔۔۔"۔

طریقِ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] كتاب الموضوعات:۱۷/۳،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

"أنبأنا القزاز، أنبأنا أحمد بن علي أخبرني الأزهري، حدثنا علي بن عمر، حدثنا أبوعبيد القاسم بن إسماعيل الضبي، حدثنا أبوالحسين الواسطي علي بن إبراهيم بن عبدالمجيد، حدثنا منصور بن المهاجر البزوري، حدثنا محمد بن الحجاج اللَخمِي، عن عبدالملك بن عمير، عن يعلى بن مرة قال: قال رسوالله ﷺ:أمرني جبريل عليه السلام بأكل الهريسة، أشد بها ظهري وأتقوى بها على الصلاة".

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کے کھانے کا کہا کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی پیٹھ کو مضبوط کروں، اوراس سے میں نماز پر قوت حاصل کروں۔

روایت پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"هذا حديث وضعه محمد بن الحجاج، وكل الطرق تدور عليه إلا طريق ابن عباس...". "یہ حدیث محمد بن حجاج نے گھڑی ہے، اور ہر سند لوٹ کر حجاج کی طرف آتی ہے، سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق کے۔۔۔"۔[1]

محمد بن حجاج لَخَمِی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

محمد بن حجاج کے بارے میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر

[1] كتاب الموضوعات:۱۷/۳،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

چکا ہے، ان کے علاوہ ائمہ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منکر الحدیث"[۱]. امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کذاب"[۲]. یہ جھوٹا ہے، اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کذاب خبیث"[۳]. یہ جھوٹا، خبیث ہے، اور کبھی فرماتے ہیں: "لیس بثقة". یہ ثقہ نہیں ہے، اور امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس بثقة"[۴]. یہ ثقہ نہیں ہے، اور ابو احمد الحاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث"[۵]. یہ ذاہب الحدیث ہے، اور حافظ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، وبحديث الهريسة يعرف"[۶]. یہ جھوٹا ہے، حدیث ہریسہ سے پہچانا جاتا ہے۔

چار طرق بسند محمد بن حجاج لَخمی کا حکم

طریق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کا حکم آپ سابقہ تفصیل میں جان چکے ہیں کہ ان چاروں طرق میں محمد بن حجاج لخمی موجود ہے، اور اسی کی وجہ سے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو موضوع کہا ہے، اس لیے اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

۱ ميزان الاعتدال:۵۰۹/۳،رقم: ۷۳۵۱،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة ـ بيروت .

۲ ميزان الاعتدال:۵۰۹/۳،رقم: ۷۳۵۱،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

۳ ميزان الاعتدال:۵۰۹/۳،رقم: ۷۳۵۱،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة ـ بيروت .

۴ لسان الميزان:۵۳/۷،رقم:۲۳۶۶،ت:شيخ عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الاسلامية ـ حلب .

۵ لسان الميزان: ۵۳/۷،رقم:۲۳۶۶،ت:شيخ عبدالفتاح أبو غدة ،مكتبة المطبوعات الاسلامية ـ حلب .

۶ لسان الميزان:۵۲/۷،رقم:۲۳۶۶،ت:شيخ عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الاسلامية ـ حلب .

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، پانچ سندوں کے ساتھ

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے انتساب سے پانچ مختلف سندوں سے منقول ہے، ہر ایک کا حکم ساتھ ساتھ لکھا جائے گا:

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ ابراہیم بن محمد بن یوسف فِرْیابی

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أنبأنا محمد بن ناصر، أنبأنا المبارك بن عبد الجبار، أنبأنا عبد الباقي بن أحمد الواعظ، أنبأنا محمد بن علان، حدثنا أبو الفتح الأزدي، حدثنا عبد العزيز بن محمد بن زبَالَة، حدثنا إبراهيم بن محمد بن يوسف الفيريابي[كذا فيه]، حدثنا عمرو بن بكر، عن أرطاة، عن مكحول، عن أبي هريرة قال: شكا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جبريل قلة الجماع، فتبسم جبريل حتى تلألأ مجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم من بريق ثنايا جبريل، ثم قال: أين أنت عن أكل الهريسة، فإن فيها قوة أربعين رجلا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے قلتِ جماع کی شکایت کی، تو جبریل علیہ السلام ہنس پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس جبریل علیہ السلام کے سامنے والے دانتوں کی چمک سے روشن ہوگئی، پھر

---

[1] كتاب الموضوعات:۱۷/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ہریسہ کیوں نہیں کھاتے، اس میں چالیس مردوں کے بقدر قوت ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب النبوي"[1] میں اسی طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"وكذلك طريق أبي هريرة، فإنا نرى من إبراهيم بن محمد الفيريابي، سرقه فركب له إسنادا، وقال أبو الفتح الأزدي: إبراهيم بن محمد ساقط".

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق میں ابراہیم بن محمد فیریابی ہے، اس نے اس روایت کا سرقہ کر کے اس کے لئے ایک سند بنالی ہے، اور ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ابراہیم بن محمد ساقط ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إبراهيم روى له ابن ماجه وقال في الميزان: قال أبو حاتم وغيره: صدوق، وقال الأزدي وحده: ساقط، قال: ولا يلتفت إلى قول الأزدي، فإن في لسانه في الجرح رَهَقا انتهى. وحينئذ فهذا الطريق أمثل طرق الحديث"[2].

---

[1] الطب النبوي: ٤٦٩/٢، رقم: ت: مصطفى أخضر، دار ابن حزم ـ بيروت.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢/ ٢٠٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٨هـ.

ابراہیم کی حدیث ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان" میں لکھتے ہیں: ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے صدوق کہا ہے، اور صرف ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ساقط کہا ہے، اور ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لائقِ التفات نہیں، کیونکہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں انتہائی شدت ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا۔ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس لئے حدیث ہریسہ کی یہ سند سب سے زیادہ امثل ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ اس طریق میں ایک راوی عمرو بن بکر سَکسَکِی بھی ہے، ان کے بارے میں کلام ملاحظہ ہو:

عمرو بن بکر بن تمیم سُکسَکِی شامی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولعمرو بن بكرٍ هذا أحاديث مناكير عن الثقات وابن جريج وغيره "[2]. عمرو بن بکر سَکسَکِی ثقات اور ابن جریج وغیرہ سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة:۲۵۳/۲،ت:عبد الوهاب،عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة ۱۹۸۱ھ۔

[2] الكامل في الضعفاء:۲۵۰/۶،الرقم:۱۳۱۰،ت:عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض،دارالكتب

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”یروي عن إبراهیم بن أبي عَبْلَة وابن جریج وغیرهما من الثقات الأوابد والطامات التي لایشك من هذا الشأن صناعته أنها معمولة أو مقلوبة، لایحل الاحتجاج به“[1].

یہ ابراہیم بن ابی عَبلَہ اور ابن جریج وغیرہ ثقات سے عجائب ومصائب نقل کرتا ہے، یہ فن جس کا کام ہے اسے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایات بنائی گئی ہیں، یا مقلوب ہیں، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”ضعیف“[2]. یہ ضعیف ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روی عن إبراهیم بن أبي عَبْلَة وابن جریج مناکیر، لاشيء“[3]. یہ ابراہیم بن ابی عَبلَہ اور ابن جریج سے مناکیر نقل کرتا ہے، یہ ”لا شیء“ ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حدیثه غیر محفوظ“[4]. اس کی حدیث

العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۳۹۲هـ.

[1] المجروحین: ۷۸/۲، ت: محمود ابراهیم زاید، دارالمعرفة ـ بیروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] تهذیب التهذیب: ۲۵۸/۳، ت: إبراهیم الزیبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بیروت.

[3] تهذیب التهذیب: ۲۵٦/۳، ت: إبراهیم الزیبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بیروت.

[4] ضعفاء الکبیر: ۲۵۷/۳، رقم: ۱۲٦٤، ت: عبد المعطي أمین قلعجي، دارالکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة

محفوظ نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عن ابن جريج، واه“[1]. ابن جریج سے روایات نقل کرتا ہے، یہ واہی ہے۔

طریق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ ابراہیم بن محمد بن یوسف فریابی کا حکم

سند میں موجود راوی عمرو بن بکر بن تمیم سَکسکی کی وجہ سے یہ سند بھی شدید ضعیف ہے، اس لیے روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریق ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ بسندِ سفیان بن وکیع

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”اللآلئ المصنوعة“[2] میں لکھتے ہیں:

”قال أبو نعيم في الطب، حدثنا أحمد بن محمد بن يوسف، حدثنا ابن ناجية، حدثنا سفيان بن وكيع، حدثنا أبي، حدثنا أسامة بن زيد، عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أطعمني جبريل الهريسة أشد بها ظهري لقيام الليل“.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام

الأولى ١٤٠٨هـ.

[1] ميزان الاعتدال:٢٤٧/٣،رقم:٦٣٣٧،ت:علي محمد البجاوي،دارالمعرفة-بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة:٢/ ٢٠٠،ت:محمد عبد المنعم رابح،دارالكتب العليمة -بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ .

نے مجھے ہریسہ کھلایا کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی پیٹھ کو مضبوط کروں رات کی نماز کے لیے۔

روایت پر کلام

حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] فرماتے ہیں:

"هو من طريق سفيان بن وكيع، وقد قال فيه أبو زرعة: كان يتهم بالكذب، وقال غيره: كان صدوقا، وإنما ابتلى بوراقه، فأدخل عليه ما ليس من حديثه، وقد أخرج له الترمذي وابن ماجه".

اس سند میں سفیان بن وکیع ہیں اور ان کے بارے میں ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ متہم بالکذب ہے، اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ "صدوق" ہے، اور یہ اپنے ورّاق کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے تھے، وہ ان کی احادیث میں ایسی حدیثیں شامل کر دیتا تھا جو ان کی احادیث نہیں ہوتی تھیں، اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

سند میں موجود راوی سفیان بن وکیع بن جرّاح (المتوفی ۲۴۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں لکھتے ہیں:

---

[1] تنزيه الشريعة: ٢/٢٥٣، ت: عبد الوهاب، عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة ١٩٨١هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ٤/ ٤٨٢، رقم: ٨٤٤، ت: شيخ عادل أحمد وشيخ علي معوض، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

”ولسفيان بن وكيع حديث كثير، وإنما بلاؤه أنه كان يتلقن ما لُقّن، ويقال: كان له وراق يلقنه من حديث موقوف فيرفعه، وحديث مرسل فيوصله، أو يبدل في الإسناد قوما بدل قوم“.

اور سفیان بن وکیع سے بہت سی احادیث ہیں، اور ان کی بلا و مصیبت یہ تھی کہ ان کو جن حدیثوں کی تلقین کی جاتی یہ ان کو قبول کر لیتے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک وراق تھا جس کی تلقین پر یہ حدیث موقوف کو مرفوع، اور حدیث مرسل کو موصول بنا دیتے، یا وہ سند میں افراد کو تبدیل کر دیتا تھا۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان يتهم بالكذب“[1]. یہ متہم بالکذب ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وكان شيخا فاضلا صدوقا إلا أنه ابتلى بوراق سوء كان يدخل عليه الحديث، وكان يثق به فيجيب فيما يقرأ عليه، وقيل له بعد ذلك في أشياء منها، فلم يرجع، فمن أجل إصراره على ما قيل له استحق الترك، وكان ابن خزيمة يروي عنه، وسمعته يقول:حد ثنا بعض من أمسكنا عن ذكره، وهو من الضرب الذى ذكرته مرارا أن لو خر من السماء فتخطفه الطير أحب إليه من أن يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكنهم أفسدوه .....“[2].

---

[1] الجرح والتعديل:٢٣١/٤،رقم:٩٩١،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[2] المجروحين:٣٥٩/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دارالمعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ .

”سفیان بن وکیع شیخ فاضل صدوق ہے، وہ ایک برے ورّاق کی مصیبت میں مبتلاء ہوگئے تھے، جو ان کی حدیثوں میں حدیث شامل کر دیتا تھا، اور یہ اس ورّاق پر اعتماد کرتے تھے، چنانچہ ان احادیث میں جو کچھ ان پر پڑھا جاتا تھا یہ اسے قبول کرتے تھے، اور بعد میں جب ان احادیث میں بعض چیزوں کے بارے میں انہیں کہا گیا تو بھی انہوں نے رجوع نہیں کیا، چنانچہ باوجود تنبیہ کرنے کے بھی وہ اس پر جمے رہے، اس لیے وہ ترک کے مستحق ہیں، اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی روایات نقل کرتے تھے، اور میں ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنتا تھا کہ ہمیں ایسے شخص نے یہ روایت بیان کی ہے جن کے ذکر کرنے سے ہم رک چکے ہیں، اور یہ شخص اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے جس کا تذکرہ میں بارہا کر چکا ہوں کہ اس شخص کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے مقابلہ میں یہ زیادہ پسندیدہ بات ہے کہ وہ آسمان سے گر جائے اور پرندے اسے اچک لیں، بس بات یہ ہے کہ لوگوں نے ایسے شخص کو خراب کر دیا ہوتا ہے۔۔۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”يتكلمون فيه لأشياء لقّنوه إياها“ [1]۔ محدثین نے اس پر ان امور کی وجہ سے کلام کیا ہے، جو لوگ اسے تلقین کرتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ليس بثقة“. ثقہ نہیں ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: ”ليس بشيء“ [2]۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ سفیان بن وکیع کا حکم

یہ روایت سفیان بن وکیع کی وجہ سے اس سند سے بھی شدید ضعیف

---

[1] ميزان الاعتدال: ۱۷۳/۲، رقم: ۳۳۳٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ۔

[2] تهذيب التهذيب: ٦١/٢، ت: إبراهيم الزيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة۔ بيروت۔

ہے، اسی امر کی جانب حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ صباح بن عبد اللہ

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"وقال الخطيب في رواة مالك، حدثنا القاضي أبو القاسم علي بن المحسن بن التَنُوْخِي، قال: وجدت في كتاب جدي بخطه، قرئ على الحسن بن عاصم وأنا حاضر، حدثنا الصباح بن عبد الله، حدثنا مالك، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة مرفوعا: أمرني جبريل بأكل الهريسة لأشد بها ظهري وأتقوى على عبادة ربي".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کے کھانے کا حکم دیا تاکہ میں اس کے ذریعے سے اپنی پیٹھ کو مضبوط کروں، اور اپنے رب کی عبادت کے لئے تقویت حاصل کروں۔

اس سند سے روایت پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

"قال الخطيب: هذا حديث باطل، والحسن بن عاصم هو أبو سعيد العَدَوِي، وكان كذابا يضع الحديث"[2].

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے، اور حسن بن عاصم وہ ابو سعید عَدَوِی ہے، اور وہ جھوٹا ہے، احادیث گھڑتا ہے۔

---

[1] اللالئ المصنوعة:٢/ ٢٠٠،ت:محمد عبد المنعم رابح، دار الكتب العليمة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[2] اللالئ المصنوعة:٢/ ٢٠٠،ت: محمد عبد المنعم رابح،دار الكتب العليمة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

متکلم فیہ راوی ابو سعید حسن بن علی بن صالح بن زکریا عَدَوِی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یضع الحدیث، ویسرق الحدیث ویلزقه علی قوم آخرین، ویحدث عن قوم لا یعرفون، وهو متهم فيهم، فإن الله لم يخلقهم ....."[1]۔

"احادیث گھڑتا ہے، سرقہ حدیث میں مبتلاء ہے، پھر ان روایات کو دوسروں سے چسپا کر دیتا ہے، نیز ایسے لوگوں کے انتساب سے احادیث نقل کرتا ہے کہ جو پہچان میں نہیں آتے، اور یہی ان میں متہم ہے، کیونکہ اللہ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا۔۔۔"۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ صباح بن عبد اللہ کا حکم

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گذر چکا ہے کہ یہ روایت اس سند سے باطل ہے، اسی پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لیے روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ اصبغ بن فرج

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[2] میں لکھتے ہیں:

---

[1] الكامل في الضعفاء:۱۹۵/۳،رقم:٤٧٤،ت:عادل أحمد علي معوض،دارالكتب العلمية۔بيروت.

[2] لسان الميزان:۲٤٨/۷،رقم:۷۰۱۰،ت:عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

"۔ز۔ محمد بن عبد الله بن محمد بن إسماعيل المالكي المعروف بابن أخي الخلال الفقيه. روى عن محمد بن أصبغ بن الفرج، عن أبيه، عن مالك، عن الزهري، عن سعيد، عن أبي هريرة رضي الله عنه: حديث الهريسة. أخرجه الدارقطني عن أبي عيسى عبد الرحمن بن إسماعيل القزويني عنه، وقال: لا يصح عن أصبغ".

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل مالکی معروف بابن اخی خلال فقیہ، محمد بن اصبغ بن فرج سے وہ اپنے والد اصبغ بن فرج سے، وہ مالک سے، وہ زہری سے، وہ سعید سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ہریسہ نقل کرتے ہیں۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عیسی عبد الرحمن بن اسماعیل قزوینی سے، انھوں نے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل مالکی سے یہ حدیث تخریج کی ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اصبغ سے "صحیح" نہیں ہے۔

اس سند سے روایت پر دیگر ائمہ کے اقوال

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں سابقہ حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ اصبغ بن فرج کا حکم

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے بھی روایت کو "لایصح" کہا ہے، ان کے کلام پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے، اس

[1] تنزيه الشريعة:۲۵۲/۲،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

لئے اس سند سے بھی روایت کو آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔

طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ موسی بن ابراہیم خراسانی

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں لکھتے ہیں:

"ـ ز ـ: موسى بن إبراهيم الخراساني. فرق الخطيب بينه وبين المروزي، وأخرج من طريق هذا عن مالك، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رفعه: أمرني جبريل بأكل الهريسة لأشد بها ظهري لقيام الليل. وعنه أحمد بن أبي صالح الكَرَابِيْسِي به. قال الخطيب: مجهول، والحديث باطل".

موسی بن ابراہیم خراسانی، خطیب نے ان کو اور مروزی کو الگ الگ فرد قرار دیا ہے، اور اس طریق سے مالک عن زہری، عن سعید، عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کھانے کو ارشاد فرمایا، تاکہ اس سے رات کو اٹھنے میں تقویت ہو۔

اس موسی سے احمد بن ابو صالح کَرَابِیْسی نے یہ حدیث نقل کی ہے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موسی بن ابراہیم کو مجهول اور اس حدیث کو باطل کہا ہے۔

---

[1] لسان الميزان:١٨٩/٨،رقم:٧٩٧٨،ت:شيخ عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

اس سند سے روایت پر دیگر ائمہ کے اقوال

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[1] میں سابقہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں ایک دوسرے مقام پر اس سند کے تحت روایت کے بارے میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ روایت "باطل منکر" ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ موسی بن ابراہیم خراسانی کا حکم

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے بھی روایت کو باطل کہا ہے، ان کے قول پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ و علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے،اس لئے اس سند سے بھی روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔

طرق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پانچوں سندوں کا خلاصہ

پانچوں سندوں سے روایت شدید ضعیف ہے،اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔

طریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل في الضعفاء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] تنزيه الشريعة:٢٥٢/٢،ت:عبدالوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد صديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] لسان الميزان:٥٤٦/٧،ت:شيخ عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الكامل في الضعفاء:٣٢٨/٤،رقم:٧٧٢،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

”ثنا الحسين بن أبي معشر، ثنا أيوب الوزان، حدثنا سلاّم بن سليمان، ثنا نهشل، عن الضحاك، عن بن عباس، قال النبي صلى الله عليه وسلم: أتاني جبريل بهريسة من الجنة، فأكلتها، فأعطيت قوة أربعين رجلا في الجماع“.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام جنت سے ہریسہ لے کر آئے، میں نے اسے کھایا سو مجھے جماع میں چالیس مردوں کے برابر طاقت مل گئی۔

یہ روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الموضوعات“[1] میں سند متصل کے ساتھ بطریق حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ تخریج کی ہے۔

طریق ابن عباس رضی اللہ عنہ پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

”هذا حديث وضعه محمد بن الحجّاج، وكل الطرق تدور عليه إلا طريق ابن عباس، فإن فيها نهشل، قال ابن راهويه: كان كذابا، وقال النسائي: متروك الحديث. وفيها سلاّم، قال يحيى: ليس بشيء، وقال أحمد: منكر الحديث، وقال البخاري والنسائي والدارقطني: متروك الحديث، وقال ابن عدي: من حديثه حديث الهريسة. قال المصنف: قلت: فنحن نظن أن أحدهما سرقه من محمد بن الحجاج وركب له

---

[1] كتاب الموضوعات:۱۷/۳،ت:عبدالرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى۱۳۸٦هـ.

إسنادا..."[1]

"یہ حدیث محمد بن حجاج نے گھڑی ہے اور ہر سند لوٹ کر حجاج کی طرف آتی ہے سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق کے، اور اس طریق میں نہشل ہے، ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "متروک الحدیث" ہے، (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور اس طریق میں سلام بھی ہے، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ "لیس بشیء" ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "منکر الحدیث" ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "منکر الحدیث" ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں سے "حدیث ہریسہ" ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ ان دونوں (نہشل اور سلام) میں سے کسی ایک نے محمد بن حجاج سے اس (ہریسہ والی حدیث) کو سرقہ (چوری) کیا ہے اور اس کے لئے ایک سند بنالی ہے۔۔۔"۔

متکلم فیہ راوی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

اس طریق میں دو متکلم فیہ راوی ہیں: نہشل بن سعید اور سلام بن سلیمان، ان کے بارے میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے، ان کے علاوہ دیگر ائمہ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

---

[1] كتاب الموضوعات:۱۷/۳،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

ابو سعید نہشل بن سعید بن وردان خراسانی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كذابا"[1]. یہ جھوٹا تھا۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے اور امام یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف کہا ہے[2]۔

امام یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[3]. یہ ثقہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن الثقات ما ليس من أحاديثهم، لايحل كتابة حديثه إلاعلى جهة التعجب، كان إسحق بن إبراهيم الحنظلي يرميه بالكذب"[4].

نہشل بن سعید ثقہ لوگوں سے وہ روایات نقل کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں، اس کی احادیث کو لکھنا حلال نہیں ہے مگر تعجب کی بناء پر، اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف" میں فرماتے ہیں: "واه"[5]. یہ تباہ حال ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "التقريب التهذيب"[6] میں لکھتے ہیں: "متروك، وكذبه إسحاق بن راهويه". یہ متروک ہے، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٧٥/٤، رقم: ٩١٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة۔بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٧٥/٤، رقم: ٩١٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة۔بيروت.

[3] ضعفاء الكبير: ٣٠٩/٤، رقم: ١٩١٠، ت: الدكتوعبدالمعطي أمين قلعجي، دارالكتب العلمية۔بيروت.

[4] كتاب المجروحين: ٥٢/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دارالمعرفة۔بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الكاشف: ٣٢٧/٢، رقم: ٥٨٨٣، ت: محمد عوامة، دارالقبلة للثقافة الإسلامية ۔ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[6] تقريب التهذيب: ٥٦٦، رقم: ٧١٩٨، ت: محمد عوامة، دارالرشد ۔سوريا، الطبعة ١٤٠٦هـ.

ابو العباس سلاّم بن سلیمان بن سوّار ثقفی (المتوفی ۲۱۰، او بعدھا) کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو عندي منكر الحديث"[1]. یہ میرے نزدیک منکر الحدیث ہے۔

نیز آپ یہ بھی فرماتے ہیں: "ولسلاّم غير ما ذكرت، وعامة مايرويه حسان إلا أنه لا يتابع عليه"[2]. سلاّم کی سابقہ ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی روایات ہیں، ان کی اکثر روایات "حسان" ہیں، البتہ ان کی متابعت نہیں کی جاتی۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي"[3]. یہ قوی نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "له مناكير"[4]. اس کی مناکیر ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف"[5].

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لايتابع على حديثه"[6].

اہم نوٹ: سلاّم بن سلیمان کے بارے میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے ائمہ سے منقول عبارات بندہ کو نہیں مل سکی، واللہ اعلم۔

---

[1] الكامل في الضعفاء: ٣٢٣/٤، رقم: ٧٧٢، ت: عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ٣٢٨/٤، رقم: ٧٧٢، ت: عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[3] الجرح والتعديل: ٢٥٩/٤، رقم: ١١٢٠، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الكاشف: ٤٧٤/١، رقم: ٢٦٠٦، ت: محمدعوامة، دارالقبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[5] تقريب التهذيب: ٢٦٨، رقم: ٢٧٠٤، ت: محمدعوامة، دارالرشد ـ سوريا، الطبعة ١٤٠٦هـ.

[6] تهذيب التهذيب: ١٣٨/٢، ت: إبراهيم الزيبق، مكتبة مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

روایت بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے بھی روایت کو موضوع کہا ہے، اور خصوصاً سند میں موجود راوی نہشل بن سعید کو متعدد ائمہ رجال نے کذاب قرار دیا ہے، جیساکہ تفصیل گذر چکی ہے، اس لئے اس طریق سے بھی روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریق ابو امیہ بن عبد اللہ بن عمرو عن ابیہ عن جدہ

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الطب النبوي" [1] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا أبي قال: حدثنا جعفر بن محمد بن يعقوب، قال: حدثنا عباس بن محمد، قال: ثنا محمد بن الطفيل، قال: حدثنا يعقوب بن الوليد، عن أبي أمية بن عبد الله بن عمرو، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أطعمني جبريل الهريسة، أشد بها ظهري".

ابو امیہ اپنے والد سے، اور ان کے والد ابو امیہ کے دادا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کھانے کو کہا، تاکہ اس سے میں اپنی پیٹھ مضبوط کروں۔

حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة" [2] میں اسے نقل کیا ہے۔

---

[1] الطب النبوي: ۷۴۸/۲، رقم: ۸۷۷، ت: مصطفى أخضر، دارابن حزم ـ بيروت.

[2] اسد الغابة: ۳۵۲/۶، رقم: ٦٤٣٣، دارالكتب العلمية ـ بيروت.

"أسد الغابة" کے الفاظ یہ ہیں: "(س) جد أبي أمية: قاله جعفر. روى عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرني جبريل بأكل الهريسة أشد بها ظهري. أخرجه أبو موسى". ابو امیہ اپنے دادا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع المسانید"[1] میں روایت کے بعد لکھا ہے: "وقد ورد في الأحاديث الموضوعة". یہ روایت من گھڑت احادیث میں آئی ہے۔

طریق ابو امیہ بن عبد اللہ بن عمرو عن ابیہ عن جدہ کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے تحت صراحت کی ہے کہ یہ روایت من گھڑت احادیث میں آئی ہے، اس لئے اس طریق سے بھی روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الطب النبوي"[2] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو زيد الحسين بن الحسن بن علي الكندي، حدثنا محمد بن الحسن الأشياي[كذا في الأصل]، حدثنا عباد بن يعقوب، حدثنا عيسى بن عبد الله، حدثنا أبي، عن أبيه، عن جده، عن علي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أطعمني جبريل الهريسة، أشد بها ظهري".

ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہریسہ کھانے کو کہا، تاکہ اس سے میں اپنی پیٹھ مضبوط کروں۔ اس روایت کو ابو موسی نے تخریج کیا ہے۔

[1] حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں: "(عمرو: غير منسوب) قال يعقوب بن محمد المدني، عن أبي أمية بن عبد الله بن عمرو، عن أبيه، عن جده، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أطعمني جبريل الهريسة أشد بها ظهري. رواه أبو موسى، وقد ورد في الأحاديث الموضوعة". (٦٤٢/٦)، رقم:٨٤٥٥ ،ت:عبد الملك الدهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ)

[2] الطب النبوي:٥١٣/٢، رقم:٥٠٢،ت:مصطفى أخضر،دارابن حزم ـ بيروت.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ہریسہ کھلایا، تاکہ میں اس سے اپنی پیٹھ مضبوط کروں۔

سند میں موجود عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علوی کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ”قال الدارقطني: متروك الحديث، ويقال له: مبارك. وقال ابن حبان: يروي عن آبائه أشياء موضوعة...“[1].

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے، اسے مبارک کہتے ہیں، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے آباء کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا تھا۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”وذكره ابن حبان في الثقات أيضا، وقال: كنيته أبو بكر، وفي حديثه بعض المناكير. وقال أبو نعيم: روى عن آبائه أحاديث مناكير، لا يكتب حديثه، لا شيء. وقال ابن عدي: حدثنا محمد بن الحسين عن عباد بن يعقوب عنه عن آبائه بأحاديث غير محفوظة. وحدثنا ابن هلال، عن ابن الضريس عنه بأحاديث مناكير، وله غير ما ذكرت مما لا يتابع عليه“.

---

[1] لسان الميزان:٢٦٩/٦،رقم:٥٩٣٤،ت:شيخ عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقات میں بھی ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس کی کنیت ابو بکر ہے، اور اس کی احادیث میں کچھ مناکیر ہیں، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے آباء کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے، اس کی احادیث نہ لکھی جائیں، یہ لا شیء ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن حسین نے عباد بن یعقوب سے، عباد نے عیسی بن عبد اللہ علوی سے، عیسیٰ نے اپنے آباء سے غیر محفوظ احادیث نقل کی ہیں، اور ہمیں ابن ہلال نے، انھوں نے ضریس سے، انھوں نے عیسی بن عبد اللہ علوی سے مناکیر نقل کی ہیں، اور ان کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی روایات ہیں جس میں ان کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

طریق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا حکم

یہ روایت سند میں موجود عیسی بن عبد اللہ علوی کی وجہ سے شدید ضعیف ہے، اس لئے اس سند سے بھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

پوری تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ[1]، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ[2]، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن

---

[1] أداء ما وجب في بيان وضع الوضاعين في رجب: ص: ۱۵۵، ت: محمد زهير الشاويش، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ هـ.

[2] علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "المواهب اللدنية" میں حدیثِ ہریسہ کے طرق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وكلها أحاديث واهية، بل صرح الحافظ ابن ناصر الدين فى جزء له سماه رفع الدسيسة بوضع حديث

حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ ابو طاہر فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ [۱]،حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ، اور حافظ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ [۲] نے اس روایت کو موضوع کہا ہے، اس لیے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
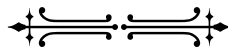
الهريسة أنه موضوع (۲۹۱/۲،ت صالح احمد الشامي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ) .

[۱] علامہ ابو طاہر فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ "سِفرُ السعادة" میں لکھتے ہیں: "وباب فضل الهريسة لم يثبت فيه شيء، والجزء المشهور في ذلك مجموع أحاديثه مفترى". اور ہریسہ کی فضیلت کے باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے اور اس بارے میں ایک مشہور جزء، گھڑی ہوئی احادیث کا مجموعہ ہے(ص:۲۷۷،ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه،مركزالكتاب ـ مصر،الطبعةالأولى ١٤١٧هـ)-

[۲] علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "المواهب اللدنية " میں لکھتے ہیں:

"من حديث أبى هريرة: شكا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جبريل قلة الجماع، فتبسم جبريل حتى تلألأ مجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم من بريق ثنايا جبريل، فقال له: أين أنت من أكل الهريسة، فإن فيه قوة أربعين رجلا، ومن حديث حذيفة بلفظ: أطعمنى جبريل الهريسة، أشد بها ظهرى، وأتقوى بها على الصلاة. رواه الدار قطنى، ومن حديث جابر بن سمرة وابن عباس وغيرهم".

وكلها[أحاديث] واهية، بل صرح الحافظ ابن ناصر الدين فى جزء له سماه رفع الدسيسة بوضع حديث الهريسة أنه موضوع(۲۹۱/۲،ت صالح احمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ) .

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المواهب" میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے (شرح العلامة الزرقاني: ٤٧٨/٥،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ) .

روایت نمبر (۲۷)

"أحبوا العرب لثلاث: لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل الجنة عربي". "آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عربوں سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کیا کرو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہوگی"۔

حکم: شدید ضعیف، متقدمین ومتاخرین محدثین کی ایک جماعت نے اسے صاف من گھڑت کہا ہے، بہر صورت آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہے:

❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت، یہ دو سندوں سے مروی ہے: سندِ علاء بن عمرو اور سندِ محمد بن فضل

❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت، یہ ایک سند سے مروی ہے۔

یہاں ہر ایک کو تفصیل سے لکھا جائے گا۔

ا۔ روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ بطریق علاء بن عمرو

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "ضعفاء الکبیر" [1] میں لکھتے ہیں:

"حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي، قال: حدثنا العلاء بن عمرو الحنفي قال: حدثنا يحيي بن بريد، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن

[1] ضعفاء الكبير: ۳۴۸/۳، ت: الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت.

عباس، قال: قال رسول الله ﷺ: أحبوا العرب لثلاث: لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل الجنة عربي".

"عربوں سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کرو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے، اور جنت والوں کی زبان عربی ہوگی"۔ اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ روایت منکر، بے اصل ہے"۔

دیگر مصادر

یہ روایت ان کتب میں بھی تخریج کی گئی ہے:

"تاريخ دمشق[1]،صفة الجنة لأبي نعيم الأصبهاني[2]،شعب الإيمان للبيهقي[3]،المعجم الأوسط للطبراني[4]،المستدرك على الصحيحين[5]، معرفة علوم الحديث للحاكم[6]، كتاب العلل لابن أبي حاتم".

واضح رہے کہ تمام سندیں علاء بن عمرو پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] تاريخ دمشق:١٤٠/٢٠،دارالفكر-بيروت،الطبعة١٤١٥هـ.

[2] صفة الجنة:١١٢/٢،رقم:٢٦٨،ت:علي رضا،دار المأمون للتراث -بيروت،الطبعة١٤١٥هـ.

[3] شعب الإيمان:١٦٠/٣،رقم:١٤٩٦،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد - الرياض،الطبعة الثالثة١٤٣٢هـ.

[4] المعجم الأوسط:٣٦٩/٥،رقم:٥٥٨٣ ،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دارالحرمين -القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ.

[5] المستدرك:٩٧/٤،رقم:٦٩٩٩،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية - بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[6] معرفة علوم الحديث:١٦١،ذكر النوع الثامن والثلاثين،ت:السيد معظم حسين،دارالكتب العلمية - بيروت،الطبعة الثانية١٣١٩هـ.

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

۱۔حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ "مستدرك" [۱] میں لکھتے ہیں: "حديث يحيي بن يزيد عن ابن جريج حديث صحيح، وإنما ذكرت حديث محمد بن الفضل متابعا له".

یحییٰ بن یزید کی ابن جریج سے نقل کردہ روایت صحیح ہے، اور محمد بن فضل کی روایت میں نے صرف بطور متابع نقل کی ہے [اس تابع کا ذکر آگے آئے گا]۔

۲۔حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: "منكر، لا أصل له" [۲]. یہ منکر روایت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۳۔حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "هذا حديث كذب" [۳]. یہ جھوٹی روایت ہے۔

۴۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "هذاموضوع، قال أبوحاتم: هذا كذب" [۴].
یہ من گھڑت روایت ہے، ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹی روایت ہے۔

---

[۱] المستدرك:۹۷/٤،رقم:٦٩٩٩،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۲] ضعفاء الكبير:٣٤٨/٣،ت:الدكتورعبد المعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت .

[۳] كتاب العلل:٤٢٦/٦ ،رقم:٢٦٤١،ت:سعد بن عبدالله وخالد بن عبدالرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة١٤٢٧هـ.

[۴] ميزان الاعتدال:١٠٣/٣،رقم:٥٧٣٧،ت:علي محمد البجاوى،دارالمعرفة ـ بيروت .

واضح رہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا علاء کے بارے میں ذکر کردہ مکمل کلام نقل کیا، جس میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام بھی ہے کہ "یہ من گھڑت روایت ہے"، اس کے بعد آگے جاکر لکھا ہے کہ اس روایت کو حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک" میں تخریج کیا ہے (یعنی صحیح قرار دیا ہے)، پھر حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کلام نقل کردیا کہ یہ منکر، بے اصل روایت ہے، اس سے قرینِ قیاس یہی ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے سے اتفاق کرنے والے ہیں، واللہ اعلم۔

۵۔حافظ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[2] میں لکھتے ہیں: "لم يرو هذا الحديث عن بن جريج إلا يحيى بن بُرَيد، تفرد به العلاء بن عمرو". یہ حدیث ابن جریج سے یحییٰ بن بُرَید نے نقل کی ہے، جس کے نقل کرنے میں علاء متفرد ہے۔

یہی کلام امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "شعب الإيمان" میں ذکر کیا ہے[3]۔

---

[1] لسان الميزان: ٤٦٧/٥، رقم: ٥٢٨٠، ت: عبدالفتّاح أبو غُدّة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المعجم الأوسط: ٣٦٥/٥، رقم: ٥٥٨٣، ت: طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] شعب الإيمان: ١٦٠/٣، رقم: ١٤٩٧، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

۶۔حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”رواه الطبراني في الكبير والأوسط إلا أنه قال: ولسان أهل الجنة عربي. وفيه: العلاء بن عمرو الحنفي، وهو مجمع على ضعفه“[۱]۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کبیر“ اور ”اوسط“ میں یہ روایت تخریج کی ہے، مگر انہوں نے ”لسان اہل الجنہ عربی“ کہا ہے، اور اس روایت میں علاء بن عمرو حنفی ہے، جو باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

۷۔حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ”كتاب الموضوعات“[۲] میں لکھتے ہیں: ”قال العقيلي: لا أصل له، وقال ابن حبان: يحيى بن يزيد يروي المقلوبات عن الأثبات فبطل الاحتجاج به“۔

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن یزید ”اثبات“ (ثقات) سے مقلوب روایتیں نقل کرتا ہے، چنانچہ اس سے احتجاج باطل ہے۔

۸۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تلخيص الموضوعات“[۳] میں زیرِ بحث روایت

---

[۱] مجمع الزوائد: ۲۵/۱۰، رقم: ۱۶۶۰۰، ت: الشيخ عبدالله الدرويش، دارالفكر- بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٥هـ۔

[۲] كتاب الموضوعات: ٤۱/۲، ت: عبدالرحمن بن محمد عثمان، المكتبة السلفية - بالمدينة، الطبعة ۱۳۸٦ هـ۔

[۳] تلخيص الموضوعات: ۱٥۷، رقم: ۳٤۲، ت: أبو تميم ياسر، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ۔

نقل کر کے لکھتے ہیں: "يحيى تالف". یحییٰ "تالف" (بالکل تباہ حال شخص) ہے۔

یحییٰ بن بُرید بن عبد اللہ بن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ کا تفصیلی ترجمہ عنقریب آئے گا۔

۹۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں علاء بن عمرو حنفی کی زیرِ بحث روایت کے مختلف مصادر نقل کر کے لکھتے ہیں:

"وابن يزيد والراوي عنه ضعيفان، وقد تفردا به، كما قاله الطبراني والبيهقي....". "اور ابن یزید اور ان سے نقل کرنے والا راوی [یعنی علاء بن عمرو حنفی]، دونوں ضعیف ہیں، اور دونوں اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، جیسا کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔۔۔"۔

۱۰۔ علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قال في الأصل: رواه الطبراني والحاكم والبيهقي وآخرون عن ابن عباس مرفوعا بسند فيه ضعيف جدا [كذا في الأصل]...."[2].

"سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل میں کہا ہے کہ یہ روایت طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسی سند سے تخریج

[1] المقاصد الحسنة: ٤٢، رقم: ٣١، ت: عبدالله محمد الصديق، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

[2] كشف الخفاء: ٦٤/١، رقم: ١٣٣، ت: عبد الحميد هنداوي، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٧هـ.

کی ہے، جس کی سند میں شدید ضعیف موجود ہے۔۔۔"۔

۱۱۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعه"[1] میں حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(قلت) إنما أورده العقيلي في ترجمة العلاء بن عمرو على أنه من مناكيره، وكذا صاحب الميزان، وقال الحافظ ابن حجر في اللسان: العلاء ذكره ابن حبان في الثقات، وقال صالح جَزَرَة: لابأس به، وقال أبوحاتم: كتبت عنه، ما أعلم إلاخيرا انتهى..."۔

"میں (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ حدیث عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن عمرو کے ترجمہ میں اس بناء پر ذکر کی ہے کہ یہ علاء کی مناکیر میں سے ہے، اور اسی طرح صاحبِ میزان نے بھی اس کو اسی حیثیت سے ذکر کیا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان" میں فرماتے ہیں کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو ثقات میں ذکر کیا ہے، اور صالح جَزَرَہ رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو "لاباس بہ" (تعدیل) کہا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے روایتیں لکھی ہیں، ان میں، میں نے خیر ہی دیکھی ہے، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا۔۔۔"۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت صرف مناکیرِ علاء ہی میں نقل پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ وہ اسے "بے اصل" بھی فرمارہے ہیں، اسی طرح

---

[1] اللآلئ المصنوعه: ۱/۴۰۴،ت:محمد عبدالمنعم رابح، دارالکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۲۸ھ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صرف مناکیرِ علاء میں اسے نقل نہیں کیا، بلکہ اسے صاف "جھوٹ" بھی کہا ہے۔ نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن عمرو کو "مجروحین" میں بھی نقل کیا ہے، اور ان پر تفصیلی کلام کیا ہے آگے ان کا کلام آرہا ہے اس لئے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا علاء کو "ثقات" میں نقل کرنا جس میں ان کی توثیق وتعدیل سے متعلق کوئی کلام نہیں بلکہ ان کا نام لیا گیا ہے، "مجروحین" کے مقابلہ میں قابلِ ترجیح نہیں ہے، اسی طرح ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے اگرچہ علاء کے بارے میں یہ منقول ہے کہ "علاء میں ہم نے خیر ہی دیکھی ہے"، یہ ایک عمومی تاثر والا جملہ ہے، لیکن دوسری جانب ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ علاء ہی کی سند سے مذکورہ روایت کو صریحاً "جھوٹ" کہہ چکے ہیں، اس لئے آپ کے اس قول (یعنی علاء میں ہم نے خیر ہی دیکھی ہے) سے کم از کم اس حدیث کا اثبات ہرگز نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خود اسے جھوٹ کہہ چکے ہیں، واللہ اعلم۔

۱۲۔حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "اقتضاء الصراط المستقیم"[1] میں علاء بن عمرو حنفی کی مذکورہ سند سے روایت نقل کرکے لکھتے ہیں: "قال الحافظ السِلَفِي: هذا حديث حسن. فما أدري، أراد حسن إسناده على طريقة المحدثين أو حسن متنه على الاصطلاح العام".

حافظ سِلَفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، نہ جانے ان کی مراد محدثین کے طریقے پر سند کا حسن ہونا ہے، یا عام لوگوں کی اصطلاح کے مطابق

[1] اقتضاء الصراط المستقیم: ۳۹۵/۱، ت: ناصر عبد الکریم العقل، مکتبۃ الرشد۔ الریاض.

حسن ہوناہے۔

اس کے بعد حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کلام نقل کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے، نیز علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق حافظ سِلَفی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ''حسن'' سے مراد عام لوگوں کی اصطلاح کے مطابق حسن ہوناہے،نہ کہ محدثین کی اصطلاحی ''حسن''[1]۔

۱۳۔علامہ محمد بن درویش الحُوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن درویش حُوت رحمۃ اللہ علیہ ''أسنى المطالب''[2] میں لکھتے ہیں:

''متكلم فيه، قال الذهبي: فيه محمد بن الفضل متّهم [سيأتي سنده]، وقال: أظن الحديث موضوعا، وعن ابن حبان: أنه موضوع، وعن أبي حاتم: فيه كذاب''.

یہ روایت متکلم فیہ ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں محمد بن فضل، متہم راوی ہے، [عنقریب اس روایت کی سند آئے گی] نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق یہ موضوع ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ موضوع ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس میں کذاب ہے۔

---

[1] فيض القدير: ١٧٩/١،دار المعرفة۔بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ .

[2] أسنى المطالب: ٣١،رقم: ٦٢،دار الكتب العلمية،بيروت .

واضح رہے کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا اس روایت کو موضوع کہنا نظر سے نہیں گذرا، غالب گمان یہ ہے کہ یہ علامہ الحوت رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح ہوا ہے، واللہ اعلم۔

یہاں تک روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بطریق علاء) پر ائمہ حدیث کا کلام آپ کے سامنے آچکا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علاء بن عمرو حنفی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال تفصیل سے لکھے جائیں، تاکہ روایت کا فنی حکم سمجھنے میں آسانی ہو:

علاء بن عمرو حنفی (۲۲۷ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[۱] میں لفظ "علاء بن عمرو" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "شيخ يروي عن أبي إسحاق الفزاري العجائب، لايجوز الاحتجاج به بحال..."۔ "یہ شیخ ابو اسحاق فزاری سے عجائبات نقل کرتا ہے، بہر صورت اس سے احتجاج جائز نہیں ہے۔۔۔"۔

اسی طرح حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "كتاب الثقات"[۲] میں "علاء بن عمرو حنفی" کے عنوان سے ترجمہ قائم کیا ہے۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو "هالك مطرح" کہا ہے[۳]۔

---

[۱] المجروحين: ۱۸۵/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔بيروت، الطبعة ۱۴۱۲ھ۔

[۲] كتاب الثقات: ۵۰۴/۸، مؤسسة الكتب الثقافية۔بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۲ھ۔

پیچھے گذر چکا ہے کہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ان کو "كتاب المجروحين" میں ذکر کیا ہے، وہاں "كتاب الثقات" میں بھی ذکر کیا ہے، لیکن ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ "كتاب المجروحين" میں ان پر تفصیلی جرح موجود ہے، جبکہ "كتاب الثقات" میں ان کی تعدیل مبہم ہے، اس لئے دونوں میں ناقابل تطبیق تعارض نہ سمجھا جائے، بلکہ "المجروحين" کو راجح سمجھا جائے۔

[۳] المحلى بالآثار: كتاب الهبات، ۱۴۱/۹، المنيرية۔مصر.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ما رأينا إلا خيرا"[1]. ہم نے اس میں خیر ہی دیکھی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[2] میں لکھتے ہیں: "شيخ واهي الحديث ... قال ابن حبان: لايجوز الاحتجاج به بحال، وقال أبوالفتح الأزدي: لايكتب عنه بحال".

یہ شیخ واہی الحدیث (یعنی ان کی حدیثیں حد سے زیادہ کمزور ہیں)۔۔۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی صورت اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، اور ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہر صورت اس کی حدیثیں نہیں لکھی جائیں گی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کر کے لکھتے ہیں:

---

[1] الجرح والتعديل:٤٧١/٦،رقم:١١٢٣٣،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

واضح رہے "کتاب العلل" میں ہے کہ حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حافظ عبد الرحمن نے علاء بن عمرو کی مذکورہ سند سے روایت کا حکم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ جھوٹ ہے" (جیسا کہ ما قبل میں گذر چکا ہے)، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" میں علاء بن عمرو کا ترجمہ قائم کیا، اس کے بعد یہ حدیث نقل کر کے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے، جس سے قرین قیاس یہی ہے کہ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں کذب کی نسبت علاء کی جانب ہے، البتہ یہ احتمال بھی ہے کذب کی نسبت سند میں موجود کسی دوسرے راوی کی طرف، یا بلانسبتِ کذب، متنِ حدیث کے بارے میں جزماً "ہذا کذب" فرمارہے ہوں، بہر حال تصریحِ کذب کے بعد کم از کم اس روایت کی تائید میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرنا بالکل درست نہیں۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول "ما رأينا إلا خيرا" کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ زہد و تقویٰ اور صلاح کے اعتبار سے ہم نے ان میں خیر ہی دیکھی ہے، نیز بعض روایت بھی ان کی درست پائیں، البتہ مبحوث عنہا بہر حال جھوٹ ہے، واللہ اعلم۔

[2] تاريخ الإسلام: ١١١/٦،رقم:٦٣٦٨،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥هـ .وقال الحافظ الذهبي في ميزان الإعتدال:"متروك".(١٠٣/٣، رقم:٥٧٣٧، دارالمعرفة ـ بيروت)

[3] لسان الميزان:٤٦٧/٥،رقم:٥٢٨٠،رقم:٥٢٨٠،ت:شيخ عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

"..... وذكره ابن حبان في الثقات، فقال: يروي عن ابن إدريس: ربما خالف، وقال النسائي: ضعيف، نقله عنه أبو العرب في تاليفه، ونقل الحاكم في تاريخ نيسابور عن صالح جَزَرة أنه سئل عنه فقال: لابأس به، وقال أبوحاتم: كتبت عنه، وما رأيت الإ خيرا".

"۔۔۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ ابن ادریس سے روایات نقل کرتا ہے، بعض اوقات یہ دیگر راویوں کی مخالفت بھی کرتا ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو ضعیف کہا ہے، ابو العرب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف میں علاء کے بارے میں یہ بات نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے، اور حاکم "تاریخ نیشابور" میں نقل کرتے ہیں کہ صالح جَزَرہ رحمۃ اللہ علیہ سے علاء کے بارے میں پوچھا گیا تو صالح نے کہا "لاباس بہ" (تعدیل)، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں، اور ان میں میں نے خیر ہی دیکھی ہے"[1]۔

علاء بن عمرو حنفی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال کا خلاصہ

آپ دیکھ چکے ہیں کہ علاء بن عمرو حنفی کے بارے میں ائمہ کرام نے جرح بلکہ شدید جرح کے صیغے بھی استعمال کیے ہیں، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے اگرچہ تعدیل کے اقوال مروی ہیں، لیکن دوسری جانب انہی حضرات سے جرح بھی ثابت ہے (تفصیل گذر چکی ہے)، اس لئے ان اقوال سے تعدیل پر استدلال درست نہیں، خصوصاً خود حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ علاء کی سند پر

[1] حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے ان سرسری عمومی تعدیل والے اقوال کے مقابلے میں انہی حضرات کے دوسرے معارض اقوال آپ کے سامنے آچکے ہیں، اس تعارض کی بناء پر کم از کم اس روایت کی تائید میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرنا بالکل درست نہیں، واللہ اعلم۔

مشتمل اس روایت کو من گھڑت بھی کہہ چکے ہیں، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو "متفق علیہ ضعیف" قرار دیا ہے (کما مر)، حاصل یہ رہا کہ صالح جَزَرَہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی سے بھی علاء کی تعدیل ثابت نہیں ہے (صالح جَزَرَہ رحمۃ اللہ علیہ نے علاء کو "لا بأس" کہا ہے، جو تعدیل کا ایک کم درجہ ہے)، واللہ اعلم۔

روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بطریق علاء) میں موجود ایک دوسرے راوی یحیی بن بُرید کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال ملاحظہ ہوں:

یحیی بن بُرَیْد بن عبد اللہ بن ابی بردہ بن ابی موسی اشعری[1] کے بارے میں ائمہ کے اقوال

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس یحیی بن بُرید کو "ضعیف" کہا ہے[2]۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ "ضعیف الحدیث" ہے، البتہ "متروك" نہیں ہے، ان کی احادیث لکھی جائیں گی[3]۔

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی کو "منکر الحدیث" کہا ہے[4]۔

---

[1] واضح رہے کہ بعض سندوں میں "یحیٰی بن بُرَید" کی جگہ "یحیی بن یزید" لکھا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تصحیف قرار دیا ہے، جیساکہ "میزان الاعتدال" میں ہے: "يحيى بن يزيد الأشعري، عن ابن جريج، كذا قال بعضهم، فصحف، وإنما هو ابن بُرَيد، مر". (٤/ ٤١٥، رقم: ٩٦٥٤، دارالمعرفة ـ بيروت). چنانچہ صحیح لفظ "بُرَید" ہے، جیساکہ حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں ہے، اسی طرح بعض ائمہ یعنی حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "يحيي بن بُردة" بھی لکھا ہے: دیکھئے: كتاب الثقات: ٢٥٤/٩، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ١٦٢/٩، رقم: ١٦٢١٠، ت: مصطفى عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح والتعديل: ١٦٢/٩، رقم: ١٦٢١٠، ت: مصطفى عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الجرح والتعديل: ١٦٢/٩، رقم: ١٦٢١٠، ت: مصطفى عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ یحیی کو ثقات میں نقل کر کے لکھتے ہیں: ”یُغرِب ویُخطِئ“. وہ غرائب لاتا ہے، اور غلطی کرتا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان الاعتدال“[2] میں لکھتے ہیں: ”قال أحمد ویحیی: ضعیف، وقال أبوزرعة: واهي الحدیث، وقال الدارقطني: لیس بالقوي“. احمد رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”واہی الحدیث“ (شدید جرح) کہا ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لیس بالقوی“ (جرح) کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ”لسان المیزان“[3] میں لکھتے ہیں: ”وذكره الساجي والعقیلي وابن الجارود في الضعفاء“. موصوف کو ساجی رحمۃ اللہ علیہ، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے ”ضعفاء“ میں شمار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ”تلخیص الموضوعات“ کے حوالہ سے گزر چکا ہے، یعنی ”یحیی تالف“[4].

الأولی ۱٤۲۲ھـ.

[1] کتاب الثقات: ۲٥٤/۹، مؤسسة الکتب الثقافیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰۲ھـ.

یہاں ایک اہم تسامح کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے کہ زیرِ بحث روایت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے جس سند سے نقل کی ہے اس میں یحیی بن یزید لکھا ہے (جسے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیف کہا ہے) پھر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا: ”یحیی بن یزید یروي المقلوبات عن الأثبات فبطل الاحتجاج به“. جیساکہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ماقبل میں بھی گذر چکا ہے، درحقیقت یہ کلام حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن ابوشیبۃ الرہاوی کے متعلق ذکر کیا ہے (دیکھئے: المجروحین: ۳/ ۱۱۵، دار المعرفہ - بیروت)، حالانکہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ لفظ یحیی بن بُرَید ہے، جو یحیی بن یزید ابوشیبہ کے علاوہ دوسرے راوی ہیں، واللہ اعلم۔

[2] میزان الاعتدال: ۳٦٥/٤، رقم، ۹٤٦٤، ت: علي محمد البجاوي، دارالمعرفة ـ بیرت.

[3] لسان المیزان: ٤۲۰/۸، رقم: ۸٤۱۷، ت: شیخ عبد الفتّاح أبوغُدّة، دارالبشائر الإسلامیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۳ھـ.

[4] تلخیص الموضوعات: ۱٥۷، رقم: ۳٤۲، ت: أبو تمیم یاسربن إبراهیم بن محمد، مکتبة الرشد ـ الریاض، الطبعة الأولی ۱٤۱۹ھـ.

روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ بطریق علاء بن عمرو کا حکم

آپ دیکھ چکے ہیں کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت صاف لفظوں میں اس روایت (بطریق علاء) کو من گھڑت، جھوٹ اور بے اصل کہہ چکی ہے، ائمہ حدیث کے اقوال مکرر ملاحظہ ہوں:

یہ منکر روایت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تعاقب نقل کیا ہے)۔

یہ جھوٹی روایت ہے (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تعاقب نقل کیا ہے)۔

یہ من گھڑت روایت ہے (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)[1]۔

---

[1] یہ ان ائمہ کے اقوال کا خلاصہ رہا جو اسے صاف لفظوں میں جھوٹ، من گھڑت کہہ چکے ہیں، ان کے علاوہ ائمہ کے کلام کا حل یہ ہے:

حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح پر دیگر ائمہ کی تردید

دوسری جانب حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو "صحیح" قرار دے رہے ہیں، ہماری جستجو کے مطابق اس روایت کو "صحیح" کہنے میں کسی اور نے حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی کی پیروی نہیں کی، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسے من گھڑت کہا ہے، دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسے بے اصل اور جھوٹ قرار دیا ہے (تفصیل گذر چکی ہے)۔ نیز ایک جماعت نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے، یعنی من گھڑت نہیں کہا، جیسے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کے "ضعیف" قرار دینے سے بہر حال "صحیح" سے تعارض ہو گیا، نیز سند میں موجود "علاء بن عمرو" پر شدید جرح کے اقوال، اور صالح جزرَہ کے علاوہ کی تعدیل (یعنی تعدیل کا ادنی درجہ) کا عدمِ ثبوت آپ کے سامنے آچکا ہے، ان تمام اقوال کا بے غبار نتیجہ یہی ہے کہ زیرِ بحث روایت کو "صحیح" قرار دینا، بعید از قیاس ہے اور جمہور کی مخالفت ہے۔

ضعیف کہنے والے ائمہ کی مراد بقرائن ضعفِ شدید ہے

اب بظاہر یہ تعارض باقی ہے کہ یہ "ضعیف" ہے یا "من گھڑت"؟ یہاں اس روایت میں "عملی طور پر" ان اقوال (ضعیف یا من گھڑت) میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ضعیف کا اطلاق "ضعفِ خفیف" اور "ضعفِ شدید" دونوں پر ہوتا ہے، اور حافظ

یہاں تک روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ بطریقِ علاء کا فنی حکم بیان کیا گیا ہے، ذیل میں اس کے تابع و شاہد ذکر کیے جائیں گے۔

۲۔روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا تابع (سند محمد بن فضل)

امام حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ "مستدرک"[1] میں سابقہ روایت میں موجود یحیی بن یزید اشعری کے متابع محمد بن فضل کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "تابعه محمد بن الفضل عن ابن جريج. حدثناه أبو عبد الله محمد بن بطة

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بابِ فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے، لیکن اس میں اتفاقی شرط یہ ہے کہ روایت "ضعفِ شدید" سے خالی ہو، چنانچہ عملی طور پر دونوں اقوال میں تعارض نہ رہا، کیونکہ عملاً "شدید ضعیف" اور "من گھڑت" دونوں کے بیان کرنے سے احتراز کیا جائے گا، یہ الگ اور ایک زائد امر ہے کہ "من گھڑت" اور "شدید ضعیف" میں اصولی، اصطلاحی، اور نوعیتی فرق ہے، جو دونوں کو جدا جدا مقام اور تعریفات فراہم کرتا ہے، اب یہ سوال باقی ہے کہ یہاں "ضعیف" جو کہا گیا ہے اس میں وہ کون سے قرائن ہیں، جس سے معلوم ہو کہ یہ "ضعفِ شدید" ہے؟

زیرِ بحث روایت کو جن ائمہ حدیث نے "ضعیف" کہا ہے، ان کے کلام اور دیگر قرائن اسی طرف مشیر ہیں کہ یہاں سے "ضعفِ خفیف" مراد لینا بعید از قیاس ہے، بلکہ یہاں ضعیف سے مراد ضعفِ شدید ہے، اقوال مع قرائن ملاحظہ ہوں:

❶ "اس روایت میں علاء بن عمرو حنفی ہے، جو باتفاقِ محدثین ضعیف ہے (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)"۔ ان محدثین کرام نے جرح شدید بھی کی ہے، اور خاص اس روایت میں روایت کو چار محدثینِ کرام (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) نے "من گھڑت" کہتے ہوئے علاء کو متہم قرار دیا۔

❷ "اصل (المقاصد الحسنۃ) میں (امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا ہے کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو مرفوعاً ایسی سند سے تخریج کیا ہے، جس میں شدید ضعیف ہے (حافظ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ)"۔ یہاں "ضعفِ شدید" کی صراحت ہے۔

❸ "حاصل یہ رہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، نہ تو موضوع ہے، اور نہ صحیح (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے: البتہ مجھے "لآلئ" میں صراحۃً نہیں ملا)"۔ صحت اور وضع کے مابین "ضعفِ شدید" قرین قیاس ہے۔

انہی قرائن میں یہ بھی ہے کہ "علاء بن عمرو" پر شدید جرح کے اقوال، اور صالح جزَرَہ کے علاوہ تعدیل کا عدمِ ثبوت، سند کے شدید ضعیف ہونے کو اور بھی مؤکد کر دیتا ہے۔

حاصل کلام یہ رہا کہ آپ اس روایت کو ان ائمہ کرام کی اقتداء کرتے ہوئے "شدید ضعیف" کہیں، یا بے اصل، من گھڑت، جھوٹ کہیں، بہر صورت انتساب بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرائط پوری کرنے سے یہ روایت قاصر ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

[1] مستدرک:٤/٩٨،رقم:٧٠٠٠،ت:مصطفی عبدالقادر عطا،دارالکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الثانیة ١٤٢٢هـ.

الأصبهاني، ثنا عبدالله بن محمد بن زكريا، ثنا إسماعيل بن عمرو، ثنا محمد بن الفضل، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: احفظوني في العرب لثلاث خصال، لأني عربي، والقرآن عربي، ولسان أهل الجنة عربي".

عربوں کی ان خصلتوں کی وجہ سے میری رعایت رکھو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے، اور جنت کی زبان عربی ہے۔

اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديث يحيى بن يزيد عن ابن جريج حديث صحيح، وإنما ذكرت محمد بن الفضل متابعا له". **ابن جریج سے منقول یحیی بن یزید کی روایت صحیح ہے، میں نے محمد بن فضل کی سند ان کے یحیی کی متابعت کی وجہ سے پیش کی ہے۔**

یہ روایت اس سند کے ساتھ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] **اور حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے** "صفة الجنة"[2] **میں بھی ذکر کی ہے، تینوں سندیں محمد بن فضل پر مشترک ہو جاتی ہیں۔**

روایت پر کلام (یعنی بسند محمد بن فضل)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك" **میں حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:** "بل يحيى [بن يزيد الأشعري] ضعفه

---

[1] شعب الإيمان: ۳/۳۵، رقم: ۱۳٦٤، ت: الدكتور عبد العلي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثالثة ۱٤۳۲ھ۔

[2] صفة الجنة: ۲/۱۱۲، رقم: ۲٦۸، ت: علي رضا، دار المأمون للتراث ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۵ھ۔

أحمد وغيره، وهو من رواية العلاء بن عمرو الحنفي، وليس بعمدة، وأما محمد بن الفضل فمتّهم، وأظن الحديث موضوعا ''[1].

بلکہ یحیی بن یزید کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ''تضعیف'' کی ہے، نیز یہ روایت علاء بن عمرو کی روایات میں سے ہے، اور وہ قابل اعتماد نہیں ہے، اور [رہی بات متابعتِ محمد بن فضل کی تو یہ] محمد بن فضل متہم ہے، میرا گمان ہے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔

حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول میں یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں: ''.... فلايصلح للمتابعات ''[2]۔۔۔ چنانچہ محمد بن فضل میں متابعت کی صلاحیت نہیں ہے''۔

یہ اضافہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے[3]، لیکن مجھے اضافہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تلخيص المستدرك'' اور ''تلخيص الموضوعات'' میں نہیں ملا، واللہ اعلم۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''المقاصد الحسنة'' میں حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] انظر هامش مستدرك:٩٨/٤،رقم:٧٠٠٠، ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٣٠/٢ ،ت:عبدالوهاب عبداللطيف وعبد الله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] الفوائد المجموعة:ص: ٤٩٣،رقم:١٢٠٨،ت:عبدالرحمن بن يحيى،دارالكتب العلمية – بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

کا تعاقب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”ومتابعة محمد بن الفضل التي أخرجها الحاكم من جهته عن ابن جريج لايعتد بها، فابن الفضل لايصلح للمتابعة ولايعتبر بحديثه للاتفاق على ضعفه واتهامه بالكذب“[1].

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج کی سند سے محمد بن فضل کی متابعت کا ذکر کیا ہے، جو قابل اعتبار نہیں ہے، کیونکہ ابن فضل متابعت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کی حدیث کا اعتبار ہے، کیونکہ اس کے ضعف اور متہم بالکذب ہونے پر اتفاق ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت بطریق محمد بن فضل کو حسبِ سابق ساقط قرار دیا ہے، اور محمد بن فضل کو علاء بن عمرو کی متابعت میں ثبوتِ روایت میں کافی نہیں سمجھا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن فضل کے بارے میں دیگر ائمہ رجال کے اقوال بھی سامنے آجائیں، تاکہ اس تابع کا حکم سمجھنے میں آسانی ہو۔

محمد بن فضل بن عطیہ خراسانی مروزی (المتوفی ۱۸۰ھ) کے بارے میں ائمہ کے اقوال

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ليس بشيء“[2].

[1] المقاصدالحسنة:٤٢،رقم:٣١،ت:عبدالله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

[2] الجرح والتعديل:٦٦/٨،رقم:١٣٥٦٩،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دوسری روایت میں ہے: ”هو [أي الفضل بن عطية] والد محمد بن الفضل الكذاب“[1]. یہ فضل بن عطیہ، ”جھوٹے محمد بن فضل“ کا والد ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ذاهب الحديث، ترك حديثه“ (شدید جرح)[2].

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فضل کو ”ضعیف“ کہا ہے[3]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ليس بشيء، حديثه حديث أهل الكذب“. ”یہ ”لیس بشیء“ ہے، اس کی روایات جھوٹوں کی حدیث ہے“[4]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”روي عجائب“. یہ عجائبات بیان کرتا ہے۔

اس کے بعد امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن فضل کی ”تضعیف“ کی[5]۔

امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ ،امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن خراش رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الجرح والتعديل:٦٦/٨،رقم:١٣٥٦٩،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الجرح والتعديل:٦٦/٨،رقم:١٣٥٦٩،ت:مصطفى عبدالقادرعطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح والتعديل:٦٦/٨،رقم:١٣٥٦٩،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت: أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[5] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت:أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

نے اسے "متروک الحدیث" (شدید جرح) کہا ہے۔اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر "کذاب" کہا ہے[۱]۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے "لیس بشيء" (جرح) کہا ہے[۲]۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "ضعیف" اور ایک موقع پر "متروک" (شدید جرح) کہا ہے[۳]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "يروي الموضوعات عن الأثبات، لايحل كتب حديثه إلاعلى سبيل الاعتبار". اثبات (ثقہ) سے من گھڑت روایتیں نقل کرتا تھا، اس کی حدیثوں کو اعتبار کے لئے لکھنا ہی جائز ہے[۴]۔

حافظ ابو احمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وعامة حديثه مما لايتابعه الثقات عليه". اس کی اکثر حدیثوں کی ثقات نے متابعت نہیں کی ہے[۵]۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "كذبوه". محدثین نے محمد بن فضل کی "تکذیب" کی ہے[۶]۔

---

[۱] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت:أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[۲] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت:أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[۳] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت:أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[۴] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت: أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة١٤١٤هـ.

[۵] تهذيب الكمال:١٤٩/١٧،رقم:٦١٣٥،ت:أحمد علي عبيد وحسن أحمد آغا،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[۶] التقريب:ص:٥٠٢،رقم:٦٢٢٥،ت:محمد عوامة،دارالرشيد – سؤريا،الطبعة الرابعة١٤١٨هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "تركوه". محدثین نے محمد بن فضل کو "ترک" کر دیا ہے[1]۔

روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ بطریق محمد بن فضل کا فنی حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند میں محمد بن فضل کو متہم قرار دیکر، متابعت کو قاصر قرار دیا ہے، چنانچہ ائمہ حدیث کا سابقہ حکم (روایت کا ناقابلِ بیان ہونا، ضعفِ شدید یا کذب کی بناء پر) بدستور باقی ہے، اور اس سند سے بھی روایت کا انتساب بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم درست نہیں ہے۔

یہاں تک روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دونوں طریق کی تفصیل اور ان دونوں سندوں سے روایت کا ناقابل بیان ہونا ذکر کیا گیا ہے، ذیل میں روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شاہد اور اس کا فنی حکم لکھا جائے گا۔

۳۔ روایت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا شاہد

حافظ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط" میں لکھتے ہیں: "حدثنا مَسْعَدَة بن سعيد، نا إبراهيم بن المنذر، نا عبد العزيز بن عمران، ثنا شِبْل بن العلاء، عن أبيه، عن جدّه، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنا عربي، والقرآن عربي، ولسان أهل الجنة عربي.

لم يرو هذا الحديث عن شبل إلا عبد العزيز بن عمران، تفرد به

[1] الكاشف: ۸۹/۳، رقم: ۵۱۹۲، ت: عزت علي عيد عطية وموسى محمد علي الموشي، دار الكتب الحديثه – القاهرة، الطبعة الأولى ۱۳۹۲هـ.

إبراهيم بن المنذر، ولا يروي عن أبي هريرة إلا بهذا الإسناد"[1].

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میں عربی ہوں، قرآن عربی زبان میں ہے، اور جنت والوں کی زبان عربی ہے"۔

(امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ حدیث شِبل سے عبد العزیز بن عمران ہی نے نقل کی ہے، جس میں ابراہیم بن منذر متفرد ہے، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے۔

روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد" میں لکھتے ہیں:

"رواه الطبراني في الأوسط، وفيه: عبدالعزيز بن عمران، وهو متروك"[2]. امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اس کی تخریج کی ہے، اور اس میں عبد العزیز بن عمران "متروک" (شدید جرح) راوی ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[3] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

---

[1] المعجم الأوسط: ٦٩/٩، رقم: ٩١٤٧، ت: طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] مجمع الزوائد: ٢٥/١٠، رقم: ١٦٦٠٢، ت: عبدالله الدرويش، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] المقاصد الحسنة: ٤٢، رقم: ٣١، ت: عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

"وهو مع ضعفه أيضا أصح من حديث ابن عباس رضی اللہ عنہ". **اور یہ حدیث باوجود ضعف کے، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "اصح" ہے۔**

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة" **میں لکھتے ہیں:**

"(قلت) قال الحافظ العراقي في محجة القرب: حديث أبي هريرة أصح من حديث ابن عباس، وشِبْل بن العلاء احتج به ابن حبان في صحيحه، وقال: إنه مستقيم الأمر في الحديث، لكن الراوي عنه عبدالعزيز بن عمران الزهري متروك، قاله النسائي وغيره، فلايصح هذا الحديث انتهى، والله أعلم"[1].

میں (ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "محجۃ القرب" میں کہا ہے کہ حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "اصح" ہے، اور شِبل بن علاء سے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں احتجاج کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ وہ حدیث میں "مستقیم الامر" (تعدیل) ہے، لیکن [اسی سند میں] شِبل سے نقل کرنے والا راوی عبدالعزیز بن عمران زہری "متروک" (شدید جرح) راوی ہے، یہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے، چنانچہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، انتہی، واللہ اعلم۔

---

[1] تنزيه الشريعة:۲/۳۱،رقم:۱۲،ت:عبدالوهاب عبداللطيف وعبد الله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

"محجة القرب إلى محبة العرب" میں یہ روایت اس مقام پر موجود ہے: ص:۸٦،ت:عبدالعزيز الزِيْر،دار العاصمة.

اب یہاں سند میں مذکور عبد العزیز بن عمران اور شِبل بن العلاء کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال تفصیل سے لکھے جائیں گے:

عبد العزیز بن عمران زہری (المتوفی ۱۹۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ماكتبت عنه شيئا"[۱]. میں نے عبدالعزیز سے کچھ نہیں لکھا۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ليس بثقة، إنما كان صاحب شعر"[۲]. وہ "ثقہ" نہیں ہے، بلکہ شاعر ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "متروك الحديث، ضعيف الحديث، منكر الحديث جدا، قلت: يكتب حديثه؟ قال: على الاعتبار"[۳]. یہ متروک الحدیث، ضعیف الحدیث، شدید منکر الحدیث ہے، (ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں) میں نے (اپنے والد سے) پوچھا کہ ان کی احادیث لکھنی چاہیے؟ والد نے کہا کہ "اعتبار" (ایک خاص اصطلاح) کے لئے لکھ سکتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لا يكتب حديثه، منكرالحديث". ان کی احادیث نہیں لکھی جائیں گی، یہ منکر الحدیث ہے[۴]۔

---

[۱] الجرح والتعديل: ۵/ ۳۹۰، رقم: ۱۸۱۷، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.
[۲] الجرح والتعديل: ۵/ ۳۹۰، رقم: ۱۸۱۷، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.
[۳] الجرح والتعديل: ۵/ ۳۹۰، رقم: ۱۸۱۷، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.
[۴] التاريخ الكبير: ۵/۳۰۹، رقم: ۱۵۸۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "متروك الحديث". (شدید جرح)، دوسری جگہ لکھتے ہیں: "لا يكتب حديثه". ان کی احادیث نہیں لکھی جائیں گی[1]۔

امام ابو بکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قدم بغداد، واتصل بيحيى بن خالد البَرْمَكِيّ، وأقام بها مدة ثم رجع إلى المدينة، وكان ذا سَرْوٍ ومُرُوءَة وبِرّ وإفضال"[2]. وہ بغداد آکر یحیی بن خالد برمکی سے ملے، اور ایک مدت بغداد میں قیام کیا، پھر مدینہ لوٹے، اور عبد العزیز ایک سخی، بامروت، نیک، مہربان شخص تھا۔

علامہ علی بن حسین بن حبان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وجدت في كتاب أبي بخط يده: قال أبو زكريا: ابن أبي ثابت الأعرج المديني[أي عبد العزيز هذا، يعرف به] قد رأيته ههنا ببغداد كان يشتم الناس ويطعن في أحسابهم، ليس حديثه بشيء"[3].

میں نے اپنے والد کی تحریر میں دیکھا ہے کہ ابو زکریا، ابن ابی ثابت اعرج مدینی [مراد عبد العزیز ہے، از راقم] کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے اسے یہاں بغداد میں اس حال میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو سب و شتم کرتا، اور ان کے حسب نسب پر طعن کرتا تھا، اس کی حدیثیں "کچھ نہیں"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "تركوه"[4]. محدثین نے اسے ترک کیا ہے

---

[1] تهذيب الكمال:١٧٨/١٨،رقم:٣٤٦٥،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

[2] تاريخ بغداد: ٢٠٠/١٢،رقم:٥٥٥٦،ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ تونس .

[3] تاريخ بغداد:٢٠٠/١٢،رقم:٥٥٥٦،ت:بشارعواد،دارالغرب الإسلامي ـ تونس .

[4] الكاشف: ٦٥٧/١،رقم:٣٤٠٥،ت:محمد عوامه،دار القبلة ـ جدة .

(شدید جرح)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "متروك، احترقت كتبه، فحدث من حفظه فاشتد غلطه، وكان عارفا بالأنساب"[1]. عبدالعزیز "متروک" (شدید جرح) راوی ہے، اس کی کتابیں جل گئی تھیں، پھر وہ اپنی یادداشت سے روایتیں بیان کرتا تھا، چنانچہ شدید غلطیاں کرنے لگا، وہ انساب کو پہچاننے والا عالم تھا۔

نوٹ: واضح رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی تمام تر احادیث کا حکم یکساں نہیں ہوتا، بلکہ بعض ضعیف راویوں کی روایت بعض خاص قرائن کے ساتھ قابل تحمل ہو جاتی ہے۔

شِبل بن علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب حرقی مدینی کے بارے میں ائمہ کے اقوال

موصوف کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "ثقات" میں نقل کیا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ "اس کی منکر روایتیں ہیں"[3]۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان" میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بھی لکھتے ہیں: "وقال أيضا: أحاديثه ليست بمحفوظة"[4]. اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں۔

---

[1] تقريب التهذيب: ٣٥٨/١، رقم: ٤١١٤، دار الرشيد ـ حلب.

[2] كتاب الثقات: ٥٥٢/٦، دائرة المعارف ـ دكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٢٦١/٢، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] لسان الميزان: ٢٣١/٤، دار البشائر ـ بيروت.

روایتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فنی حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں موجود راوی عبد العزیز کی نشاندہی کرتے ہوئے صاف کہا ہے کہ یہ راوی ''متروک'' (شدید جرح) ہے، زیرِ بحث روایت سے ہٹ کر مطلقاً ائمہ جرح وتعدیل نے بھی موصوف کے بارے میں جرح کے شدید صیغے استعمال کیے ہیں، جیساکہ آپ ماقبل میں دیکھ چکے ہیں، اس لئے زیرِ بحث متنِ حدیث کے اِثبات وتدارک سے یہ شاہد بھی قاصر ہے، اور یہاں بھی متنِ حدیث کے بارے میں حسب سابق ائمہ حدیث کا سابقہ حکم باقی رہے گا، یعنی بناء بر ضعفِ شدید یا کذب، روایت نا قابلِ بیان ہے، اور اس کا انتساب بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم درست نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ

آپ تفصیل سے جان چکے ہیں کہ زیرِ بحث روایت دو سندوں سے مروی ہے: ① روایتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ (طریق علاء اور طریق محمد بن فضل) ② روایتِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۔

ائمہ حدیث کے اقوال کے مطابق دونوں سندیں بہر صورت ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہیں، جبکہ محدثینِ کرام کی ایک جماعت (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) نے صاف لفظوں میں اس روایت کو من گھڑت، جھوٹ اور بے اصل کہا ہے، اور انہی محدثین کے قول پر حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا اعتماد بھی ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

نے بھی اس کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے یہ روایت کم از کم ضعفِ شدید سے ہر گز خالی نہیں ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق فضائل کے باب میں روایتِ ضعیف جمہور کے نزدیک بیان کرنا جائز ہے، لیکن اس کی شرطِ اتفاقی یہ ہے کہ وہ ضعفِ شدید سے خالی ہو، اور یہ روایت اس اتفاقی شرط سے خالی ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اس کا بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

ایک اہم تنبیہ:

سابقہ تفصیل صرف اسی تناظر میں ہے کہ مذکورہ روایت انتساب بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرائط پوری کرنے سے قاصر ہے، البتہ یہ ایک زائد اور مستقل امر ہے کہ عربوں سے محبت، بغض سے احتراز، شریعت اسلامیہ کی تعلیمات میں سے ہے، تحقیق ہذا سے اس مسلمہ نظریہ کی نفی ہر گز مطلوب نہیں ہے، چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں "باب: مناقب في فضل العرب"[1] کا عنوان قائم کرکے پانچ روایات لائے ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے سلمان! مجھ سے بغض نہ رکھنا، ورنہ تم اپنے دین کو جدا کردو گے"۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھلا میں آپ سے بغض رکھ سکتا ہوں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھارا عربوں سے بغض رکھنا، مجھ سے بغض رکھنے کے مترادف ہے"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "حسن غریب" کہا ہے۔

---

[1] سنن الترمذي: ۷۲۳/۵، رقم: ۳۹۲۷، إحياء التراث - بيروت.

روایت نمبر (۲۸)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر چوتھے نکاح کے بعد وسعت پانا

ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں فقیر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "نکاح کرلو"۔ نکاح کے بعد اس نے پھر دوبارہ آکر کہا: میں فقیر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نکاح کرلو"۔ یہاں تک کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر چار نکاح کرلئے، پھر اللہ نے اسے مالدار کردیا۔

حکم: مذکورہ روایت میں صرف ایک دفعہ نکاح کا ذکر تو روایت میں منقول ہے اور یہ قابلِ بیان ہے، اس کے بعد چوتھے نکاح تک کا ذکر سنداً نہیں ملتا، اس لئے اسے بیان نہ کریں۔

ذیل میں "تاریخ بغداد" اور "الكشف والبيان" کے حوالے سے یہ تحقیق لکھی جائے گی کہ روایت میں صرف ایک نکاح تک کا ذکر ہے۔

تاریخ بغداد کی روایت

"تاريخ بغداد"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أخبرنا محمد بن الحسين القطان، قال: حدثنا عبدالباقي بن نافع،

---

[1] تاريخ بغداد: ٢٣٣/٢، رقم: ٢٥٧، ت: الدكتور بشار عواد معروف، دارالغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

قال: حدثنا محمد بن أحمد بن نصر الترمذي، قال: حدثنا إبراهيم بن المنذر، قال: حدثنا سعيد بن محمد مولى بني هاشم، قال: حدثنا محمد بن المنكدر، عن جابر رضي الله عنه، قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ يشكوا إليه الفاقة، فأمره أن يتزوج"[1].

---

[1] "تاريخ بغداد" کی مذکورہ سند چھ راویوں پر مشتمل ہے، ذیل میں ان تمام راویوں پر ائمہ حدیث کا کلام لکھا جائے گا:

❶ أبوبكرمحمد بن الحسين بن الحسن القطان(۳۳۲هـ): "سير أعلام النبلاء" میں ہے: "الشيخ، العالم، الصالح، مسند خراسان ..... قال أبو عبدالله الحاكم: احْضَرُوني مجلسَه غير مرة، ولم يصح لي عنه شيء". شیخ، عالم، صالح، مسند خراسان۔۔۔ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگ مجھے کئی دفعہ ان کی مجالس میں لے گئے اور مجھے ان سے کوئی صحیح طریقہ تحمل حاصل نہیں ہے(سير أعلام النبلاء: ۳۱۸/۱۵، مؤسسة الرسالة۔بيروت)۔

اہم تنبیہ: "سير أعلام النبلاء" کے موجودہ نسخہ میں حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسی طرح مذکور ہے، یعنی "ولم يصح لي عنه شيء". اور مجھے ان سے کوئی صحیح طریقہ تحمل حاصل نہیں ہے، البتہ "امام سمعانی نے "الأنساب" میں حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان لفظوں سے ذکر کیا ہے: "ولم يحصل لي عنه شيء". مجھے ابو بکر محمد بن حسین سے کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔ اور قرین قیاس یہ ہے کہ "الأنساب" کی عبارت درست ہے، اور "سير أعلام النبلاء" کی عبارت میں تصحیف (تبدیلی) واقع ہوئی ہے، واللہ اعلم(كتاب الأنساب : ٥٢٠/٤ ،دار الجنان ۔بيروت)۔

❷ عبد الباقي بن قانع البغدادي الحافظ الحنفي: "سير أعلام النبلاء" میں ہے: "الإمام، الحافظ، البارع، الصدوق، إن شاء الله..... قال البَرقاني: البغداديون يوثّقونه، وهو عندي ضعيف، وقال الدارقطني: كان يحفظ، ولكنه يُخطيء ويُصِرُّ". امام، حافظ، بارع، صدوق ہے ان شاء اللہ۔۔۔ برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغدادی علماء ان کی توثیق کرتے ہیں، البتہ میرے نزدیک عبد الباقی ضعیف راوی ہے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبد الباقی احادیث کو یاد کرتا تھا، لیکن حدیث میں غلطی کرتا تھا، اور پھر اس پر مُصِر رہتا تھا (سيرأعلام النبلاء: ٥٢٦/١٥، مؤسسة الرسالة۔بيروت)۔

❸ أبوجعفر محمد بن أحمد بن نصر الترمذي الشافعي الزاهد(۲۹۵هـ): "سير أعلام النبلاء" میں ہے: "هوالإمام، العلامة، شيخ الشافعية بالعراق في وقته... قال الدار قطني: ثقة مامون ناسك". وہ امام، علامہ اپنے وقت میں عراق میں شیخ الشوافع تھے ۔۔۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، مامون، عابد تھے (سيرأعلام النبلاء: ٥٤٥/١٣، مؤسسة الرسالة۔بيروت)۔

❹ إبراهيم بن المنذر بن عبد الله بن المنذر الأسدي الخزامي(۲۳٦هـ): حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "التقريب" میں لکھتے ہیں: "صدوق، تكلم فيه أحمد لأجل القرآن". وہ صدوق ہے، مسئلہ "خلقِ قرآن" کی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے (التقريب:ص:٩٤،رقم،٢٥٣،دارالرشيد ۔سؤريا)۔

❺ سعيد بن محمد المدني: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں: "قال أبوحاتم: ليس حديثه بشيء، وقال ابن حبان: لايجوزأن يحتج به". ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث "ليس بشيء" ہے، اور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکاح کرنے کا حکم فرمایا۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف والبیان"[1] میں اسی مضمون کی ایک روایت تخریج کی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو صرف ایک دفعہ نکاح کیلئے ارشاد فرمایا ہے:

"وأخبرني ابن فَنْجُوَيه، قال: حدثنا محمد بن الحسن بن البشر، قال: حدثنا أبويوسف محمد ابن سفيان بن موسى الصفار بالمصّيصة، قال: حدثنا أبوعبدالله أحمد بن ناصح، قال: حدثنا عبدالعزيز الدَرَاوَرْدِي، عن ابن عجلان، أن رجلا أتى النبي ﷺ، فشكا إليه الحاجة فقال: عليك بالباءة"[2].

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کی احادیث سے احتجاج درست نہیں ہے، اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" کی مذکورہ روایت ذکر کی (ميزان الاعتدال:۱۵۶/۲،رقم،۳۲۶۲، دارالمعرفة ـ بيرت).

❻ محمد بن المنكدر بن عبد الله بن الهدير(۱۳۰ھـ أوبعدها): "التقريب لابن حجر" میں ہے: "ثقة فاضل". (التقريب:ص:۵۰۸،رقم،۶۳۶۷،دارالرشيد ـ سؤريا).

[1] الكشف والبيان:سورة المؤمنون،الآية:۳۲،ت:أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت، الطبعةالأولي ۱٤۲۲ھـ.

[2] سند میں کل پانچ راوی ہیں، جن کے احوال ذیل میں لکھے جائیں گے:

❶ أبو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين بن عبدالله بن صالح بن شعيب بن فَنْجُوية الثقفي(٤١٤ ھـ): "سير أعلام النبلاء" میں ہے: "الشيخ، الإمام،المحدث، المُفِيد، بَقِيَّة المشايخ .... قال شِيرُوَيه في تاريخه: كان ثقة صدوقا، كثيرالرواية للمناكير، حسن الخط، كثير التصانيف....". شيخ، إمام،محدث، مُفيد، بقیۃ المشایخ، شیرویہ اپنی "تاریخ" میں لکھتے ہیں: وہ ثقہ، صدوق تھا، بہت کثرت سے مناکیر روایت کرتا تھا، وہ خوبصورت تحریر اور بہت سی تصانیف والا تھا(سير أعلام النبلاء: ۳۸۳/۱۷،مؤسسة الرسالةـ بيروت)۔

ابن عجلان سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاجت وضرورت کی شکایت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ نکاح کرلو۔

روایت کا حکم

"تاریخ بغداد" اور "الکشف والبیان" کی مذکورہ دونوں سندوں میں صرف یہی مضمون ہے کہ سائل کو آپ ﷺ نے فقر وفاقہ کی شکایت کرنے پر نکاح کا حکم فرمایا، دیگر کتبِ حدیث میں بھی ہماری تلاش وجستجو کے مطابق یہ ذکر کہیں نہیں ہے کہ مسلسل فقر وفاقہ برقرار رہا، اور آپ ﷺ نے مسلسل نکاح کا حکم فرمایا، حتی کہ چوتھے نکاح کے بعد سائل کو تونگری حاصل ہوگئی۔

خلاصہ یہ رہا کہ مذکورہ روایت میں صرف ایک دفعہ نکاح کا ذکر تو منقول ہے، اور یہ مضمون مجموعی اسانید کی حیثیت سے قابلِ بیان ہے، اس کے بعد

---

❷ محمد بن الحسن بن البشر: مجھے ترجمہ نہیں مل سکا۔

❸ أبويوسف محمد بن سفيان بن موسى الصفار: موصوف کا ترجمہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام" میں بلاجرح وتعدیل ذکر کیا ہے (تاريخ الإسلام: ۸۱۳/۷، رقم: ۱۱۱۸۶، دار الكتب العلمية۔بيروت)-

❹ أحمد بن ناصح المِصِّيصِي أبوعبدالله: "التقريب للحافظ ابن حجر" میں ہے: "صدوق". (التقريب: ص: ۸۵، رقم، ۱۱۶، دارالرشيد۔سؤريا).

❺ عبد العزيز بن محمد بن عبيد الدَرَاوَرْدِي (۱۸۶ھ۔ أو ۱۸۷ ھ۔): "التقريب" میں ہے: "صدوق كان يحدث من كتب غيره، فيخطيء، قال النسائي: حديثه عن عبيد الله العمري منكر". عبد العزیز صدوق ہے، وہ دوسروں کی کتابوں سے حدیثیں بیان کرتا تھا، جس میں خطاء کرتا تھا، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی عبید اللہ عمری سے منقول احادیث منکر ہیں (التقريب: ۳۵۸، رقم، ۴۱۱۹، دارالرشيد۔سؤريا)-

❻ محمد بن عجلان المدني (۱۴۸ھ۔): حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "التقريب" میں لکھتے ہیں: "صدوق إلا أنه اختلطت عليه أحاديث أبي هريرة". صدوق ہے، مگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث ان پر مختلط ہوگئی ہیں (التقريب: ص: ۴۹۶، رقم، ۶۱۳۶، دارالرشيد۔سؤريا)-

چوتھے نکاح تک کا ذکر نہیں ملتا، اس لئے اسے بیان نہ کریں۔

اہم تنبیہ:

یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ نکاح سے حصولِ غنی، نصوص اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، مذکورہ حدیث میں ہمیں صرف اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ یہ قصہ چوتھے نکاح تک زبان زدِ عام ہے، اور یہ استقراءً سنداً ثابت نہیں ہے، احادیث میں صرف ایک نکاح کا ذکر ہے، جیسا کہ ما قبل میں تفصیل سے گذر چکا۔
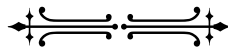
روایت نمبر (۲۹)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والوں کے لئے جنت ایسے مزین کی جاتی ہے جس طرح ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مزین ہوتی ہیں

حکم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، کیونکہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا ہوں، اور یہ منکر روایت ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياءعلوم الدين" میں مذکورہ روایت بلاسند نقل کی ہے، ملاحظہ ہو: "قال أبو ذر الغفاري: قال أبوبكرالصديق رضي الله عنه :يا رسول الله! هل من جهاد غير قتال المشركين؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم، يا أبا بكر! إن لله تعالى مجاهدين في الأرض، أفضل من الشهداء، أحياء مرزوقين، يمشون على الأرض، يباهي الله بهم ملائكة السماء، وتزين لهم الجنة كما تزينت أم سلمة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال أبو بكررضي الله عنه: يا رسول الله! ومن هم؟ قال:الآمرون بالمعروف، والناهون عن المنكر، والمحبون في الله، والمبغضون في الله.

ثم قال: والذي نفسي بيده! إن العبد منهم ليكون في الغُرْفَة فوق الغُرْفَات فوق غُرَف الشهداء، للغرفة منها ثلثمائة ألف باب، منها الياقوت والزمرد الأخضر، على كل باب نور، وإن الرجل منهم

ليزوج بثلثمائة ألف حوراء، قاصرات الطرف عين[كذا في الأصل]، كلما التفت إلى واحدة منهن، فنظر إليها تقول له: أتذكر يوم كذا وكذا أمرت بالمعروف ونهيت عن المنكر؟ كلما نظر إلى واحدة منهن ذكرت له مقاما أمر فيه بمعروف ونهى فيه عن منكر"[1].

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قتالِ مشرکین کے علاوہ بھی جہاد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اے ابو بکر! یقیناً اس زمین پر اللہ تعالی کے ایسے مجاہدین ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، جنہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ زندہ ہیں، زمین پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، جنت ان کے لئے اس طرح آراستہ کی جاتی ہے جس طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مزین ہوتی ہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے، اللہ کے لئے محبت کرنے والے، اللہ کے لئے بغض رکھنے والے۔

پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، بے شک ان جنت والوں میں ایک بندہ جنت کے بالاخانوں میں سے اوپر کے بالاخانوں میں ہوگا جو شہداء کے بالاخانوں سے بھی اوپر ہوگا، اس میں سے ہر کمرے کے تین لاکھ دروازے ہوں گے، اس میں یاقوت سبز زمرد کے دروازیں ہوں گے، ہر دروازے پر نور ہوگا، بے شک ان میں سے ہر ایک شخص تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا جو جھکی ہوئی نگاہوں والی ہوں گی، جب یہ ان میں سے کسی ایک کی طرف دیکھے گا تو وہ

[1] إحياء علوم الدين: ۷/ ۱۱۹۳، دار الشعب ـ قاهرة.

کہے گی کہ تجھے یاد ہے فلاں فلاں دن جس میں تو نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تھا؟ اور جب بھی وہ ان میں سے کسی کی طرف دیکھے گا تو وہ اسے وہ مقام یاد دلائے گی جہاں اس نے امر بالمعرف اور نہی عن المنکر کیا تھا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لم أقف له على أصل، وهو منكر“[1]. میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا، یہ منکر روایت ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إتحاف السادة المتقين“[2] میں مذکورہ روایت کے متعلق حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لم أجد له إسنادا“[3]. مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

روایت کا حکم

مذکورہ روایت کے متعلق حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمیں سنداً نہیں ملی، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر بھی کہا ہے، علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ۵۸۷/۱، رقم: ۲۲۵۰، ت: أشرف عبد المقصود، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة ١٤١٥ھ۔

[2] إتحاف السادة المتقين: ۲۲/۸، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۳۳ھ۔

[3] طبقات الشافعية الكبرى: ۳۲۱/٦، ت: محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو، دار إحياء الكتب العربية ـ قاهرة، الطبعة ۱۴۱۳ھ۔

روایت نمبر ۳۰

روایت: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ہنسنے سے قبر میں اندھیرا ہوتا ہے

حکم: باطل

روایت کا مصدر

”قال الديلمي: أخبرنا أبي، أخبرنا المَيْداني، أخبرنا أبوبكر أحمد بن منصور القَيْرَوَاني، أخبرنا منصور بن خلف، أخبرنا أحمد بن محمد بن الحسن الجُرْجَاني، ثنا أبوبكر محمد بن أحمد بن إسماعيل، حدثنا محمد بن إسحاق السَكْسَكي، ثنا عثمان بن عبد الله القرشي، عن مالك، عن الزهري، عن أنس بن مالك: الضحك في المسجد ظلمة في القبر“[1].

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی ہے۔

روایت کا فنی حکم معلوم کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سند کے راویوں کے حالات ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں معلوم کر لئے

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب:۴۳۱/۲،رقم:۳۸۹۱،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۱۴۰۶هـ .

اہم وضاحت: ہم نے مذکورہ روایت کی سند علامہ احمد بن محمد بن صدیق غماری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ”المداوی“ سے نقل کی ہے (دیکھئے، المداوی:۴/ ۲۸۵، رقم:۲۱۸۴)، اسی طرح علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سلسلة“ میں اس روایت کو بسند عثمان بن عبد اللہ سے اخیر تک لکھا ہے، دیکھئے:سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة:۸/ ۲۸۵ ،رقم : ۳۸۱۸.

جائیں، تاکہ روایت کا حکم سمجھنے میں آسانی ہو۔

ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ قُرشی مغربی اموی

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عثمان بن عبد الله المغربي الأموي أبو عمرو: شيخ قدم خراسان، فحدثهم بها، يروي عن الليث بن سعد، ومالك وابن لهيعة، ويضع عليهم الحديث، كتب عنه أصحاب الرأي، لا يحل كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار“[1].

عثمان بن عبد اللہ مغربی اموی ابو عمرو، شیخ، خراسان آیا، وہاں کے لوگوں کو روایات بیان کرتا تھا، لیث بن سعد، مالک اور ابن لہیعہ سے روایت نقل کرتا تھا، اور ان کے انتساب سے روایت گھڑتا تھا، اس سے اصحاب رائے نے روایت لکھی ہے، اس کی احادیث لکھنا جائز نہیں ہے سوائے اعتبار کے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان، حدث عن مالك و حماد بن سلمة وابن لهيعة وغيرهم بالمناكير، يكنى أبا عمرو، وكان يسكن نصيبين ودار البلاد، و حدث في كل موضع بالمناكير عن الثقات“.

عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان، مالک، حماد بن سلمہ اور ابن لہیعہ وغیرہ کے انتساب سے منکر روایات نقل کرتا تھا، اس کی کنیت ابو عمرو تھی، نصیبین اور دار البلاد میں رہتا تھا، ہر جگہ ثقہ راویوں کے انتساب سے مناکیر بیان کرتا تھا۔

---

[1] المجروحین: ۱۰۲/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھ۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ آگے جا کر فرماتے ہیں: "ولعثمان غير ما ذكرت من الأحاديث أحاديث موضوعات [كذا في الأصل]"[1]. عثمان سے منقول میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ اور بھی من گھڑت روایات ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث". اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "يضع الأباطيل على الشيوخ الثقات"[2]. ثقہ راویوں پر باطل روایات گھڑتا تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، والغالب على حديثه المناكير"[3]. ضعیف راوی تھا اور اس کی اکثر احادیث مناکیر ہیں۔

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عثمان بن عبد الله القرشي الذي يروي عن مالك، كذاب، يكنى أبا عمرو، قدم خراسان بعد الثلاثين والمائتين، فحدث عن مالك والليث بن سعد وابن لهيعة و الحمادين وغيرهم بأحاديث، أكثرها موضوعة"[4].

عثمان بن عبداللہ قرشی جو مالک سے روایت نقل کرتا ہے "کذاب" ہے، اس کی کنیت ابو عمرو ہے، دو سو تیس (۲۳۰) ہجری کے بعد خراسان آیا اور

---

[1] الكامل في الضعفاء: ١٧٦/٥، رقم: ١٣٣٦، ت: يحيى مختار غزاوي، دار الفكر۔ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٤ هـ.

[2] لسان الميزان: ٣٩٧/٥، رقم: ٥١٣٢، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ.

[3] تاريخ بغداد: ١٦١/١٣، رقم: ٦٠٠٦، ت: دكتور بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة ١٤١٢ هـ.

[4] سؤالات مسعود بن علي السجزي: ص: ٨٢، رقم: ٤٢، موفق بن عبد الله بن عبد القادر، دار الغرب الإسلامي ۔ بيروت، الطبعة ١٤٠٨هـ.

مالک، لیث بن سعد، ابن لہیعہ اور حماد ین وغیرہ سے روایات نقل کرتا تھا جن میں سے اکثر من گھڑت ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى المناكير .... كثير الوهم سيء الحفظ"[1]. مناکیر روایت کرتا ہے۔۔۔ کثیر وہم، سیء الحفظ ہے۔

حافظ جوز قانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، يسرق الحديث"[2]. جھوٹا، حدیث کا سرقہ کرنے والا تھا۔

روایت پر کلام

علامہ احمد بن محمد بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي" میں مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"والحديث باطل موضوع، لا أصل له عن رسول الله ﷺ، ولا أنس، ولا الزهري، ولامالك، وعثمان بن عبدالله وضاع"[3].

یہ حدیث باطل، من گھڑت ہے، رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور نہ ہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ، زہری اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، اور عثمان بن عبد اللہ وضاع ہے۔

روایت کا حکم

علامہ احمد غماری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ روایت باطل ہے، اس لئے آپ ﷺ کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں۔

---

[1] لسان الميزان:٣٩٧/٥،رقم:٥١٣٢،ت:عبدالفتاح أبوغدة،مكتبة المطبوعات الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ.

[2] لسان الميزان:٣٩٧/٥،رقم:٥١٣٢،ت:عبدالفتاح أبوغدة،مكتبة المطبوعات الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ.

[3] المداوي:٢٨٥/٤،رقم:٢١٨٤،دارالكتب العلمية ـ بيروت.

روایت نمبر (۳۱)

نماز کی جانب جاتے ہوئے ایک بوڑھے شخص کے احترام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان سے آگے نہ چلنا، اور اس پر ان کا اعزاز

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

مذکورہ روایت کو علامہ عبد الرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۹۴ھ) نے "نزهة المجالس" [1] میں بلا سند اس طرح ذکر کیا ہے: "خرج علي بن أبي طالب للصلاة، فوجد شيخا يمشي أمامه، فمشى خلفه ولم يتقدم عليه إكراما لشيبته واحتراما له، فلما ركع النبي صلى الله عليه وسلم وضع جبريل عليه السلام جناحه على ظهره، فكلما أراد أن يرفع منعه جبريل حتى أدركه علي".

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے نکلے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص آگے آگے جارہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، اور اس کے بڑھاپے کی تعظیم اور تکریم کے خیال سے آپ رضی اللہ عنہ اس سے آگے نہیں بڑھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر اپنا پَر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو جبرائیل علیہ السلام روک دیتے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آکر نماز میں شریک ہوگئے۔

---

[1] نزهة المجالس: ۲/ ٥٦، کاتب: محمد الخشاب، المطبعة الكاستلية ـ الهند، الطبعة ۱۲۸۳هـ .

روایت پر کلام

علامہ عبد الرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''لکنه حدیث موضوع''[1]. یہ حدیث من گھڑت ہے۔

روایت کا حکم

آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں کہ علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو صراحتاً ''من گھڑت'' کہا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] نزهة المجالس: ۵۶/۲، کاتب: محمد الخشاب، المطبعة الکاستلیة ـ الهند، الطبعة ۱۲۸۳ھ۔
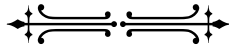
روایت نمبر(۳۲)

”ابو بکر کی فضیلت تم پر کثرتِ نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں پختہ ہے“۔

حکم: یہ آپ ﷺ کے قول کی حیثیت سے ثابت نہیں ہے، اس لئے آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کرسکتے، البتہ مشہور قول کے مطابق یہ قول حافظ بکر بن عبد اللہ مُزَنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸ھ) کا ہے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن یعقوب کَلاَبَاذِی (المتوفی: ۳۸۰ھ) ”بحر الفوائد“[1] میں اس روایت کو بلا سند نقل فرماتے ہیں: ”وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في أبي بكر رضي الله عنه: إنه لم يفضلكم بكثرة صلاة ولا صيام، ولكن بشيء وَقَر في صدره“.

آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ تم سے کثرتِ نماز اور روزے کی وجہ سے افضل نہیں ہے، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے دل میں پختہ ہے۔

یہ روایت ان الفاظ سے بھی نقل کی جاتی ہے:

ما سبقكم أبو بكر بكثرة صوم ولا صلاة، إنما سبقكم بشيء وَقَرَ في صدره.

---

[1] بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار: ص: ٤١، ت: محمد حسن وأحمد فريد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ.

ما فضلكم أبو بكر بفضل صوم ولا صلاة، ولكن بشيء وَقَرَ في قلبه.

إن أبا بكر رضي الله عنه لم يَفْضُل الناس بكثرة صلاة ولا صوم، وإنما فضلهم بشيء كان في قلبه.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الترمذي الحكيم في النوادر من قول بكر بن عبد الله المُزَني، ولم أجده مرفوعا"[1]. اسے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر الاصول" میں بکر بن عبد اللہ مُزَنی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں سے نقل کیا ہے، یہ روایت مجھے مرفوعاً نہیں ملی۔

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت سنداً نہیں ملی[2]۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا من كلام أبي بكر بن عياش"[3]. یہ ابو بکر بن عیاش (المتوفی ۱۹۴ھ او قبلہ) کا کلام ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "بعض" کا قول کہہ کر نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو: "قال بعضهم: ما سبقكم أبو بكر بكثرة صوم ...."[4].

[1] المغني عن حمل الأسفار:ص:٢٣،رقم:٧٣،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] طبقات الشافعية الكبرى:٢٨٨/٦،ت:عبد الفتاح محمد الحلو،دار إحياء الكتب العربية ـ القاهرة، الطبعة ١٣٨٨هـ.

[3] المنار المنيف:ص:١١٥،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٠٣هـ.

[4] جامع العلوم والحكم:١١٦/١،ت:محمد الأحمدي أبو النور،دار السلام ـ مصر،الطبعة ١٤٢٤هـ.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقاصد الحسنة"[1] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے[2]۔

علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ "إتقان مايحسن" میں فرماتے ہیں: "ليس في المرفوع، وإنما أخرجه الحكِيم الترمذي عن بكر بن عبد الله من قوله...."[3] یہ مرفوعاً ثابت نہیں ہے، اسے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بکر بن عبد اللہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے۔

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے علامہ احمد بن عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجد الحثيث"[4] میں اسی کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت کا حکم

آپ حضرات ملاحظہ کر چکے کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] المقاصد الحسنة، ص:٤٢٤، حرف الميم، رقم:٩٦٨، ت:عبداللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٧هـ.

[2] المصنوع، ص:١٦٢، رقم:٢٨٥، ت:عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة ١٤١٤ هـ.

[3] إتقان مايحسن: ص:٥٠٤، رقم:١٦٣٨، ت:خليل بن محمد العربي، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] الجد الحثيث: ص:١٩٩، رقم:٤٢٨، ت:فواز أحمد زمرلي، دار ابن حزم ـ بيروت.

بکر بن عبد اللہ کے قول کی تخریج اور مصدر

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر الأصول" میں یہ روایت اس سند سے تخریج کی ہے: "حدثنا مؤمل بن هشام، ثنا إسماعيل بن إبراهيم، عن غالب بن القطان، عن بكربن عبدالله المُزَني قال: إن أبا بكررضي الله عنه لم يفضل الناس بكثرة صلاة ولا صوم، وإنما فضلهم بشيء كان في قلبه" (نوادر الأصول: ص:٨٣٣، رقم:١١١٨).

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ،ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت انہیں مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) بسند نہیں ملی، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے،البتہ اسے مشہور قول کے مطابق حافظ بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی۱۰۸ھ) کا قول کہہ کر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
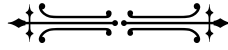
روایت نمبر (۳۳)

باری تعالی کا نبی ﷺ کو معراج کے موقع پر فرمانا کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت عرش پر آجائیں

حکم: من گھڑت

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المرفوعة"[1] میں لکھا ہے کہ علامہ احمد مقری مالکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ رضی الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف کہا ہے یہ قصہ من گھڑت ہے۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "غاية المقال فيما يتعلق بالنعال"[2] میں اس روایت کے من گھڑت ہونے کو تفصیل سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"فمن ذلك ما اشتهر فيما بين القصاص أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم أسرى في ليلة المعراج بنعله، فلما ذهب إلى السموات العلى، ووصل إلى العرش المعلى، أراد أن يخلع نعليه تأدبا، ونظرا إلى

---

[1] الآثار المرفوعة:ص:۳۷،ت:محمدالسعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة ۱۳۷ هـ.

حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"وقد نص أحمد المقرئ المالكي في كتابه فتح المتعال في مدح خير النعال، والعلامة رضي الدين القزويني، ومحمد بن عبد الباقي الزرقاني في شرح المواهب اللدنية على أن هذه القصة موضوع بتمامها، قبح الله واضعها، ولم يثبت في رواية من روايات المعراج النبوي مع كثرة طرقها أن النبي كان عند ذلك متنعلا، ولا ثبت أنه رقي على العرش، وإن وصل إلى مقام دنا من ربه فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى ربه إليه ما أوحى".

[2] غاية المقال:ص:۲۲۸، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ۱٤۲۹هـ.

قوله تعالى: فاخلع نعليك، إنك بالواد المقدس طوى. فنودي من الملك العلي الأعلى: يا محمد! لا تخلع نعليك.

وقد ذكر بعض الشعراء والمداحين أيضا هذه القصة في أشعارهم ودواوينهم، وانتشر ذلك في عوامهم وخواصهم ... وقد كنت حين سمعت هذه القصة من بعض الوعاظ أقول في نفسي: إن وقوع هذا الأمر ليس ببعيد بالنسبة إلى رفعة قدر المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فإن الله تعالى فضله على سائر العالمين، وشرف بقدمه السماوات والأرضين، فلا بعد في أن يسرى به بنعله ويقول له: لا تخلع نعليك، لكنه ما لم يثبت ولو من رواية ضعيفة، لا نجترئ على التكلم به إلى أن اطلعت على كلام المقرئ وغيره، فزال ترددي وذهب، وناديت على رؤوس المجالس أن هذه القصة موضوعة مخترعة، باطلة مختلقة.

قال في فتح المتعال: قد صرح السَبْتِي في عدة قصائد وغيرها: إن النبي عليه الصلاة والسلام أسرى بنعله الكريمة، وزاد أنه قد أراد خلعها، فنودي: لا تخلع. وتبعه على ذلك صاحبنا أبو الحسن علي بن أحمد الخَزْرَجِي ـ حفظه الله ـ ووقع مثل ذلك في كلام الشيخ عبد الرحيم البُرَعِي، وغير واحد من مادحيه صلى الله عليه وعلى آله وسلم، مع أني لم أر ما يعضد ذلك من كتب السنة بعد الفحص الشديد.

فالصواب ترك ذلك إذ لم يثبت الآن، ومثل هذا لا يقدم عليه إلا بتوقيف، وقد أنكره غير واحد من حفاظ الإسلام وحملة السنة ونقاد

الحديث وصيارفته، وشنعوا على من قاله، وصرحوا بأنه موضوع مختلق، فعهدة وضعه على ما نقله غير مبين لوضعه، واتباع المحدثين في هذا المقام متعين، فإن صاحب البيت أدرى بما فيه.

ولقد سأل الإمام رضي الدين القزويني ـ رحمه الله ـ عن وطء النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم العرش بنعله، وقول الرب جل جلاله: لقد شرف العرش بنعلك يا محمد، هل ثبت ذلك أم لا؟ فأجاب بما نصه: أما حديث وطء النبي عليه الصلاة والسلام العرش بنعله فليس بصحيح ....

وما ذكر في السؤال السابق من أنه رقى العرش بنعله، فقاتل الله من وضعه، ما أعدم حياءه وآدابه، وما أجرأه على اختلاق الكذب على سيد المتأدبين صلى الله عليه وعلى آله وسلم. انتهى كلام المقرئ .... وبالجملة، فرقيه صلى الله عليه وعلى آله وسلم على السماوات بنعله ووطئه به لم يثبت، وما لم يثبت لا يجوز لنا أن نجترئ على ذلك، بل يجب علينا أن لا نذكره إلا وكونه موضوعا منضم معه كما في نظائره من الأخبار الموضوعة، والقصص المجعولة، والله أعلم بحقيقة الأمور، وإليه ترجع الأمور".

ان نادر چیزوں میں یہ قصہ بھی ہے جو قصہ گو لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب میں جوتوں سمیت تشریف لے گئے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سماءِ اعلی تک پہنچے ،اور اس کے بعد عرشِ معلی پر حاضر ہوئے تو

آپ ﷺ نے بطور ادب، نیز اللہ تعالی کے ارشاد (جو موسیٰ علیہ السلام سے ہے): آپ جوتا اتار دیجئے، آپ مقدس وادی طوی میں ہیں۔ کے پیشِ نظر اپنے جوتے اتارنا چاہے تو ملک علی الاعلی کی جانب سے آواز آئی کہ اے محمد! آپ ﷺ اپنے جوتے نہ اتاریں۔ اس قصہ کو بعض شعراء اور نبی ﷺ کی مدح کرنے والوں نے اپنے اشعار اور دیوان میں ذکر کیا ہے،

اس طرح یہ قصہ عام وخاص میں پھیل گیا۔۔۔

(حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے یہ قصہ ایک واعظ سے سنا تو سوچا کہ مصطفی ﷺ کی بلند شان کی نسبت سے یہ بات بعید نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالم پر شرافت دے رکھی ہے، اور آسمان و زمین میں تشریف آوری سے آپ ﷺ کو مشرف کیا گیا ہے، سو یہ بات بعید نہیں کہ آپ ﷺ اپنے جوتوں سمیت معراج پر تشریف لے گئے ہوں، اور باری تعالی نے آپ ﷺ سے یہ ارشاد فرمایا ہو کہ آپ اپنے جوتے مت اتاریں، تاہم جب تک اس کا ثبوت نہ مل جائے، اگرچہ ضعیف سند سے ہی کیوں نہ ہو، اس وقت تک ہمیں اسے کہنے کی جرات نہیں کرنی چاہئے، بالآخر مجھے اس روایت پر مقری وغیرہ کا کلام مل گیا، اس کے بعد میرا تردد دور ہو گیا، اور میں نے برسرِ مجالس یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ قصہ من گھڑت، خود ساختہ ہے، باطل ایجاد کردہ ہے۔

مقری "فتح المتعال" میں فرماتے ہیں کہ سَبتی نے اپنے معتد بہ قصیدوں وغیرہ میں صاف لکھا ہے کہ نبی ﷺ معراج پر جوتوں سمیت تشریف لے گئے تھے، اور انھوں نے یہ زائد بات بھی کہی ہے کہ آپ ﷺ نے جوتے اتارنا

چاہیے تو کہا گیا کہ آپ ﷺ جوتیں نہ اتاریں، سَبتی کی اتباع میں ہمارے ساتھی ابو الحسن علی بن احمد خَزرَجی حفظہ اللہ نے یہی بات کہی ہے، نیز شیخ عبد الرحیم بُرَعی کے کلام میں یہی مذکور ہے، اور (ان کے علاوہ) نبی ﷺ کی مدح کرنے والے متعدد افراد نے اسے نقل کیا ہے، ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے سنن کی کتابوں میں ایسی روایت نہیں مل سکی ہے جس سے اس روایت کی تائید ہو سکے۔

درست بات یہ ہے اس روایت کو ترک کر دینا چاہیئے، کیونکہ یہ تا حال ثابت نہیں ہو سکی ہے، اور ایسے امور میں آگہی کے بغیر پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے، اور متعدد حفاظِ اسلام، حاملینِ سنت، حدیث کے ناقدین و جوہری اس حدیث کا انکار کر چکے ہیں، اور ان حضرات نے اس کے بیان کرنے والوں کی قباحت بیان کی ہے، اور صاف کہا ہے کہ یہ روایت من گھڑت ایجاد کردہ ہے، سو جو شخص اسے اس کی وضع کی صراحت کے بغیر بیان کرے گا اس پر اس کے گھڑنے کی ذمہ داری عائد ہو گی، اور ایسے مواقع پر یہ متعین ہے کہ محدثین کی بات مانی جائے، کیونکہ گھر والا گھر کی چیزوں سے خوب واقف ہوتا ہے۔

امام رضی الدین قزوِینی رحمۃ اللہ علیہ سے نبی ﷺ کے عرش پر اپنے جوتے لے جانے کے متعلق دریافت کیا گیا، نیز اس بارے میں کہ رب جل جلالہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے محمد! تمھارے جوتوں سے عرش مشرف ہو گیا ہے، آیا کہ یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں؟

امام رضی الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب ان لفظوں میں ارشاد

فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے کہ نبی ﷺ اپنے جوتوں سمیت عرش پر تشریف لے گئے تھے ۔۔۔(امام رضی الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں)سابقہ سوال میں مذکور تھا کہ نبی ﷺ جوتوں سمیت عرش پر تشریف لے گئے تھے، اللہ اس کے گھڑنے والے کو ہلاک کرے، یہ شخص کتنا بے حیاء و بے ادب ہے، باادب لوگوں کے سردار ﷺ پر ایسا جھوٹ گھڑنے پر یہ کیسے آمادہ ہوا ہے، (حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں) مقری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام یہاں مکمل ہوا۔۔۔ (حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں):

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی ﷺ کا آسمانوں پر اپنے جوتوں کے ساتھ تشریف لے جانا ثابت نہیں ہے، اور جو چیز ثابت نہ ہو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کے بیان کرنے کی جرأت کریں، بلکہ ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم اسے صرف اس طرح بیان کریں کہ ساتھ ساتھ یہ بتادیں کہ یہ من گھڑت ہے، جیساکہ اس جیسی دیگر من گھڑت روایات، اور بناوٹی قصوں کا بھی یہی حکم ہے، اللہ امور کی حقیقتوں سے خوب واقف ہیں، اور تمام امور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔

روایت کا حکم

امام رضی الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد مقری مالکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو من گھڑت کہا ہے، اس لئے اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر (۳۴)

دنیا کے جانوروں میں سے دس جانوروں کا جنت میں جانا

حکم: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات قابلِ اعتماد نہیں ہے، نیز بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ اسماعیل استنبولی رحمۃ اللہ علیہ "روح البیان"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"روى أنه يدخل الجنة مع المؤمنين ـ على ما قال مقاتل ـ عشرة من الحيوانات تدخل الجنة: ناقة صالح وعجل إبراهيم وكبش إسماعيل وبقرة موسى وحوت يونس وحمار عزير ونملة سليمان وهدهد بلقيس وكلب أصحاب الكهف وناقة محمد صلى الله عليه وسلم. فكلهم يصيرون على صورة كبش ويدخلون الجنة، ذكره في مشكاة الأنوار، قال الشيخ سعدى قدس سره: سك أصحاب كهف روزى چند ... پى نيكان كرفت ومردم شد".

بقول مقاتل کے، منقول ہے کہ جنت میں دس جانور داخل ہوں گے: صالح علیہ السلام کی اونٹنی، ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا، موسیٰ علیہ السلام کی گائے، یونس علیہ السلام کی مچھلی، عزیر علیہ السلام کا گدھا، سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، بلقیس کا ہدہد، اصحابِ کہف کا کتا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی۔ یہ تمام جانور مینڈھے کی صورت میں

---

[1] روح البيان: ٥/ ٢٢٦، مطبعة عثمانيه ـ إستانبول، الطبعة ١٣٣١هـ.

جنت میں داخل ہوں گے، مؤلف نے اس مضمون کو ''مشکوٰۃ الانوار'' میں ذکر کیا ہے، شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں: سگِ اصحابِ کہف روزے چند ... پے نیکاں گرفت و مردم شد۔

روایت پر کلام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ''روح المعاني'' [1] میں تحریر فرماتے ہیں:

''وجاء في شأن كلبهم أنه يدخل الجنة يوم القيامة، فعن خالد بن معدان: ليس في الجنة من الدواب إلا كلب أصحاب الكهف وحمار بلعم. ورأيت في بعض الكتب أن ناقة صالح وكبش إسماعيل أيضا في الجنة، ورأيت أيضا أن سائر الحيوانات المستحسنة في الدنيا كالظباء والطواويس وما ينتفع به المؤمن كالغنم، تدخل الجنة على كيفية تليق بذلك المكان وتلك النشأة، وليس فيما ذكر خبر يُعَوَّل عليه فيما أعلم، نعم في الجنة حيوانات مخلوقة فيها، وفي خبر يفهم من كلام الترمذي صحته التصريح بالخيل منها، والله تعالى أعلم''.

اصحابِ کہف کے کتے کے بارے میں آیا ہے کہ وہ روزِ قیامت جنت میں داخل ہو گا، خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جنت میں کوئی جانور نہ ہو گا، سوائے اصحابِ کہف کے کتے اور بلعم کے گدھے کے۔ (علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی، اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا بھی جنت میں ہوں گے، اور میں نے بعض کتب میں یہ بھی دیکھا ہے کہ

[1] روح المعاني: ۲۲۶/۱۵، دار إحياء التراث ـ بيروت.

دنیا کے تمام پسندیدہ جانور جنت میں ہوں گے، جیسے ہرن، مور، نیز وہ جانور بھی جنت میں ہوں گے جن سے مومن فوائد حاصل کرتا ہے، جیسے بکری، یہ جانور جنت میں اس جگہ کے مناسب، نیز وہاں کی تخلیق سے آراستہ ہو کر داخل ہوں گے، (علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میری معلومات کے مطابق مذکورہ روایات میں کوئی خبر بھی ایسی نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے، تاہم جنت میں ایسے جانور ہوں گے جن کی تخلیق وہیں ہوگی، ایک حدیث میں صاف موجود ہے کہ جنت میں گھوڑے ہوں گے، اس روایت پر کیے گئے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ''صحیح'' ہے، واللہ تعالی اعلم۔

روایت کا حکم

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق اس باب میں کہ دنیا کے جانوروں میں سے بعض جنت میں داخل ہوں گے کوئی خبر بھی ایسی نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے، نیز بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس کا انتساب کرنا درست نہیں ہے۔
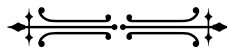
روایت نمبر ۴۵

فجر کی سنتیں گھر میں ادا کرنے پر روزی میں وسعت، اہل خانہ کے مابین تنازع نہ ہونا، اور ایمان پر خاتمہ

حکم: بے اصل

روایت کا مصدر

علامہ فقیہ حسن بن عمار شُرُنبُلالی رحمۃ اللہ علیہ "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"[۱] میں تحریر فرماتے ہیں:

"قال صلى الله عليه وسلم: من صلى ركعتي الفجر- أي سنته - في بيته يوسع له في رزقه، ويقل المنازع بينه وبين أهل بيته، ويختم له بالإيمان".

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں فجر کی دو سنتیں ادا کرے گا اس کی روزی میں برکت ہوگی، اس کے اور اہلِ خانہ کے درمیان تنازع کم ہو جائے گا، اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔

روایت پر امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأجوبة المرضية"[۲] میں اس روایت کو بے اصل کہا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[۱] انظر حاشية الطحطاوي: ص: ٤٥٢، ت: محمد بن عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ.

[۲] الأجوبة المرضية: ص: ٩١٦، رقم: ٢٤٧، ت: محمد إسحاق، دار الراية - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ.

روایت نمبر ۳۶

”من صلى خلف عالم تقي فكأنماصلى خلف نبي“.

جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

حکم: ائمہ حدیث وفقہاء کرام کی تصریح کے مطابق یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، اس لئے نبی ﷺ کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ”حاشية ابن عابدين“ [1] میں لکھتے ہیں:

”قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. قال في الحلية: ولم يجده المخرجون، نعم أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعا: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم اهـ“.

قولہ (جماعت کی فضیلت پالے گا) اس سے یہ مستفید ہوتا ہے کہ ان دونوں (فاسق اور بدعتی) کے پیچھے نماز پڑھنا بنسبت اکیلے نماز پڑھنے کے اولی ہے، لیکن اس حدیث کی وجہ سے ایسی فضیلت نہیں پائے گا جس طرح متقی کے پیچھے نماز پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: جس نے متقی

---

[1] حاشية ابن عابدين: ۲/۳۰۱، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب - الرياض.

عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ "حلیہ" میں ہے: اور تخریج کرنے والے اس کو نہیں پاسکے۔

البتہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مستدرک" میں ایک روایت مرفوعاً تخریج کی ہے: اگر تمہیں اس سے خوشی ہو کہ اللہ تعالی تمہاری نماز کو قبول کرے تو تم اپنا امام اس کو بناؤ جو تم میں سب سے بہتر ہو، اس لئے کہ ائمہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان وفد ہیں۔

روایت پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نصب الرایة"[1] میں اسے "غریب" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرایة"[2] میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: "لم أجده". مجھے یہ روایت نہیں ملی۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "البنایة"[3] میں لکھتے ہیں:

"م [أي متن]: (لقوله عليه السلام: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي). ش [أي شرح]: هذالحديث غريب، ليس في كتب الحديث".

---

[1] نصب الراية: ٢٦/٢، رقم: ١٩٧٣، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

[2] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ١/ ١٦٨، ت: عبدالله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] البناية شرح الهداية: ٢/ ٣٣١، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

"جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی"۔ یہ حدیث غریب ہے، احادیث کی کتب میں نہیں ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصدالحسنه"[1] میں لکھتے ہیں:

"وماوقع في الهداية للحنفية بلفظ: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. فلم أقف عليه بهذا اللفظ". اورجو روایت حنفیہ کی ہدایہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں اس حدیث پر ان الفاظ کے ساتھ واقف نہیں ہوسکا ہوں۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[2] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[3] میں، اور علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتقان مايحسن"[4] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "فتح باب العناية"[5] میں لکھتے ہیں:

---

[1] المقاصد الحسنة:ص:۳۵۱،رقم:۷۶۲،ت:عبداللطيف حسن،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

[2] كشف الخفاء:٢/٣٠٣،رقم:٢٥١٤،ت:يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ جدة،الطبعة ١٤٢١هـ

[3] تذكرة الموضوعات:ص:٤٠،كتب خانه مجيديه ـ ملتان.

[4] إتقان مايحسن:٤٦٨،رقم:١٩٣٩،دارالكتب العلمية ـ بيروت

[5] فتح باب العناية:١/ ٢٨٢،ت:محمد نزار تميم و هيثم نزار تميم،شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

”وأما قول صاحب الهداية لقوله عليه السلام: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. فغير معروف“. اور صاحب ہدایہ کا یہ قول کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ روایت غیر معروف ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ”حاشية الطحطاوي“[1] میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: ”لم يثبته المخرجون“. تخریج کرنے والوں نے اسے ثابت قرار نہیں دیا۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ ”البحر الرائق“[2] میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ”قال ابن أمير الحاج: ولم يجده المخرجون“. ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تخریج کرنے والے اس کو نہیں پا سکے۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ ”اللؤلؤ المرصوع“[3] میں لکھتے ہیں: ”لا أصل له“. اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

[1] حاشية الطحطاوي: ص: ۳۰۰، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] البحر الرائق: ٦١٠/١، مكتبة رشيدية ـ كوئتة.

[3] اللؤلؤ المرصوع: ص: ٨٣، طبع بالطبعة البارونية بالجدرية ـ مصر.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائدالمجموعة"[1] میں یہ اوراس کے علاوہ بعض دیگر روایات لاکر لکھتے ہیں: "کلها لم تصح". یہ تمام تر روایات صحیح نہیں ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "عمدةالرعاية"[2] میں لکھتے ہیں:

"وهذا الكلام من القاري أفاد فائدة حسنة، وهي أن الكتب الفقهية وإن كانت معتبرة في أنفسها بحسب المسائل الفرعية، وكان مصنفوها أيضا من المعتبرين، والفقهاء الكاملين لا يعتمد على الأحاديث المنقولة فيها اعتمادا كليا، ولا يجزم بورودها وثبوتها قطعا لمجرد وقوعها فيها، فكم من أحاديث ذكرت في الكتب المعتبرة وهي موضوعة ومختلقة، كحديث: لسان أهل الجنة العربية والفارسية الدَرِّيَّة، وحديث: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي، وحديث: علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل إلى غير ذلك".

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے بہت عمدہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ فقہ کی کتب، مسائل فرعیہ کے اعتبار سے اگرچہ بذات خود معتبر ہیں

---

[1] الفوائد المجموعة:۵۵/۱،رقم:۱۰۹،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة١٤١٥هـ.

[2] عمدةالرعاية بتحشية شرح الوقاية:ص:۱۳،مكتبة إمدادية ـ ملتان.

اور ان کے مصنفین حضرات بھی معتبر ہیں، لیکن ان فقہی کتب میں موجود احادیث کے بارے میں ان فقہاء کاملین پر اعتمادِ کلی نہیں کیا جا سکتا، محض ان احادیث کے ان فقہی کتابوں میں آنے کی وجہ سے یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ احادیث ثابت ہیں۔

سو کتنی حدیثیں ہیں جو معتبر کتب میں مذکور ہیں اور وہ من گھڑت اور بنائی ہوئی ہیں، جیسے یہ حدیث ہے: ''جنت والوں کی زبان عربی ہے اور فصیح فارسی ہے''، اسی طرح یہ حدیث: ''جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی''، اور یہ حدیث: ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں''، ان کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں۔

روایت کا حکم

سابقہ ذکر کردہ علماء کے اقوال اجمالاً ملاحظہ ہوں:

یہ غریب ہے (حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ)۔

مجھے یہ روایت نہیں ملی (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

یہ حدیث غریب ہے، احادیث کی کتب میں نہیں ہے (حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)۔

میں اس حدیث پر ان الفاظ کے ساتھ واقف نہیں ہو سکا ہوں (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے بعد علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)۔

یہ غیر معروف ہے (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)۔

ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: تخریج کرنے والے اس کو نہیں پا سکے (علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ)۔

تخریج کرنے والوں نے اسے ثابت قرار نہیں دیا (علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

ان تمام ائمہ کے اقوال کا قدرِ مشترک یہی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
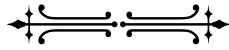
روایت نمبر ۴۷

روایت: "من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر". جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کرلیا پھر وہ قتل کردیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔

حکم: حضرات محدثین کے مطابق اس کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اس لئے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں لکھتے ہیں:

"من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر. ليس له أصل يعتمد، ويحكى فيه حكايات منقطعة أن بعض الجان حدث به، إما عن علي مرفوعا وإما عن النبي ﷺ بلا واسطة مما لم يثبت فيه شيء".

"جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کیا پھر وہ قتل کردیا گیا تو اس کا خون معاف ہے"۔ اس کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اور اس بارے میں منقطع حکایات بیان کی جاتی ہیں کہ کسی جن نے اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے، یا آپ ﷺ سے بغیر واسطے کے اسے روایت کیا ہے، تاہم ان میں کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔

---

[1] المقاصد الحسنة: حرف الميم، ص:٤٦٦، رقم:١٠٩٧، ت: عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٧هـ.

شیخ ابن دَیبَع رحمۃ اللہ علیہ نے "تمييزالطيب من الخبيث" [۱] میں، علامہ نجم الدین غزّی نے "إتقان مايحسن" [۲] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء" [۳] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات" [۴] میں، علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنى المطالب" [۵] میں، اور شیخ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجدالحثيث" [۶] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرارالمرفوعة" [۷] اور "المصنوع" [۸] میں لکھتے ہیں: "من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر. ليس له أصل يعتمد، وحكايات الجن المروية في ذلك عن النبي ﷺ لم يثبت منها شيء".

جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کیا پھر وہ قتل کر دیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اور اس بارے میں جنات کی حکایات آپ ﷺ سے مروی ہیں جن میں سے کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔

---

[۱] تمييزالطيب من الخبيث:ص:۱۸۱،رقم:۱۳٦۷،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الثانية۱٤۰۸ھـ.

[۲] اتقان مايحسن:ص:٤٤۸،رقم:۱۸٥٦،دارالكتب العلمية ـ بيروت .

[۳] كشف الخفاء:۲/ ۲۸۲،رقم:۲٤۳۳،ت:يوسف بن محمود الحاج أحمد،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق، ۱٤۲۱ھـ.

[۴] تذكرة الموضوعات:ص:۱٥۸،كتب خانه مجيديه ـ ملتان .

[۵] أسنى المطالب:ص:۲۸۸،رقم:۱۳۷٦،دارالكتاب العربي ـ بيروت .

[۶] الجدالحثيث:ص:۲۲۳،رقم:٤۹۰،ت:فواز أحمد زمرلي،دارابن حزم ـ بيروت .

[۷] الأسرارالمرفوعة:ص:۳۲٥، رقم:٤۷٦،ت:محمد الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة۱٤۰٦ھـ.

[۸] المصنوع:ص:۱۸۱،رقم:۳۲۷،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ۱٤۱٤ھـ.

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[1] میں لکھتے ہیں: "من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر. ليس له أصل يعتمد، وحكايات الجن المروية في ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم لم يثبت منها شيء".

جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کیا پھر وہ قتل کر دیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اور اس بارے میں جنات کی حکایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جن میں سے کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔

روایت کا حکم

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے: "اس کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، نیز اس بارے میں کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے"۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر شیخ ابن دَیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بات فرمائی ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

فائدہ: حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے تبصرہ میں یہ بات گذر چکی ہے کہ اس باب میں حکایات بھی منقول ہیں، فائدے کے پیش نظر ذیل میں ایسی چند حکایات نقل

---

[1] اللؤلؤ المرصوع: ص: ۷۸، طبع بالطبعة البارونية بالجدرية۔ مصر.

کی جائیں گی، جن میں یہ منقول ہے کہ کسی جن نے زیرِ بحث حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

حکایت نمبر ❶:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "إنباء الغمر بأنباء العمر" [1] میں "نور الدین علی بن محمد انصاری ہوی" کے ترجمہ میں ان کا قصہ تحریر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"علي بن محمد بن محمد بن النعمان الأنصاري الهوى نور الدين بن كريم الدين بن زين الدين، ولد في حدود الأربعين واشتغل بالفقه ثم تعانى التجارة ثم انقطع، وكان كثير المحبة في أهل الصلاح، يحفظ كثيرا من مناقبهم لاسيما أهل الصعيد، وكان يكثر التردد للقاهرة اجتمعت به بمصر وفي مدينته التي يقال لها: هو، وهي بالقرب من قوص بالصعيد الأعلى، وكان يذكر عن ابن السراج قاضي قوص، وكان وجيها في زمانه ومكانه.

ويحكى عنه أنه كان في منزله، فخرج عليه ثعبان مهول المنظر، ففزع منه فضربه فقتله، فاحتمل في الحال من مكانه، ففقد من أهله، فأقام مع الجن إلى أن حملوه إلى قاضيهم، فادعى عليه ولي المقتول فأنكر، فقال له القاضي: على أي صورة كان المقتول؟ فقيل: في صورة ثعبان.

فالتفت القاضي إلى من بجانبه فقال: سمعت رسول الله صلى

[1] أنباء الغُمر بأنباء العُمر: ٧٦/٢، سنة: ٨٠١، ت: حسن حبشي، إحياء التراث الإسلامي ـ القاهرة، ١٤١٥هـ.

الله عليه وسلم يقول: من تزيا لكم فاقتلوه. فأمر القاضي بإطلاق المذكور فرجعوا به إلى منزله، وذكر لي بعض أقاربه أن مات في هذه السنة ببلده، وهو عم كريم الدين محتسب القاهرة في سلطنة الناصر فرج".

حکایت ہے کہ نورالدین علی بن محمد اپنے مکان میں تھے، ان کے سامنے ایک ہولناک قسم کا سانپ ظاہر ہوا، یہ اس سے ڈر گئے اور اس کو مار ڈالا، ان کو اسی وقت وہاں سے اٹھالیا گیا اور یہ اپنے گھر والوں سے گم ہوگئے، اور ان کو جنات کے ساتھ رکھا گیا یہاں تک کہ ان کو ان کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا، اور مقتول کے وارث نے ان پر قتل کا دعوی کیا تو حضرت نے اس کا انکار کیا (کہ میں نے کسی جن کو قتل نہیں کیا)، قاضی نے اس وارث جن سے سوال کیا مقتول کس صورت پر تھا؟ بتایا گیا کہ وہ اژدہا کی شکل میں تھا، قاضی اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے بتایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو تمہارے سامنے اپنی شکل بدل کر آئے تو تم اس کو قتل کر دو"۔ جن قاضی نے ان کو رہا کر دینے کا حکم کیا تو جنات نے انہیں اپنے گھر پہنچا دیا۔

حکایت نمبر ۲:

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی قصہ "ابو محمد حسن بن احمد حمصی" کے شیخ کا نقل کیا ہے، قصہ یہ ہے:

"الحسن بن أحمد بن مُحَيْمِيْد أبو محمد الحِمْصي، حكى عن

شيخ له،حكى عنه علي الحِنَّائي، أخبرنا أبو القاسم الخَضِر بن الحسين بن عبدان، أنا أبو القاسم بن أبي العلاء، أنا أبو الحسن علي بن محمد الحِنَّائي، قال سمعت أبا محمد الحسن بن أحمد بن مُحَيْمِيْد الحِمْصي، حدثني بعض شيوخنا عن شيخ له أنه خرج في نزهة ومعه صاحب له، فبعثه في حاجة، فأبطأ عليه، فلم يره إلى الغد، فجاء إليه وهو ذهل العقل، فكلموه فلم يكلمهم إلا بعد وقت، فقالوا له: ما شأنك وما قصتك؟ فقال إني دخلت إلى بعض الخراب أبول فيه، فإذا حية فقتلتها، فما هو إلا أن قتلتها حتى أخذني شيء فأنزلني في الأرض، واحتوشني جماعة، فقالوا: هذا قتل فلانا، فقالوا: نقتله، فقال بعضهم: امضوا به إلى الشيخ، فمضوا بي إليه.

فإذا شيخ حسن الوجه كبير اللحية أبيضها، فلما وقفنا قدامه، قال: ما قصتكم؟ فقصوا عليه القصة، فقال: في أي صورة ظهر، قالوا في حية، فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لنا ليلة الجن يقول لنا [كذا في الأصل]: ومن تصور منكم في صورة غير صورته فقتل فلا شيء على قاتله. خلوه فخلوني"[1].

ایک بزرگ سیر کے لئے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ نکلے تو اس کو انہوں نے ایک کام کو بھیجا اور اس نے تاخیر کر دی، چنانچہ صبح تک اس کا کوئی پتہ نہ چلا، پھر جب وہ ان کے پاس آیا تو اس کی عقل ٹھکانے نہ تھی، انہوں نے اس سے بات

---

[1] تاريخ دمشق: ٢٢/١٣، دارالفكر-بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

کی تو اس نے کافی دیر کے بعد جواب دیا، تو انہوں نے اس سے پوچھا تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی؟ اس نے بتلایا کہ میں ایک ویرانے میں پیشاب کرنے کے لئے داخل ہوا تو وہاں پر میں نے ایک سانپ کو دیکھا اور اس کو قتل کر دیا، جب میں نے اس کو قتل کیا تو مجھے کسی شی نے پکڑ لیا اور زمین میں اتار کر لے گئ، اور ایک جماعت نے مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے، اس نے فلاں کو قتل کیا ہے ہم اسے قتل کریں گے، کسی نے کہا کہ اس کو شیخ کے پاس لے کر چلو، وہ مجھے اس کے پاس لے گئے۔

وہ شیخ بہت خوبصورت شکل کے تھے طویل سفید داڑھی والے تھے، جب ہم ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا تو شیخ نے پوچھا وہ کس شکل میں ظاہر ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ وہ سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا، شیخ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے ہمیں لیلۃ الجن میں ارشاد فرمایا تھا: ”تم میں سے جس نے اپنی شکل بدل کر کوئی اور شکل اختیار کی اور مارا گیا، تو اس کے قاتل پر (ضمان اور قصاص وغیرہ) کچھ نہیں“۔ اس کو چھوڑ دو، چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

حکایت نمبر ۳:

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ”ارواح ثلاثہ“[1] میں لکھتے ہیں:

---

[1] أرواح ثلاثه: ص: ۱۵، مکتبة عمر فاروق ـ کراتشي.

”خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبد القیوم صاحب فرماتے تھے شہزادہ جنات کا سانپ کی صورت میں قتل کرنا اور اس کے بعد قاضی جنات کی عدالت میں بحیثیت مجرمانہ پیش ہونا اور قاضی کا حدیث: ”من قتل في غير زيه فدمه هدر“. کی بناء پر مجرم کو رہا کرنا یہ واقعہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو پیش آیا تھا نہ کہ شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو، اور انہوں نے اس روایت کے علاوہ اس جن سے اور حدیثیں بھی سنی ہیں جن کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کر کے اس کا نام مسندِ جن رکھا ہے، اور مولانا عبد القیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے وہ مسند بھی دیکھا ہے، اس کے بعد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو بروایت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ صاحب شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی طرف منسوب کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ قصہ شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا ہے نہ کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا، میں نے اس معاملہ میں مولانا سے گفتگو بھی کی مگر مولانا اپنی رائے پر قائم رہے“۔

[کتاب کے حاشیہ میں ہے] مولانا کا قول اس لئے راجح ہے کہ اس کی سند معلوم ہے، چنانچہ احقر کے رسالہ زیارات میں مذکور ہے، اور دوسرے قول کی سند معلوم نہیں پس ترجیح ظاہر ہے (اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ)۔

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ”تذکرۃ الرشید“[1] میں لکھتے ہیں:

”ایک مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ نے حدیث الجن کی اجازت چاہی تو آپ نے بے تأمل حدیث کو معہ سند لکھ دیا اور مولانا کو اجازت عطا

---

[1] تذکرة الرشید: ص: ۱۰۰/۱، إدارہ إسلامیات ـ لاهور.

فرمانے کے ساتھ اُن علماء کو بھی اجازت دے دی جنہوں نے سوال نہیں کیا تھا، مگر اجازت چاہتے تھے یا آئندہ کو چاہیں، اس عطیہ عامہ کو ہدیہ ناظرین کرنا مناسب سمجھ کر والانامہ بجنسہ نقل کرتا ہوں۔

مولوی اشرف علی صاحب: السلام علیکم!

آپ کا خط آیا، سندِ حدیث نقل کرتا ہوں: ”حدثني شيخي الشاه أحمد سعيد المجددي، قال: حدثني أبي الشاه أبوسعيد المجددي، قال: حدثني شيخ الشيوخ الشاه عبدالعزيز الدهلوي، قال: حدثني عمي الشاه أهل الله الدهلوي، عن القاضي الجني المعمر، قال سمعت رسول الله ﷺ: من قتل في غير زيه فدمه هدر“.

وانچہ قصہ آن منقول و مشہور ست شنیدہ باشید و دیگر مسلسلات انچہ منقول و مطبوع شدہ اند ازاں یاد گیرند، بندہ اجازت اوستاد بالاجمال است بہیئت کذائیہ اخذ نکردہ بودم فقط والسلام۔

دیگر احباب را سلام رسانند و ہر کہ خواہد باد ہمیں کاغذ اجازت است بنمایند۔

[کتاب کے حاشیہ میں ہے] شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسجد میں بیٹھے تلاوتِ قرآن کر رہے تھے کہ برابر میں کو ایک سنپولیا [سانپ کا بچہ] گزرا، آپ نے مقراض یا کسی چیز سے اس کے دو ٹکڑے کر دئے، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دو چپراسی [اصل میں اسی طرح ہے، بمعنی سپاہی] مسجد میں آئے اور عرض کیا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے، شاہ صاحب ان کے ہمراہ ہولئے، وہ بیرون شہر جنگل کی طرف آپ کو لے چلے، اُس وقت شاہ صاحب کو فکر ہوا اور دریافت کیا کہ بادشاہ

کہاں ہیں؟ چپراسی نے جواب دیا کہ یہاں قریب ہی ہیں، شاہ صاحب یہ سمجھ کر کہ شاید شکار کھیلنے آئے ہوں اور جنگل میں پڑاؤ پر کوئی مسئلہ پوچھنے کو مجھے بلایا ہو، باطمنان آگے چلتے رہے کہ زمین دوز دروازہ نظر آیا، اور آپ کو اس کے اندر داخل ہونا پڑا، وہاں دیکھا تو شاہی دربار جما ہوا تھا ایک مُسِن [بوڑھا] شخص تخت پر مصاحبین کے حلقہ میں بیٹھے شاہانہ جلوس فرما رہے، اور مقدمات فیصل کر رہے تھے۔

شاہ صاحب سلام مسنون کر کے ایک جانب بیٹھ گئے، یہ جنات کے بادشاہ کا دربار تھا، تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ جن نے شاہ صاحب کی طرف توجہ کی اور مدعی طلب ہوا جس نے یہ دعوی کیا تھا کہ شاہ صاحب نے میرے بیٹے کو بے قصور قتل کیا، پس بقاعدہ شریعت محمدیہ قصاص ملنا چاہیے، شاہ صاحب کو اول اس دعوے سے تحیر ہوا اور قتل و قتال سے محض بے خبری ظاہر کی، مگر جب ظاہر ہوا کہ سنپولیا [سانپ کا بچہ] جس کو اثناءِ تلاوت میں قتل کیا تھا وہ جن بچہ ہی تھا، جس کے بے قصور مارے جانے پر شاہ صاحب سے قصاص کا مطالبہ ہے تو اعتراف فرما کر خاموش ہوئے۔

آخر معترف جرم ہونے کے باعث قریب تھا کہ قصاص میں آپ کے قتل کا حکم صادر ہو کہ مصاحبین شاہی میں ایک مُسِن [بوڑھا] بزرگ نے جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے باعث جنی صحابی تھے، کہا کہ شاہ صاحب پر قصاص واجب نہیں، اس لئے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے من قتل... حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ جن بچہ سانپ کے لباس میں تھا پس سانپ سمجھ کر اس کے مار دینے والے پر کچھ مواخذہ نہیں، چنانچہ شاہی فیصلہ

میں شاہ صاحب رہا ہوئے اور باعزت تمام اپنی جگہ پر واپس کر دئے گئے، انہیں جنی صحابی سے شاہ صاحب نے مصافحہ کیا اور باقاعدہ حدیث کی روایت و اجازت حاصل کی، اس تعلق پر شاہ صاحب تابعین میں داخل ہیں۔
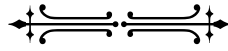
فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر ①

روزِ محشر باری تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ کون ہے جو حساب دے؟
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے آنے پر اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا

یہ روایت انہی الفاظ سے ہمیں سنداً نہیں مل سکی، البتہ علامہ ابو بکر بن محمد علی قرشی نے "أنیس الواعظین" میں اس روایت سے ملتے جلتے مضمون پر مشتمل ایک طویل روایت قیامت کے احوال بیان کرتے ہوئے ذکر کی ہے، جسے ذیل میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:

"حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت میں جب ندا ہو گی میرے بندو! جو کچھ تم نے دنیا میں کیا ہے اس کا حساب دو تو یہ سن کر تمام میدان والوں پر لرزہ طاری ہو گا، سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے ۔۔۔۔ [آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے] تم جس کو چاہو حساب کے لئے آگے بھیجو، آپ پس پشت لوگوں کو دیکھیں گے کہ ہر شخص چھپ رہا ہے، اس وقت آپ دستِ مبارک دراز کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کے حساب گاہ میں کھینچیں گے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہیں گے آپ پہلے مجھے نہ لے جائیں، کیونکہ میں آخر عمر مسلمان ہوا ہوں اور اس درگاہ کے لائق نہیں ہوں، میں نے کوئی کام پسندیدہ نہیں کیا ہے، پہلے آپ اسے پیش کریں جو عبادت میں سب سے زائد ہو۔

اہل قیامت میں یہ سن کر ایک شور گریہ وزاری کا برپا ہو گا، آپ فرمائیں گے: اے صدیق! انبیاء کے بعد تم سب سے افضل ہو، میں دوسرے کو کیوں کر لے جاؤں؟ حکم الٰہی ہو گا اے میرے محبوب! تم پہلے ایسے شخص کو لائے ہو جس کے سفید بالوں سے مجھے شرم آتی ہے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سجدے میں گر پڑیں گے، حکم ہو گا اے ہمارے خلیل کے یارِ غار! اے ہمارے حبیب کے محب غمگسار! سجدے سے سر اٹھاؤ اور ہمارے سوال کا جواب دو، دنیا میں تم نے کیا کیا؟ کون سی عبادت کی؟ کیا طاعت لائے ہو؟ حضرت صدیق ہیبتِ الٰہی سے تھرّا کر خاموش رہیں گے، مکرّر استفسار پر عرض کریں گے: سوال اعمال سے ہے اور میں بندہ ضعیف بیکار تھا، حکم ہو گا تم ہمارے سامنے مفلس ہو کر آئے ہو، پس ہم تمہاری عبادت کو فرشتوں کی طاعت پر فضل دیتے ہیں، تم کو ہم نے بخش دیا، جنت میں جاؤ۔۔۔"[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] جليس الناصحين ترجمة أنيس الواعظين: ص: ۸۷، مترجم: بركت الله لكهنوي، الطبعة ايچ، ايم، سعيد كمپني ـ كراتشي، مؤيد الواعظين ترجمه أنيس الواعظين: ص: ۹۷، الطبعة مطبع كريمي ـ بمبئ.
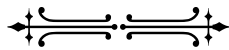
روایت نمبر ۲

صحابی رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھ کر، اللہ سے نمک مانگنا

روایت: ”ایک صحابی مسجد میں آئے، دو رکعت نفل پڑھے اور چلے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرماتھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ اس نے نفل پڑھ کر اللہ سے کیا مانگا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ سے نمک مانگا ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اور تمام حاجتیں اللہ سے مانگنے کی ترغیب دی ہے، ذخیرۂ احادیث میں اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، ذیل میں مذکورہ روایت کے معنی پر مشتمل دیگر چند روایات پیش کی جارہی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں حرج نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

(۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”شعب الإیمان“[1] میں روایت تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] شعب الإيمان:۳۷۰/۲،رقم:۱۰۸۲،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ سوريا،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

"أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو بكر بن عَتَّاب العبدي ببغداد، حدثنا محمد بن أحمد بن يزيد الرِيَاحِي، حدثنا قريش بن أنس، حدثنا معاوية بن عبدالكريم قال: سمعت بكر بن عبد الله المُزَنِي يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول: سلوا الله حوائجكم حتى الملح.

هكذا جاء به مرسلا".

بکر بن عبد اللہ بن مُزَنِی سے منقول ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے اپنی حاجتوں کو مانگو، یہاں تک کہ نمک بھی اللہ سے مانگو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کی روایت "سنن ترمذي" **میں نقل فرماتے ہیں:** "حدثنا صالح بن عبد الله، قال: أخبرنا جعفر بن سليمان، عن ثابت البُنَانِي، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليسأل أحدكم ربه حاجته حتى يسأله الملح، وحتى يسأله شِسْع نعله إذا انقطع"[1].

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اللہ سے مانگے، اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مرسلاً وموصولاً دونوں طرح سے تخریج کیا ہے، مرسل طریق تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا أصح من

---

[1] سنن الترمذي: ٥٦١/٥، رقم: ٣٦٠٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٩٩٦م.

حدیث قَطَن عن جعفر ابن سـليمان". یہ طریق قَطن عن جعفر ابن سلیمان کے طریق سے زیادہ اصح ہے۔

یعنی مرسل طریق موصول طریق سے زیادہ اصح ہے۔
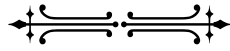
روایت نمبر③

بھیڑ / دنبہ کو دیکھ کر سورۂ کوثر پڑھنے پر اجر

روایت: ''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھیڑ / دنبہ کو دیکھ کر سورۂ کوثر (إنا أعطيناك الكوثر) پڑھے گا اسے بھیڑ / دنبہ کے بالوں کے بقدر نیکیاں ملیں گی''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
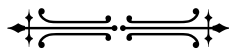
روایت نمبر ④

روایت: آپ ﷺ نے جو روٹی تنور میں لگائی وہ نہیں پکی، پوچھنے پر فرمایا: جس چیز کو محمد کا ہاتھ لگ جائے اسے آگ نہیں چھو سکتی

روایت : نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹیاں پکا رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی تمہارے ساتھ روٹیاں پکواؤں گا، آپ ﷺ نے ایک روٹی تنور میں لگا دی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو روٹیاں تنور میں لگائیں تھیں وہ پک گئیں، لیکن جو روٹی آپ ﷺ نے لگائی وہ نہیں پکی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے جو روٹی لگائی وہ تو پکی ہی نہیں میری کتنی روٹیاں پک گئیں؟ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: جس چیز کو محمد کا ہاتھ لگ جائے اسے آگ نہیں چھو سکتی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تنور کی آگ سے آپ ﷺ کے رومال کے میل کچیل کو صاف کرنا، اور رومال کا نہ جلنا، یہ روایت اس جلد کی پہلی فصل میں موجود ہے۔

روایت نمبر⑤

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کے احوال بیان کرنا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے بارے میں انتہائی غم زدہ ہونا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر انہیں تمام احوال بیان کرنا

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

امام فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبیه الغافلین"[1] میں اس روایت کو بلاسند تحریر کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: "روى يزيد الرقاشي عن أنس بن مالك قال: جاء جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم في ساعة ما كان يأتيه فيها متغير اللون، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: مالي أراك متغير اللون؟ فقال: يا محمد! جئتك في الساعة التي أمر الله بمنافخ النار أن تنفخ فيها، ولا ينبغي لمن يعلم أن جهنم حق، و أن النار حق، وأن عذاب القبر حق، وأن عذاب الله أكبر أن تقر عينه حتى يأمنها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا جبريل! صِف لي جهنم، قال:نعم، إن الله تعالى لما خلق جهنم أوقد عليها ألف سنة فاحْمَرّت، ثم أوقد عليها ألف سنة فابْيَضّت، ثم أوقد عليها ألف سنة فاسْوَدّت، فهي سوداء مُظلمة لا ينطفئ لهبها ولا جمرها.

---

[1] تنبه الغافلين:ص:٤٦،رقم:٥٩،ت:السيد العربي ،مكتبة الإيمان بالمنصورة ـ مصر، الطبعة ١٤١٥ هـ

والذي بعثك بالحق، لو أن خَرْم إبرة فُتِحَ منها لاحترق أهل الدنيا عن آخرهم من حرها، والذي بعثك بالحق! لو أن ثوبا من أثواب أهل النار علق بين السماء و الأرض لمات جميع أهل الأرض من نَتَنِهَا وحرها، والذي بعثك بالحق نبيا! لو أن ذراعا من السلسلة التي ذكرها الله تعالى في كتابه وضع على جبل لذاب حتى يبلغ الأرض السابعة، والذي بعثك بالحق نبيا! لو أن رجلا بالمغرب يعذب لاحترق الذي بالمشرق من شدة عذابها، وحرها شديد، و قعرها بعيد، و حليها حديد، و شرابها الحميم و الصديد، و ثيابها مقطعات النيران، لها سبعة أبواب، لكل باب منهم جزء مقسوم من الرجال والنساء.

فقال صلى الله عليه وسلم: أهي كأبوابنا هذه؟ قال: لا، ولكنها مفتوحة، بعضها أسفل من بعض، من باب إلى باب مسيرة سبعين سنة، كل باب منها أشد حرا من الذي يليه سبعين ضعفا، يساق أعداء الله إليها، فإذا انتهوا إلى بابها استقبلتهم الزبانية بالأغلال و السلاسل، فتسلك السلسلة في فمه وتخرج من دُبُرِه، وتُغَلّ يده اليسرى إلى عنقه وتُدخَل يده اليمنى في فؤاده وتُنزَع من بين كتفيه، وتُشدّ بالسلاسل، ويُقرّن كل آدمي مع شيطان في سلسلة، ويُسحَبُ على وجهه، وتضربه الملائكة بمقامع من حديد (كلما أرادوا أن يخرجوا منها من غم أُعيدوا فيها) [الحج:۲۲].

فقال النبي صلى الله عليه وسلم:من سكّان هذه الأبواب؟ فقال: أما الباب الأسفل: ففيه المنافقون، ومن كفر من أصحاب المائدة، وآل

فرعون، واسمها الهاوية، والباب الثاني: فيه المشركون، واسمه الجحيم، والباب الثالث: فيه الصابئون، واسمه سَقَر، والباب الرابع: فيه إبليس ومن تبعه، والمجوس، واسمه لَظَى، والباب الخامس: فيه اليهود، واسمه الحُطَمَة، والباب السادس: فيه النصارى، و اسمه السعير.

ثم أمسك جبريل حياء من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال عليه الصلاة و السلام: ألا تخبرني من سكان الباب السابع؟ فقال: يا محمد! لاتسألني عنه، فقال: بلى، ياجبريل! أخبرني من سكان الباب السابع؟ فقال: فيه أهل الكبائر من أمتك الذين ماتوا و لم يتوبوا، فخر النبي صلى الله عليه وسلم مغشيا عليه، فوضع جبريل رأسه على حِجْرِه حتى أفاق، فلما أفاق قال: يا جبريل ! عظمت مصيبتي، و اشتد حزني، أوَ يدخل أحد من أمتي النار؟ قال: نعم، أهل الكبائر من أمتك، ثم بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وبكى جبريل، ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم منزله و احتجب عن الناس، فكان لا يخرج إلا إلى الصلاة يصلي، ويدخل ولا يكلم أحدا، يأخذ في الصلاة يبكي و يتضرع إلى الله تعالى.

فلما كان اليوم الثالث، أقبل أبو بكر رضي الله عنه حتى وقف بالباب وقال: السلام عليكم يا أهل بيت الرحمة ! هل إلى رسول الله من سبيل؟ فلم يجبه أحد فتنحى باكيا، فأقبل عمر رضي الله عنه فوقف بالباب وقال: فصنع مثل ذلك، فلم يجبه أحد، فتنحّى وهو يبكي، فأقبل سلمان الفارسي حتى وقف بالباب وقال: السلام عليكم

يا أهل بيت الرحمة! هل إلى رسول الله من سبيل؟ فلم يُجبه أحد، فأقبل يبكي مرة، ويقع مرة، ويقوم أخرى، حتى أتى بيت فاطمة، ووقف بالباب، ثم قال: السلام عليك يا ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم! وكان علي رضي الله عنه غائبا، فقال سلمان: يا ابنة رسول الله! إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد احتجب عن الناس فليس يخرج إلا إلى الصلاة، فلا يكلم أحدا، و لا يأذن لأحد في الدخول عليه، فاشتملت فاطمة بعباءة قطوانية، و أقبلت حتى وقفت على باب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم سلمت، و قالت: يا رسول الله! أنا فاطمة، حُجِبْتُ عن الدخول، ورسول الله ساجد يبكي، فرفع رأسه، و قال: ما بال قرة عيني فاطمة، حُجِبَت عني؟ افتحوا لها الباب، ففتح لها الباب، فدخلت، فلما نظرت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بكت بكاء شديدا لما رأت من حاله مصفرا متغيرا لونه، قد ذاب لحم وجهه من البكاء و الحزن، فقالت: يا رسول الله! ما الذي نزل بك؟ فقال: يا فاطمة! جاءني جبريل و وصف لي أبواب جهنم، و أخبرني أن في أعلى بابها أهل الكبائر من أمتي، فذلك الذي أبكاني و أحزنني.

قالت: يا رسول الله! [لو لم تسأله] كيف يدخلونها؟ قال: بلى، تسوقهم الملائكة إلى النار، و لا تَسْوَدّ وجوههم، و لا تَزْرَقّ أعينهم، و لا يُخْتَم على أفواههم، و لا يقرّنون مع الشياطين، و لا يوضع عليهم السلاسل و الأغلال.

قالت: يا رسول الله! كيف تقودهم الملائكة؟ قال: أما الرجال

فباللحى، وأما النساء فبالذوائب والنواصي، فكم من ذي شيبة من أمتي يقبض على لحيته ويقادإلى النار، وهو ينادي: واشَيْبتاه واضعفاه، و كم من شاب قد قبض على لحيته، يساق إلى النار وهو ينادي: واشباباه واحُسن صورتاه، و كم من امرأة من أمتي قد قُبض على ناصيتها تقاد إلى النار، و هي تنادي: وافضيحتاه، واهتك ستراه، حتى ينتهى بهم إلى مالك، فإذا نظر إليهم مالك، قال للملائكة: من هؤلاء؟ فما ورد عليّ من الأشقياء أعجب شأنا من هؤلاء، لم تَسْوَدّ وجوههم ولم تَزرقّ أعينهم و لم يُختَم على أفواههم و لم يُقرّنوا مع الشياطين و لم توضع السلاسل و الأغلال في أعناقهم، فيقول الملائكة: هكذا أُمِرنا أن نأتيك بهم على هذه الحالة، فيقول لهم مالك: يا معشر الأشقياء من أنتم؟

و في خبر آخر: لما قادتهم الملائكة ينادون: وامحمداه ! فلما رأوا مالكا نسوا اسم محمد صلى الله عليه وسلم من هيبته، فيقول لهم: من أنتم؟ فيقولون: نحن ممن أُنزل علينا القرآن، ونحن ممن يصوم رمضان، فيقول لهم مالك: ما أُنزل القرآن إلا على أمة محمد صلى الله عليه وسلم، فإذا سمعوا اسم محمد صاحوا: نحن من أمة محمد صلى الله عليه وسلم، فيقول لهم مالك: أما كان لكم في القرآن زاجر عن معاصي الله تعالى؟ فإذا وقف بهم على شفير جهنم، ونظروا إلى النار، وإلى الزبانية، قالوا: يا مالك! ائذن لنا نبكي على أنفسنا، فيأذن لهم، فيبكون الدموع حتى لم يبق لهم دموع، فيبكون الدم، فيقول مالك: ما

أحسن هذا البكاء، لو كان في الدنيا، فلو كان في الدنيا من خشية الله، ما مستكم النار اليوم، ثم يقول مالك للزبانية: ألقوهم.

فإذا أُلقوا في النار! نادوا بأجمعهم: لا إله إلا الله، فترجع النار عنهم، فيقول مالك: يا نار! خذيهم، فتقول: كيف آخذهم و هم يقولون لا إله إلا الله؟ فيقول مالك: نعم، بذلك أمر رب العرش، فتأخذهم، فمنهم من تأخذه إلى قدميه، ومنهم من تأخذه إلى ركبتيه، ومنهم من تأخذه إلى حقويه، ومنهم من تأخذه إلى حلقه، فإذا أهوت النار إلى وجهه، قال مالك: لا تحرقي وجوههم، فطالما سجدوا للرحمن في الدنيا، و لا تحرقي قلوبهم، فلطالما عطشوا في شهر رمضان، فيبقون ما شاء الله فيها، ويقولون: يا أرحم الراحمين! يا حنّان! يا منّان! فإذا أنفذ الله تعالى حكمه قال: يا جبريل! ما فعل العاصون من أمة محمد صلى الله عليه وسلم؟ فيقول: اللهم أنت أعلم بهم، فيقول انطلق، فانظر ما حالهم، فينطلق جبريل عليه السلام إلى مالك، و هو على منبر من نار في وسط جهنم، فإذا نظر مالك إلى جبريل عليه السلام، قام تعظيما له، فيقول: يا جبريل! ماأدخلك هذا الموضع؟ فيقول: ما فعلت بالعصابة العاصية من أمة محمد؟ فيقول مالك: ما أسوأ حالهم و أضيق مكانهم، قد أحرقت أجسامهم، و أكلت لحومهم، وبقيت وجوههم و قلوبهم يتلألأ فيها الإيمان.

فيقول جبريل: ارفع الطبق عنهم، حتى أنظر إليهم، قال: فيأمر مالك الخَزَنَة، فيرفعون الطبق عنهم، فإذا نظروا إلى جبريل، وإلى

حسن خلقه، علموا أنه ليس من ملائكة العذاب، فيقولون: من هذا العبد الذي لم نر أحدا قط أحسن منه؟ فيقول مالك: هذا جبريل، الكريم على ربه، الذي كان يأتي محمدا صلى الله عليه وسلم بالوحي، فإذا سمعوا ذكر محمد صلى الله عليه وسلم صاحوا بأجمعهم، يا جبريل! أقرئ محمدا صلى الله عليه وسلم منا السلام، وأخبره أن معاصينا فرّقت بيننا وبينك، وأخبره بسوء حالنا.

فينطلق جبريل حتى يقوم بين يدي الله تعالى، فيقول الله تعالى: كيف رأيت أمة محمد؟ فيقول: يارب ! ما أسوأ حالهم وأضيق مكانهم، فيقول الله تعالى: هل سألوك شيئا؟ فيقول: يا رب! نعم، سألوني أن أقرئ نبيهم منهم السلام، و أخبره بسوء حالهم، فيقول الله تعالى: انطلق فأخبره، فينطلق جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو في خيمة من درّة بيضاء لها أربعة آلاف باب، لكل باب مصراعان من ذهب، فيقول: يا محمد! قد جئتك من عند العصابة العصاة الذين يعذبون من أمتك في النار، وهم يقرئونك السلام: ويقولون ما أسوأ حالنا، وأضيق مكاننا، فيأتي النبي صلى الله عليه وسلم إلى تحت العرش فيخر ساجدا، ويثنى على الله تعالى ثناء لم يثن عليه أحد مثله، فيقول الله تعالى: ارفع رأسك، وسَلْ تُعْطَ، واشفع تُشفّع. فيقول:يا رب! الأشقياء من أمتي قد أنفذت فيهم حكمك، وانتقمت منهم، فشفّعني فيهم، فيقول الله تعالى: قد شفّعتك فيهم، فأت النار، فأخرج منهاكل من قال لا إله إلا الله.

فينطلق النبي صلى الله عليه وسلم، فإذا نظر مالك النبي صلى الله عليه وسلم، قام تعظيما له، فيقول: يا مالك! ما حال أمتي الأشقياء؟ فيقول: ما أسوأ حالهم و أضيق مكانهم، فيقول محمد صلى الله عليه وسلم: افتح الباب وارفع الطبق، فإذا نظر أصحاب النار إلى محمد صلى الله عليه وسلم صاحوا بأجمعهم، فيقولون: يا محمد! أحرقت النار جلودنا و أحرقت أكبادنا، فيخرجهم جميعا، و قد صاروا فحما، قد أكلتهم النار، فينطلق بهم إلى نهر بباب الجنة يسمى نهر الحيوان، فيغتسلون منه، فيخرجون منه شباباً جُرْداً مُرْداً مُكحّلين، وكأنّ وجوههم مثل القمر، مكتوب على جباههم: الجهنّميون عتقاء الرحمن من النار، فيدخلون الجنة .

فإذا رأى أهل النار أن المسلمين قد أخرجوا منها، قالوا: يا ليتنا كنا مسلمين، وكنا نخرج من النار، وهو قوله تعالى: "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَوْ كَانُواْ مُسْلِمِينَ [الحجر:٢] " .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس انداز سے آئے کہ خوف کی وجہ سے چہرہ کا رنگ متغیر تھا، اس سے پہلے کبھی ایسی حالت میں نہیں آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبرائیل آج کیا معاملہ ہے تمہارے چہرہ کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا، آج جہنم کے ایسے حالات دیکھ کر آیا ہوں کہ جس شخص کو بھی ان کا یقین ہو گا، اس کو چین اور سکون نہیں مل سکتا، جب تک کہ ان میں مبتلا ہونے سے اپنی حفاظت نہ کر لے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبرائیل علیہ السلام کچھ ہم سے بھی

بیان کرو، عرض کیا، بہت اچھا، سنئے! اللہ نے جہنم پیدا کر کے ایک ہزار سال تک دھونکا، وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال تک دھونکا تو سفید ہوگئی، پھر ہزار سال تک دھونکا تو سیاہ ہوگئی۔

چنانچہ اس وقت وہ بالکل سیاہ اور تاریک ہے، اس کی لپٹیں اور انگارے کسی وقت خاموش نہیں ہوتے، اللہ کی قسم! اگر سوئی کے ناکہ کے برابر جہنم کو کھول دیا جائے تو سارا عالم جل کر خاک ہو جائے، اگر کسی دوزخی کا کپڑا زمین وآسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی بدبو اور سوزش سے سارا عالم موت کے گھاٹ اتر جائے، قرآن میں جن سلاسل کا تذکرہ ہے اگر ان میں سے ایک زنجیر کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل کر تحت الثریٰ تک پہنچ جائے، اگر مشرق میں کسی شخص کو جہنم کا عذاب دیا جائے تو اس کی سوزش سے مغرب میں رہنے والے لوگ تڑپنے لگیں، اس کی سوزش بہت سخت، اس کی گہرائی بے انتہا، اس کا زیور لوہا، اور اس کا پانی کھولتا ہوا پیپ ہے، اس کے کپڑے آگ کے ہیں، اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازہ سے جانے والے مرد و عورت متعین ہیں، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا، وہ ہمارے مکانوں جیسے دروازے ہیں؟ عرض کیا نہیں، بلکہ وہ اوپر نیچے اور کھلے ہوئے ہیں، دو (۲) دروازوں کے درمیان کی مسافت ستر سال ہے، ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے، اللہ کے دشمن ہنکا کر ان دروازوں کی جانب لے جائے جائیں گے، جب دروازہ تک پہنچیں گے تو وہاں ان کا استقبال طوق اور زنجیروں سے کیا جائے گا، منہ میں زنجیر داخل کر کے دبر سے نکال دی جائے گی، اس طرح ہاتھ پیروں کو باندھ دیا جائے گا، ہر ایک کے ساتھ ان کا شیطان بھی ہوگا، منہ کے بل گھسیٹ کر لوہے کے ہتھوڑے سے مارتے ہوئے

فرشتے ان کو جہنم میں دھکیل دیں گے، وہاں سے جب بھی تکلیف کی وجہ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی میں واپسی دھکیل دیے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا، فرمایا، ان دروازوں میں کون لوگ رہیں گے؟ عرض کیا، سب سے نیچے کے دروازہ (طبقہ) میں منافقین اور اصحاب مائدہ اور فرعون والے رہیں گے، اس درجہ کا نام ''ہاویہ'' ہے، دوسرے درجہ میں جس کا نام ''جحیم'' ہے مشرکین، اور تیسرے درجہ ''سقر'' میں صائبین، چوتھے درجہ میں ابلیس اور اس کے متبعین رہیں گے، اس کا نام ''لظیٰ'' ہے، پانچویں دروازہ ''حطمہ'' میں یہود، اور چھٹے دروازے میں نصاری رہیں گے اس کا نام ''سعیر'' ہے، اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام خاموش ہوگئے، آپ نے فرمایا: خاموش کیوں ہوگئے، ساتویں دروازہ میں کون لوگ رہیں گے؟ جبرائیل علیہ السلام نے تکلف کے ساتھ شرماتے ہوئے بتایا کہ اس میں آپ کی امت کے وہ لوگ رہیں گے جنہوں نے گناہ کبیرہ کئے اور بغیر توبہ کے مرگئے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ برداشت نہ کرسکے اور بے ہوش ہوکر گرگئے (فداہ ابی وامی)، جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا، جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میں بہت بڑی پریشانی اور غم میں مبتلا ہوگیا، کیا میری امت میں سے بھی کوئی شخص آگ میں ڈالا جائے گا؟ عرض کیا، جی ہاں! گناہ کبیرہ کرنے اور بلا توبہ مرجانے والے، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر رونے لگے، آپ کو دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام بھی رونے لگے۔

آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا، صرف نماز کے لیے باہر تشریف لاتے اور کسی سے بات کئے بغیر گھر میں تشریف لے جاتے، کیفیت یہ تھی کہ روتے ہوئے نماز شروع فرماتے اور روتے ہوئے ختم

فرماتے، تیسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دروازہ پر حاضر ہوئے سلام کیا اور داخلہ کی اجازت مانگی، اندر سے کوئی جواب نہ ملا، روتے ہوئے واپس گئے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا، وہ بھی روتے ہوئے واپس ہوئے، اتنے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آگئے، انہیں بھی کوئی جواب نہ ملا تو بے قرار ہو گئے، کبھی بیٹھتے کبھی کھڑے ہوتے واپس ہوئے تو فوراً لوٹ آتے، اسی بے قراری کے عالم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے تک پہنچ گئے اور ساری رُوداد سنا ڈالی، سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بے چین ہوگئیں اور چادر اوڑھ کر سیدھی درِ رسالت کی طرف روانہ ہوئیں، دروازہ پر سلام کے بعد عرض کیا: میں فاطمہ ہوں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑے اپنی امت کے لیے رو رہے تھے، سر اٹھا کر فرمایا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ! کیا حال ہے؟ گھر والوں سے فرمایا: دروازہ کھول دو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اندر داخل ہوئیں تو آپ کی حالت دیکھ کر بے اختیار زار و قطار رو پڑیں اور بہت روئیں، انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت متغیر ہے، رنگ پیلا پڑ چکا ہے، چہرہ کی بشاشت غائب ہے، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا پریشانی ہے اور آپ کو کس بات کے غم نے اتنا ستایا ہے جو آپ کا یہ حال ہو گیا؟ ارشاد فرمایا: فاطمہ! میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے، انہوں نے مجھے جہنم کے حالات بتائے اور بتایا کہ سب سے اوپر کے طبقہ میں میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والے رہیں گے، اس غم نے میری یہ کیفیت کر دی، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرح ان کو داخل کیا جائے گا؟

فرمایا، فرشتے ان کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے، لیکن ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوں گے، آنکھیں نیلی نہیں ہوں گی، نہ منہ پر مہر لگی ہو گی، نہ ان

کے ساتھ ان کا شیطان ہو گا، انہیں طوق وزنجیر سے بھی نہیں جکڑا جائے گا، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرشتے کس طرح کھینچیں گے؟ فرمایا: مردوں کی داڑھی پکڑ کر اور عورتوں کی چوٹی پکڑ کر مرد وعورت، جوان وبوڑھے اپنی بے عزتی ورسوائی پر چیخ وپکار کریں گے، اس حال میں جب جہنم تک پہنچیں گے تو داروغہ جہنم (مالک) فرشتوں سے کہے گا یہ کون لوگ ہیں؟ ان کی شان عجیب ہے، نہ ان کے چہرے کالے ہیں، نہ آنکھیں نیلی نہ ان کے منہ پر مہر لگی ہے، نہ ان کے ساتھ ان کا شیطان ہے، نہ ان کے گلے میں طوق ہے، نہ ان کو زنجیروں سے ہی باندھا گیا ہے، فرشتے کہیں گے، ہم کچھ نہیں جانتے ہم نے تو حکم کے بموجب ان کو آپ تک پہنچا دیا، داروغہ جہنم ان لوگوں سے کہے گا، بدبختو! تم ہی بتادو تم کون ہو؟

(ایک روایت کے مطابق وہ راستہ میں ہائے محمد، ہائے محمد پکارتے جائیں گے، لیکن داروغہ جہنم کو دیکھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھول جائیں گے) وہ کہیں گے، ہم وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا اور رمضان کے روزے فرض کئے گئے، داروغہ کہے گا: قرآن تو صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی پکاریں گے، ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، داروغہ جہنم کہے گا: کیا قرآن میں اللہ کی نافرمانی پر تمہیں ڈرایا نہیں گیا تھا؟ جہنم کے دروازہ پر آگ دیکھ کر یہ لوگ داروغہ سے گزارش کریں گے، ہمیں اپنے پر رولینے دیجئے، چنانچہ روتے روتے آنکھوں کا پانی ختم اور خون جاری ہو جائے گا، داروغہ جہنم کہے گا، کاش یہ رونا دنیا میں ہوتا تو آج یہ نوبت نہ آتی، داروغہ کے حکم سے ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا، سب کے سب بیک آواز پکاریں گے "لا الہ الا اللہ" یہ سن کر

آگ لوٹ جائے گی، داروغہ جہنم کے معلوم کرنے پر کہے گی: میں ان کو کیونکر پکڑوں جب کہ ان کی زبانوں پر کلمہ توحید ہے، چند مرتبہ ایسا ہی ہو گا، پھر داروغہ جہنم کہے گا: اللہ کا یہی حکم ہے، تب ان کو آگ پکڑے گی، کسی کو قدموں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو کوکھ تک اور کسی کو گلے تک، جب آگ چہرہ تک آئے گی تو داروغہ کہے گا کہ ان کے چہروں اور دلوں کو نہ جلانا کیونکہ انہوں نے دنیا میں نمازیں سجدے کئے اور رمضان میں روزے رکھے ہیں، جب تک اللہ کی مرضی ہوگی اپنے گناہوں کی سزا میں یہ لوگ جہنم میں پڑے رہیں گے اور بار بار اللہ کو پکارتے رہیں گے،(یاحنان یامنان یاارحم الراحمین) آخر ایک دن اللہ رب العزت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے: امت محمدیہ کی تو خبر لو ان کا کیا حال ہے؟ وہ دوڑے ہوئے داروغہ جہنم کے پاس پہنچیں گے، وہ جہنم کے وسط میں آگ کے ممبر پر تشریف فرما ہوں گے، جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہی استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں گے، آنے کا سبب دریافت کرینگے، جبرائیل علیہ السلام کہیں گے: امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کی تفتیش کے لیے آیا ہوں، ان کا کیا حال ہے؟ وہ جواب دیں گے، بہت برا حال ہے، تنگ جگہ میں پڑے ہیں، آگ نے ان کے جسم جلا ڈالے، ان کا گوشت کھا گئی، صرف چہرہ اور دل باقی ہے جن میں ایمان چمک رہا ہے، جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے، ذرا مجھے بھی دکھاؤ، جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہی لوگ سمجھ جائیں گے یہ عذاب کے فرشتہ نہیں ہیں، اتنا حسین چہرہ آج تک نہیں دیکھا، ان سے کہا جائے گا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے جایا کرتے تھے۔

وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہی چیخنے لگیں گے، جبرائیل علیہ السلام

ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہمارا سلام عرض کر دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ ہمارے گناہوں نے ہمیں آپ سے جدا اور برباد کر دیا، جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام واپس ہو کر رب کریم کو سارا ماجرا سنائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام انہوں نے تم سے کچھ کہا ہے، کہیں گے، جی ہاں! حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اپنا سلام عرض کرنے اور اپنی تباہ حالی بیان کرنے کو کہا ہے، حکم ہو گا، جاؤ، ان کا پیغام پہنچا دو، یہ سنتے ہی جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام فوراً حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچیں گے، آپ اس وقت سفید موتی کے ایک ایسے محل میں آرام فرما ہوں گے، جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے، ہر دروازے کے دونوں پٹ سونے کے ہوں گے، سلام کے بعد عرض کریں گے: آپ کی امت کے گناہ گاروں کے پاس سے آرہا ہوں، انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور اپنی تباہی و بربادی کا حال آپ تک پہنچانے کو کہا ہے، (وہ بہت ہی پریشانی و مصیبت میں مبتلا ہیں) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سنتے ہی عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ ریز ہو جائیں گے، اور اللہ کی ایسی تعریف کریں گے کہ آپ سے پہلے کسی نے بھی ان الفاظ میں تعریف نہ کی ہو گی، حکم ہو گا، سر اٹھاؤ، مانگو کیا مانگتے ہو؟ ضرور دیا جائے گا، اگر کسی کی شفاعت کرنا چاہتے ہو تو قبول کی جائے گی، بارگاہِ ایزدی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عرض کریں گے: اے پروردگار! میری امت کے گناہ گاروں پر آپ کا حکم نافذ ہو چکا، انہیں ان کے گناہوں کی سزا دی جا چکی، اب ان کے سلسلہ میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔

حکم ہو گا ہم نے آپ کی شفاعت قبول فرمائی، آپ خود تشریف لے جائیے اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیجئے جس نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا ہو، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جہنم کی طرف جائیں گے، داروغہ جہنم آپ کو دیکھتے ہی تعظیم کے

لیے کھڑا ہو جائے گا، آپ اس سے فرمائیں گے: مالک میری امت کے گناہ گاروں کا کیا حال ہے؟ وہ عرض کرے گا، بہت بُرا حال ہے، آپ جہنم کا دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے۔

جیسے ہی جہنمی رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں گے، چیخ پڑیں گے، یارسول اللہ ﷺ! آگ نے ہماری کھالوں اور کلیجوں کو جلا ڈالا، آپ سب کو نکالیں گے، سب کوئلے کی طرح کالے ہوں گے، آپ ان کو نہر رضوان میں غسل دیں گے، جو جنت کے دروازہ پر ہوگی، اس میں نہا کر خوبصورت نوجوان بن کر نکلیں گے، چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، پیشانی پر لکھا ہو گا "الجهنميون عتقاء الرحمن" (یہ وہ جہنمی ہیں جن کو اللہ رحمن نے آزاد فرمایا ہے) پھر ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

اس وقت بقیہ جہنمی حسرت کے ساتھ کہیں گے: کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے تو آج ان کی طرح دوزخ سے نکال لیے جاتے "ربما يود الذين كفروا لو كانو مسلمين" بہت سے کافر اس کی تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے[1]۔

روایت کا حکم

واضح رہے کہ مذکورہ روایت انہی الفاظ سے اس خاص سیاق و پس منظر کے ساتھ ہمیں تلاش کے باوجود سنداً نہیں مل سکی، اور یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت کے بعض اجزاء سنداً منقول ہیں، لیکن ان سے یہاں تعارض نہیں کیا گیا،

[1] تنبيه الغافلين مترجم: مولانا محفوظ الحسن سنبهلي، ص: ٦١، زم زم پبلشر۔ کراتشي، الطبعة ٢٠٠٥ء.

چنانچہ جب تک مذکورہ روایت کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
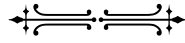
روایت نمبر⑥

آپ ﷺ اور خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تین، تین محبوب اشیاء

روایت: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ تشریف فرماتھے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں: عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں: آپ کے چہرے کو دیکھنا، آپ پر مال خرچ کرنا اور آپ کی قربت حاصل کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: نیکی کا حکم کرنا، برائی کو روکنا اور اللہ کے حکم کو نافذ کرنا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: گرمیوں میں روزے رکھنا، مہمان کی توقیر کرنا اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا، حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: مسکینوں سے محبت، مسلمانوں کو پیغام پہنچانا، امانت کو ادا کرنا، اللہ تعالی نے فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں: صبر کرنے والا جسم، ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

علامہ محب الدین طَبَرِی رحمۃ اللہ علیہ "الریاض النَضَرَة"[1] **میں مذکورہ روایت**

---

[1] الرياض النضرة في مناقب العشرة:٢٦٥/١،رقم:١٠٩،ت:عيسى بن عبدالله،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة١٩٩٦م.

"خُجَنْدِی" کے حوالے سے بلاسند نقل فرماتے ہیں:

"روي أنه لما قال صلى الله عليه وسلم: حبب إلى من دنياكم ثلاث: الطيب، و النساء، وجعل قرة عيني الصلاة، قال أبو بكر: وأنا يا رسول الله! حبب إلي من الدنيا ثلاث: النظر إلى وجهك، وجمع المال لإ نفاق عليك، والتوسل بقرابتك إليك، وقال عمر: وأنا يا رسول الله! حبب إلي من الدنيا ثلاث: الأمر بالمعروف، والنهى عن المنكر، والقيام بأمر الله، وقال عثمان: وأنا يا رسول الله! حبب إلى من الدنيا ثلاث: إطعام الجائع، وإرواء الظمآن، وكسوة العاري، وقال علي بن أبي طالب: وأنا يا رسول الله! حبب إلي من الدنيا ثلاث: الصوم بالصيف، إقراء الضيف، والضرب بين يديك بالسيف. خرجه الخُجَنْدي أيضا".

دیگر مصادر

زیر بحث روایت کو علامہ عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[1] میں ، امام قَسْطَلَّانی رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] نزهة المجالس: ۱/ ۵۲، کاتب: محمد الخشاب، المطبعة الكاستلية ـ الهند، الطبعة ۱۲۸۳هـ .

نزہۃ المجالس میں روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں: "عن النبي صلى الله عليه وسلم: حبب إلي من دنياكم ثلاث: الطيب، والنساء، وقرة عيني في الصلاة، وقال أبو بكر الصديق: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: الجلوس بين يديك، والصلاة عليك، وإنفاق مالي عليك، وقال في الرياض النضرة: قالت عائشة رضي الله عنها: أنفق أبو بكر على النبي صلى الله عليه وسلم أربعين ألفا، وقال عمر رضي الله عنه: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: الأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر، وإقامة الحدود، وقال عثمان رضي الله عنه: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: إطعام الطعام، وإفشاء السلام، والصلاة بالليل والناس نيام، وقال علي رضي الله عنه: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: الضرب بالسيف، والصوم في الصيف، وإقراء الضيف، فنزل جبريل، وقال :يا نبي الله ! وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: النزول على النبيين، وتبليغ الرسالة للمرسلين، والحمد لله رب العالمين، ثم قال: إن الله تعالى يقول: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: لسان ذاكر، وقلب

"المواهب اللدنية"[1] میں، علامہ شہاب الدین خَفَاجی رحمۃ اللہ علیہ نے "نسیم الریاض"[2] میں، علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المنبهات"[3] میں بلاسند نقل کیا ہے۔

شاكر، وجسد على البلاء صابر.

فالعمل بهذا كله من علامات المحبة لمن أراد الدخول في قوله صلى الله عليه وسلم: من أحبني كان معي في الجنة، وفي أول الحديث إشارة تأتي في أول باب الزهد إن شاء الله تعالى.

ولما وصل هذا الحديث إلى الأئمة الأربعة، قال الإمام أبو حنيفة رضي الله عنه: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: تحصيل العلم في طول الليالي، وترك الترفع والتعالي، وقلب من حب الدنيا خالي، وقال الإمام مالك رضي الله عنه: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث : مجاورة روضته صلى الله عليه وسلم، وملازمة تربته، وتعظيم أهل بيته، وقال الإمام الشافعي رحمه الله: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: معاملة الخلق بالتلطف، وترك ما يؤدي إلى التكلف، والاقتداء بطريق التصوف، وقال الإمام أحمد رحمه الله تعالى: وأنا حبب إلي من دنياكم ثلاث: متابعة النبي صلى الله عليه وسلم في أخباره، والتبرك بأنواره، وسلوك طريق آثاره". (نزهة المجالس:۱/ ٤٩،دارالفكر ـ بيروت)

[1] المواهب اللدنية:٤٧٨/٢،ت:صالح أحمد الشامي،المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.

[2] نسم الرياض:١٧٨/٢،ت:محمد عبدالقادر عطاء،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

[3] المنبهات(الاستعداد ليوم المعاد):ص:٤٧،ت:عادل أبو المعاطي،دارالتربية ـ بيروت.

"منبہات" کے الفاظ یہ ہیں: "عن رسول الله ﷺ أنه قال: حبب إلي من دنياكم ثلث: الطيب والنساء وجعل قرة عيني في الصلوة، وكان معه أصحابه جلوسا فقال أبوبكر الصديق: صدقت يا رسول الله! وحبب إلي من الدنيا ثلث: النظر إلى وجه رسول الله، وإنفاق مالي على رسول الله، وأن يكون ابنتي تحت رسول الله، فقال عمر: صدقت يا أبا بكر! و حبب إلي من الدنيا ثلث: الأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر، والثوب الخلق، فقال عثمان: صدقت يا عمر ! وحبب إلي من الدنيا ثلث: إشباع الجيعان، وكسوة العريان، وتلاوة القرآن، فقال علي: صدقت يا عثمان! و حبب إلي من الدنيا ثلث: الخدمة للضيف، والصوم في الصيف، والضرب بالسيف، فبيناهم كذلك إذ جاء جبرئيل وقال: أرسلني الله تبارك وتعالى لما سمع مقالتكم، وأمرك أن تسئلني عما أحب إن كنت من أهل الدنيا، فقال: ماتحب إن كنت من أهل الدنيا؟ فقال: إرشاد الضالين، ومونسة الغرباء القانتين، ومعاونة العيال المعسرين، وقال جبرئيل: يحب رب العزة جل جلاله من عباده ثلث خصال: بذل الاستطاعة، والبكاء عند الندامة، والصبر عند الفاقة".

واضح رہے کہ مذکورہ کتاب "المنبهات" حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے مشہور ہے، لیکن شیخ الحدیث جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس انتساب کا رد کیا ہے، اور لکھا ہے کہ یہ نہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور نہ ہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی، بلکہ احمد بن محمد حجری نام کے کسی مصنف کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے (اليواقيت الغالية: ٤٤٢/١،ترتيب: محمد أيوب سورتي،مجلس دعوة الحق ـ لستر،الطبعة: ١٤٢٩ هـ.)

علامہ قَسْطَلَّانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
"وقال الطَبَري: خرجه الجَنَدي[1]، كذا قال، والعهدة عليه". طَبرِی [یعنی محب الدین طَبرِی] نے کہا ہے کہ جَنَدی نے اسے تخریج کیا ہے، [علامہ قَسْطَلَّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں] طَبرِی نے اسی طرح کہا ہے، اور ذمہ انھیں پر ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخَفاء"[2] میں قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء" میں "المواهب اللَّدُنِّيَّة" کی عبارت نقل کرنے کے بعد "المجالس للخفاجي" کے حوالے سے یہی روایت نقل کی ہے جس میں بعض الفاظ کا اختلاف ہے، ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر: وأنا يا رسول الله! حبب إلي من الدنيا ثلاث: النظر إليك، وإنفاق مالي عليك، والجهاد بين يديك... فنزل جبريل عليه السلام وقال: وأنا حبب إلي من الدنيا ثلاث: إغاثة المضطرين، وإرشاد المضلين، والمؤانسة بكلام رب العالمين، ونزل ميكائيل فقال: وأنا حبب إلي من الدنيا ثلاث: شاب تائب، وقلب خاشع، وعين باكية". (كشف الخفاء: ۱/ ۳۸۸، رقم: ۱۰۸۹).

بعد میں بندہ کو "المجالس للخفاجي" دستیاب ہوئی تو دیکھا کہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت: "حبب إلي من دنياكم ثلث: النساء والطيب وجعل قرة عيني في الصلوة". کے الفاظ سے حدیث ذکر کرکے اس میں علمی نکات ذکر کیے، پھر لفظ "قيل" کے ساتھ ذکر کردہ الفاظ نقل کیے ہیں، دیکھئے: (طراز المجالس: ۱۵۷، المطبع الوهبية المصرية، ط: ۱۲۸٤هـ)

[1] علامہ محب الدین طَبرِی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت گذر چکی ہے، وہاں یہ لفظ "خُجَنْدِي" لکھا ہے، اور یہی درست ہے، یہ برہان الدین ابراہیم بن احمد بن محمد خُجَنْدِی حنفی ہیں، موصوف کے احوال کے لئے دیکھئے: (الضوء اللامع: ۲٤/۱، مكتبة الحياة ـ بيروت) واللہ اعلم۔

[2] كشف الخفاء: ۱/ ۳۸۸، رقم: ۱۰۸۹، ت: يوسف بن محمود الحاج أحمد، مكتبة العلم الحديث ـ دمشق، الطبعة ۱٤۲۱هـ.

روایت نمبر ⑦

روایت : "لا تنظروا إلى المردان، فإن فيهم لمحة من الحور".

بے ریش لڑکوں کو مت دیکھو، کیونکہ ان میں حوروں کی سی جھلک ہے۔

یہ روایت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنوز الحقائق"[1] میں بحوالہ "مسند أحمد" نقل فرمائی ہے، نیز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التشرف"[2] میں بحوالہ "کنوز الحقائق" اسے تحریر فرمایا ہے، بندہ کو تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت "مسند أحمد" و دیگر مسند کتب میں نہیں مل سکی ہے۔

اسی طرح علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کشف الخفاء"[3] میں بحوالہ "مسند الفردوس" عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے، "مسند الفردوس" یعنی اسانید کے ساتھ دستیاب نہیں، لیکن اس کے متن "الفردوس بماثور الخطاب" میں یہ روایت نہیں مل سکی ہے۔

الحاصل تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] كنوز الحقائق: ص:٩٦، مخطوط .

[2] التشرف: ص:٣٥٨، إدارة تاليفات اشرفية .

[3] كشف الخفاء ومزيل الإلباس: ٢/ ٤٢٤، رقم: ٢٩٩٧، ت: يوسف بن محمود، مكتبة العلم الحديث - جدة، الطبعة ١٤٢١هـ.

اہم نوٹ: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "مکتوبات"[1] میں اس جیسی روایت کو کسی کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، یعنی بطور حدیث نقل نہیں کیا، ملاحظہ ہو:

"عجب معاملہ ہے، بعض صوفیاء اپنی مطلب براری کے لئے اس قول کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس میں کہا گیا ہے: "إياكم والمُرْد فإن فيهم لونا كلون الله". (تم ان بے ریشوں سے بچو، کیونکہ ان میں اللہ تعالی کے رنگ کی طرح رنگ ہے)"۔
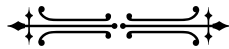
[1] مکتوبات(ترجمه حضرت مولانا سيد زوار حسين شاه صاحب رحمه الله):۱۵۲/۲،زوار أكيدمي ـ كراتشي.

روایت نمبر ⑧

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو شمار کرنا

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت: ''روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے، پوچھنے پر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری تمنا ہے کہ آپ کی تعظیم و تکریم میں ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کروں، چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکان تک جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پڑے تھے اتنے غلام خرید کر آزاد کر دیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متأثر ہو کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے فاطمہ ! آج میرے بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے ،اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے، میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح شاندار دعوت کر سکتے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس خواہش سے متأثر ہو کر کہا: بہت اچھا، جائیے آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قسم کی دعوت دے آئیے،ان شاءاللہ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر دعوت دے دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہو گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خلوت میں تشریف لے گئیں، اور اللہ تعالی سے مناجات کرنے لگیں اور کہا یا اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے، تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے، لہٰذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اوراس دعوت کے کھانوں کا تو عالم غیب سے انتظام فرما، یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہے پر چڑھا دیا، اللہ تعالی نے ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کھانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے، لیکن ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اللہ تعالی نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیج دیا ہے۔

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دعا مانگنے لگیں کہ یا اللہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے، لیکن تیری بندی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اتنی استطاعت نہیں ہے، اے میرے رب! اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر

میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے محبوب کی امت کے گنہگار بندوں کو تو جہنم سے آزاد فرما۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں حضرت جبریل علیہ السلام یہ وحی لے کر نازل ہوئے، یارسول اللہ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا"۔

روایت کا مصدر

شیخ محمد رَہَاوی واعظ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۱۰۹۰ھ) نے مذکورہ روایت "جامع المعجزات"[1] میں بلا سند ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"ومن معجزاته: روي أن عثمان بن عفان دعى النبي صلى الله عليه وسلم يوما إلى ضيافة، فأجاب النبي عليه السلام وذهب مع أصحابه إلى بيت عثمان رضي الله عنه، وكان عثمان يَعُدُّ خطوة النبي صلى الله عليه وسلم، فوقف النبي صلى الله عليه وسلم إلى ضيعة عثمان وقال: ياأخي عثمان ! لِمَ تَعُدُّ خطواني، فما مرادك من هذا العمل؟ قال عثمان: يارسول الله ! فداك أبي وأمي! أن مرادي من هذا العمل أن أعتق بكل خطوة من تك عبدا تعظيما وتوقيرا لك. فياأيها السامع! أسمعت كيف كان حب النبي صلى الله عليه وسلم في قلوب الصحابة

---

[1] جامع المعجزات:ص:٦٥،مطبعة نبات المصري .

فلما أكلوا ضيافة عثمان رضي الله عنه، انشروا إلى بيوتهم، فجاء علي رضي الله عنه إلى بيته، ودخل إلى عند [كذا فيه] فاطمة رضي الله عنها محزونا ومغموما، فلما رأت فاطمة عليا بهذه الحالة، قالت: يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم! ماسبب هذاالحزن ؟ قال رضى الله عنه: يابنت رسول الله ! كيف لاأحزن، إن أخي عثمان بن عفان دعى النبي عليه السلام إلى بيته مع أصحابه وأضافهم ضيافة عظيمة، ثم أعتق عثمان بكل خطوة من خطوات النبي عليه السلام غلاما تعظيما وتوقيرا لشان النبي عليه السلام، ولوكان لنا أموال ما كان لعثمان لدعونا النبي عليه السلام إلى بيتنا، وفعلنا به مثل مافعل عثمان رضي الله عنه، فلما سمعت فاطمة من علي رضي الله عنه هذه المقالة، قالت: يا ابن عم رسول الله! لاتحزن ولاتغتم، اذهب وادع النبي عليه السلام حتى يجعل له ولأصحابه ضيافة مثل ضيافة عثمان رضي الله عنه، ونكرم ونوقر له مثل توقير عثمان رضي الله عنه، فلما سمع علي رضي الله عنه هذه الكلمات من فاطمة رضي الله عنها، قال: ياكريمة النساء! نعم ماتقول، ولكن من أين لنا الطعام والأموال حتى ندعو النبي عليه السلام ونضيفه ونوقره؟

قالت فاطمة رضي الله عنها: يا علي! لا تخالفني، اذهب وادع لي، فإنه حبيب الله تعالى وخيرخلقه، فالله تعالى يطعمه ويكرمه، فلما سمع علي رضي الله عنه هذه المقالة من فاطمة، فرح فرحا شديدا، فذهب إلى النبي عليه السلام وقال :يارسول الله ! بنتك فاطمة تقرئك

السلام، وتدعوك إلى بيتها، تريد أن تجعل لك ولأصحابك ضيافة مثل عثمان، فقام النبي عليه السلام مع أصحابه جميعا وتوجه إلى بيت فاطمة رضي الله عنها، فلما جاء النبي عليه السلام إلى بيتها، خرجت فاطمة رضي الله عنها واستقبلتهم وتوقرتهم، فقعدوا في بيت فاطمة، ثم دخلت فاطمة إلى خلوتها وناجت إلى ربها وقالت: يا إلهي وسيدي ومولائي! أنت تعلم حالي وكيفيتي، أني دعوت حبيبك ورسولك إلى بيتي بأن أجعل له ولأصحابه ضيافة عبدك عثمان، وليست في أمتك استطاعة وقوة حتى أجعل له ضيافة، أريد من فضلك وكرمك أن تشبع بطونهم وتوقرهم وتعظهم، إلهي! لاتخجلني عند حبيبك وأصحابه، أنا أمتك العاصية، فرح قلبي، يا ربي! بحرمة رسولك محمد صلى الله عليه وسلم، فعند هذه المناجات وضعت فاطمة رضي الله عنها قدرا على النار، وبكت وتضرعت.

فلما فرغت من مناجاتها ملأ الله تعالى قدرها من طعام الجنة، فجائت به فاطمة إلى قدام النبي صلى الله عليه وسلم، فأكل النبي صلى الله عليه وسلم وأصحاب من ذلك الطعام وشبعوا جميعا، فما ينقص منه شيء، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه: هل علمتم من أين هذا الطعام ؟قالوا: لايارسول الله! قال عليه السلام: هذا طعام الجنة، أرسله الله تعالى لنا، فحمدت الصحابة لله تعالى وشكروه، ثم دخلت فاطمة رضي الله عنهاإلى خلوتها وتضرعت وبكت وقالت: إلهي ومولائي! أنت تعلم ليست لنا أموال نشتري بها عبدا فأعتقهم

كما فعل عبدك عثمان رضي الله عنه، فأريد من فضلك وكرمك أن تعتق من النار من عصاة أمة أبي محمد صلى الله عليه وسلم كما أعتق عثمان بكل خطوة أبي عبدا، فلما فرغت فاطمة من مناجاتها، نزل جبريل عليه السلام وقال: يامحمد! إن بنتك فاطمة ناجت إلى الله تعالى وطلبت عنه بأن يعتق الله تعالى من عصاة أمتك بكل خطوة عبدا عاصيا من النار، فقبل الله تعالى دعاءها بحرمتك، ويعتق الله تعالى من النار بكل خطوة ألفا من رجال أمتك، وألفا من نساء أمتك من استوجب النار كرامة لشان فاطمة، فلما سمع النبي عليه السلام وأصحابه هذه البشارة، فرحوا فرحاشديدا وحمدوا إلى الله تعالى وشكروا اله، ثم رجعواإلى بيوتهم فرحين ومسرورين".

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
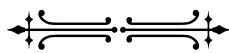
روایت نمبر ⑨

کھانے کے ہر لقمہ پر ”اللھم لك الحمد ولك الشکر“ کہنے سے ایک روزے کا اجر

روایت: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھاتے ہوئے یہ دعا پڑھے، تو اسے ہر لقمہ پر ایک روزے کا اجر ملے گا، دعا یہ ہے:

”اللھم لك الحمد ولك الشکر“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
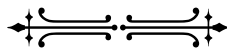
روایت نمبر ⑩

روایت: ”عید کے دن رسالت مآب ﷺ کا ایک بے سہارا یتیم بچے کے ساتھ اخلاق کریمانہ سے پیش آنا“

حکم: یہ روایت سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

شیخ عبد المجید بن علی عدوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) ”التحفة المرضية في الأخبار القدسية“ [1] میں بلاسند لکھتے ہیں: ”روي أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوما لصلاة العيد والصبيان يلعبون، وفيهم صبي جالس في ناحية يبكي ولايلعب معهم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أيها الصبي! مالك تبكي، ولاتلعب مع الصبيان؟ فقال له الصبي، وهو لايعرفه: دعني أيها الرجل! فإن أبي مات في الغزوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتزوجت أمي برجل غيره، فأكل مالي وأخرجني زوجها من بيتي، وليس لي طعام ولاشراب ولا ثياب ولا بيت آوي إليه، فلما رأيت الصبيان ذوي الآباء ويلعبون وعليهم الثياب الجدد تجدد حزني، فلذلك بكيت.

فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيده فقال: أما ترضى أن أكون لك أبا وعائشة أما وفاطمة أختا وعلي عما والحسن والحسين إخوة؟ فعرف الصبي أنه النبي صلى الله عليه وسلم فقال: كيف لا أرضى يا

[1] التحفة المرضية: ص:۵۸، المطبع الكاستلية ـ مصر.

رسول الله! فحمله النبي صلى الله عليه وسلم إلى منزله وألبسه أحسن الثياب، وزينه، وأطعمه حتى أرضاه، فخرج إلى الصبيان ضاحكا مسرورا، فلما راوه قالوا: أنت الآن كنت تبكي فما بالك صرت مسرورا؟ فقال لهم: كنت جائعا فشبعت، وكنت عريانا فاكتسيت، وكنت يتيما فصار رسول الله صلى الله عليه وسلم أبي وعائشة أمي إلى أخر ماتقدم، فقال الصبيان: ليت آباءنا كلهم ماتوا في الغزوة مثلك، واستمر الصبي عند رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قبض، فخرج يبكي ويحثو التراب على رأسه ويقول: الآن صرت يتيما، الآن صرت غريبا، فضمه أبوبكر رضي الله عنه".

منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید کی نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، بچے کھیل رہے تھے، ان میں ایک بچہ کونے میں بیٹھا رو رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بچے! تجھے کیا ہوا کہ تو رو رہا ہے اور ان بچوں کے ساتھ نہیں کھیل رہا؟ وہ بچہ آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا، اس نے کہا: اے شخص! مجھے اپنے حال پر رہنے دو، میرے والد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شہید ہو گئے ہیں، اور میری والدہ دوسرے شخص سے نکاح کر چکی ہیں، جس نے میرا مال بھی کھا لیا ہے، اور اب اس کے شوہر نے مجھ کو میرے گھر سے نکال دیا ہے، اور اب نہ میرے پاس کھانا ہے نہ پینا ہے، نہ کپڑے ہیں، نہ ہی کوئی گھر ہے جو میرا ٹھکانہ ہو، جب میں نے ان بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا جن کے باپ زندہ ہیں اور انہوں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو میرا غم اور بھی بڑھ گیا، اس لئے میں رو پڑا۔

آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا: کیا تو اس چیز پر راضی نہیں کہ میں

تیرا باپ ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہو، فاطمہ رضی اللہ عنہا تیری بہن ہو، علی رضی اللہ عنہ تیرے چچا ہوں، حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ تیرے بھائی ہوں؟ اب بچے نے پہچان لیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس نے کہا: یارسول اللہ! میں کیسے اس پر راضی نہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھایا اور گھر لے آئے، اسے اچھا لباس پہنا کر خوب آراستہ کیا، اسے کھانا کھلایا حتی کہ اسے خوش کر دیا، یہ لڑکا بچوں کے پاس ہنستا مسکراتا ہوا آیا، بچوں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو کہا: ابھی تو تم رو رہے تھے، تجھے کیا ہوا کہ تم خوش ہو؟ اس نے کہا کہ میں بھوکا تھا میرا پیٹ بھر گیا، میں بے لباس تھا مجھے کپڑے مل گئے، میں یتیم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ، عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماں بن گئیں اور آخر تک تمام قصہ سنایا، بچوں نے کہا: کاش ہم سب کے والد بھی غزوہ میں شہید ہو جاتے جس طرح تیرے والد شہید ہوئے، وہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اس دن وہ بچہ روتے ہوئے سر پر مٹی ڈالتے ہوئے نکلا اور کہہ رہا تھا کہ آج میں یتیم ہو گیا، آج میں غریب ہو گیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے سے چمٹا لیا[1]۔

[1] یہی واقعہ کچھ فرق اور اضافہ کے ساتھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

❶ عید کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے، راستے میں ایک جگہ کچھ ایسے بچوں کو کھیلتے دیکھا جنہوں نے اچھے کپڑے پہنتے ہوئے تھے، بچوں نے سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا، کچھ آگے تشریف لے گئے تو وہاں ایک بچے کو اداس بیٹھے دیکھا آپ اس کے قریب رک گئے اور پوچھا: تمہیں کیا ہوا کہ اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟ اس نے روتے ہوئے کہا: اے اللہ کے محبوب! میں یتیم ہوں، میرا باپ نہیں ہے جو میرے لئے کپڑے لا دیتا میری ماں نہیں ہے جو مجھے نہلا کر نئے کپڑے پہنا دیتی، اس لئے میں یہاں اکیلا اداس بیٹھا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اس بچے کو نہلا دو، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک چادر کے دو ٹکڑے کر دیے، کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا گیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا، پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی حتی کہ جب وہ بچہ تیار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے بیٹھ گئے اور اس بچے سے فرمایا: آج تو پیدل چل کر مسجد نہیں جائے گا بلکہ میرے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا۔

جب مسجد تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: آج تم زمین پر نہیں بیٹھو گے بلکہ

روایت کا حکم

یہ واقعہ اس خاص انداز وسیاق سے ہمیں باوجود تتبع وتلاش کے ذخیرۂ احادیث میں سنداً کہیں نہیں مل سکا، چنانچہ جب تک اس روایت کی کوئی معتبر سند نہیں مل جاتی اسے بیان کرنے کو موقوف رکھا جائے اور ہرگز بیان نہ کریں۔

اہم تنبیہ:

ماقبل روایت کے بعض اجزاء معتبر اور صحیح سندوں سے ثابت اور قابل بیان ہیں، ذیل میں ان بعض اجزاء کو بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے پر اس کے بال کے برابر نیکیاں ملنا:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط" [۱] میں لکھتے ہیں: "حدثنا بكر، قال: نا شعيب بن يحيى، قال: أنا ابن لهيعة، عن خالد بن أبي عمران، عن القاسم أبي عبد الرحمن، عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: من مسح رأس يتيم كان له بكل شعرة حسنة".

میرے ساتھ منبر پر بیٹھو گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت وشفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا، اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، اللہ اس کے نامہ اعمال میں اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا، مزید فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس کو مصیبت کے وقت تنہا نہیں چھوڑتا، جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی مدد کرتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی مشکل دور کرے گا اللہ تعالی اس کے بدلے قیامت میں اس سے سختی دور فرمائے گا۔

❷ اسے ایک موقع پر یوں بھی بیان کیا گیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کو اپنے کندھے پر سوار کرکے اس گلی سے تشریف لے جارہے تھے، بچوں نے جو یہ دیکھا تو تمنا کی کہ کاش ہم بھی یتیم ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف حاصل کرتے۔

❸ ایک جگہ یوں بیان کیا گیا ہے: اس بچہ کا باپ کافر تھا وہ فوت ہوگیا تھا، اس لئے وہ بے یارومددگار تھا۔

[۱] المعجم الأوسط:۳/ ۲۸۵، رقم:۳۱٦٦، ت: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا، اس کے ہر بال کے بدلے نیکی لکھ دی جائے گی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباري" [۱] میں اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، اور یہاں ضعیف سے مراد وہ ضعیف حدیث ہے جو فضائل کے باب میں حجت ہو، ملاحظہ ہو:

"أخرجه أحمد والطبراني عن أبي أمامة بلفظ: من مسح رأس يتيم لا يمسحه إلا لله كان له بكل شعرة تمر يده عليها حسنة. وسنده ضعيف". امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے: جو شخص یتیم کے سر پر اللہ کے لئے ہاتھ رکھے گا جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں اسے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۲) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔۔۔:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح" میں فرماتے ہیں: "حدثنا يحيى بن بكير، حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، أن سالما أخبره أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يُسْلِمُه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرّج عن مسلم كربة فرّج الله عنه كُرْبَة من كُرُبَات

[۱] فتح الباري: ۱۵۱/۱۱، ت: عبدالعزيز بن باز، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱۳۷۹ھ۔

يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة"[1].

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، جو نہ خود اس پر ظلم کرے، نہ اسے دوسرے کے حوالے کرے، اور جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد کرتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالی اس کے بدلے قیامت میں اس سے سختی دور فرمائے گا، جو مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا۔

الحاصل اس قصہ میں ذکر کردہ یہ دونوں مضامین درست ہیں، انہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ماقبل میں ذکر کردہ مفصل واقعہ سنداً نہیں ملتا، چنانچہ اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرکے اس قت تک بیان نہیں کیا جاسکتا جب تک اس کی معتبر سند نہ مل جائے، واللہ اعلم۔

---

[1] صحيح البخاري:۱۲۸/۳،رقم:۲٤٤۲،ت:محمدزهير بن ناصر الناصر،دارطوق النجاة۔ بيروت، الطبعة ١٤٢٢هـ.
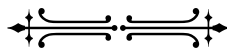
روایت نمبر ⑪

نیک بندے کی قبر میں حور کا آنا، ہار کا ٹوٹنا، اس کے موتی چننے میں مصروف ہونا اور قیامت کا وقوع۔

روایت: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نیک بندے کی قبر میں ایک حور آئے گی اور اس کی گردن میں موتیوں کا ہار ہو گا، وہ دونوں کھیلیں گے اور وہ ہار ٹوٹ جائے گا، جس کے موتی چننے میں دونوں مصروف ہوں گے کہ قیامت آجائے گی“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
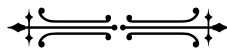
روایت نمبر ⑫

آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر دس بار آنا اور دس چیزیں لے جانا۔

روایت: ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا میرے بعد زمین پر آؤ گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں آپ کے وصال کے بعد زمین پر دس مرتبہ آؤں گا اور دس چیزیں لے جاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چیزیں لے جاؤ گے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ① پہلی مرتبہ آؤں گا برکت لے جاؤں گا ② دوسری مرتبہ آؤں گا دلوں سے رحم دلی لے جاؤں گا ③ تیسری مرتبہ آؤں گا اور اقرباء کے دلوں سے شفقت لے جاؤں گا ④ چوتھی مرتبہ آؤں گا اور حاکموں سے عدل لے جاؤں گا ⑤ پانچویں مرتبہ آؤں گا اور عورتوں سے حیاء لے جاؤں گا ⑥ چھٹی مرتبہ آؤں گا فقیروں سے صبر لے جاؤں گا ⑦ ساتویں مرتبہ آؤں گا علماء سے زہد اور ورع لے جاؤں گا ⑧ آٹھویں مرتبہ آؤں گا امیر لوگوں سے سخاوت لے جاؤں گا ⑨ نویں مرتبہ آؤں گا قرآن کے حروف لے جاؤں گا ⑩ دسویں مرتبہ آؤں گا ایمان لے جاؤں گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۱۳)

چار چیزیں چار چیزوں کو زائل کر دیتی ہیں

علامہ ابو سعید محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان حنفی خادمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۳ھ-۱۱۷۶ھ) "البريقة المحمودية في شرح الطريقة المحمدية للبركلي" میں اس روایت کو بلا سند نقل فرماتے ہیں:

"قيل هنا عن الإحياء، قال صلى الله تعالى عليه وسلم: أربعة جواهر في جسم بني آدم يزيلها أربعة أشياء: أما الجواهر: فالعقل والدين والحياءوالعمل الصالح، الغضب يزيل العقل، والحسد يزيل الدين، والغيبة تزيل العمل الصالح، والطمع يزيل الحياء"[1].

یہاں "احیاء" سے نقل کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدم کے جسم میں چار جوہر ہیں جنہیں چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں، چار جوہر یہ ہیں: عقل، دین، حیاء اور عمل صالح: غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے، حسد دین کو زائل کر دیتا ہے، غیبت عمل صالح کو زائل کر دیتی ہے، اور لالچ حیاء کو زائل کر دیتی ہے۔

نوٹ: "احیاء" میں یہ روایت نہیں ملی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی،

---

[1] البريقة المحمودية:۲/ ۳۱٦،ت:أحمد رفعت بن عثمان حلمي،شركت صحافية۔ إستانبول،الطبعة ۱۳۱۸هـ.

اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
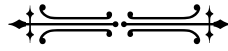
روایت نمبر (۱۴)

چھ جگہوں پر باتیں کرنا چالیس سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے

روایت: چھ جگہوں پر باتیں کرنا چالیس سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے: (۱) قبرستان میں (۲) علماء کی مجلس میں (۳) مسجد میں (۴) قرآن کی تلاوت کے وقت (۵) جنازے کے پیچھے (۶) اذان کے وقت۔

واضح رہے کہ یہی روایت کچھ مختلف الفاظ سے اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے: ”چھ جگہوں پر گفتگو کرنا یا ہنسنا پچیس (۲۵) مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
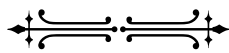
روایت نمبر ⑮

اپنے نفس کا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے

روایت کا مصدر

واضح رہے کہ مذکورہ بالا روایت ہمیں مرفوعاً بسند کہیں نہیں مل سکی، البتہ سنداً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر، امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کتاب الزھد" [1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"أخبركم أبو عمر بن حيويه و أبو بكر الوراق، قالا: أخبرنا يحيى، قال: حدثنا الحسين، قال: أخبرنا ابن المبارك، قال: أخبرنا مالك بن مِغْوَل أنه بلغه أن عمر بن الخطاب قال: حاسبوا أنفسكم قبل أن تُحاسَبوا، فإنه أهون أو قال: أيسر لحسابكم، وزِنوا أنفسكم قبل أن تُوزَنوا، وتجهَّزوا للعرض الأكبر: يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية".

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے نفس کا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، کیونکہ یہ ہلکا یا آسان ہے تمہارے حساب کے لئے، اور اپنے نفس (اعمال) کا وزن کرو، اس سے پہلے کہ ان کا وزن کیا جائے، اور قیامت کے دن کی تیاری کرو: اس دن پیش کئے جاؤ گے، تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی ہوئی نہیں رہے گی (الحاقہ: ۱۸)۔

---

[1] كتاب الزهد لابن المبارك: ص: ۱۰۳، رقم: ۳۰۶، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة ۱۳۸۷ھ۔

روایت کے دیگر مصادر

یہی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ان ائمہ نے بھی تخریج کی ہے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد"[1] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[2] میں، حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "محاسبة النفس"[3] میں، ابو بکر محمد بن الحسین آجری رحمۃ اللہ علیہ نے "أدب النفوس"[4] میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[5] میں۔

اہم نوٹ:

مذکورہ روایت بعض جگہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے انتساب سے بغیر سند کے بھی بیان کی جاتی ہے، جبکہ ہمیں یہ روایت سنداً صرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر مل سکی ہے۔

بحث کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کے متعلق آپ جان چکے ہیں کہ یہ روایت مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) سنداً تلاش کے باوجود نہیں مل سکی، چنانچہ معتبر سند ملنے تک اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہی روایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[1] الزهد لأحمد بن حنبل: ص:١٤٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٣هـ.

[2] حلية الأولياء: ١/ ٥٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] محاسبة النفس، ص:٢٢، رقم:٢، ت: المستعصم بالله أبي هريرة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

[4] أدب النفوس (مجموعة أجزاء حديثية): ص:٢٦٩، رقم:١٧، أبو عبيدة مشهور بن حسن، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٢هـ.

[5] تاريخ دمشق: ٤٤/ ٣١٤، ت: عمر بن غرامة، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

روایت نمبر (۱۶)

روایت: "الدين المعاملة".
دین تو سراسر معاملات ہی ہے

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
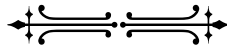
روایت نمبر ⑰

روایت: ”جس نے چالیس دن تک گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق برے ہو جائیں گے، اور جو شخص چالیس دن تک گوشت کھائے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا“۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إحياء علوم الدين“[1] میں مذکورہ جملہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کر کے اس طرح بیان کیا ہے: ”قال علي كرم الله وجهه: من ترك اللحم أربعين يوما ساء خلقه، ومن داوم عليه أربعين يوما قسا قلبه“. حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے چالیس دن تک گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق برے ہو جائیں گے، اور جو شخص چالیس دن تک گوشت کھائے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔

روایت کا حکم

یہ روایت سند کے ساتھ مجموعی حیثیت سے ہمیں نہیں مل سکی، البتہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے پہلے ٹکڑے (من ترك اللحم أربعين يوما ساء خلقه) کو ”موضوعات“[2] میں شمار کیا ہے، اور اس پر علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ[3] و علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ[4] نے اعتماد کیا ہے۔

---

[1] إحياء علوم الدين: ١٥١١/٨، دار الشعب ـ قاهرة.

[2] ذيل اللالئ: ص: ٣٦٨، رقم: ٦٧١، ت: زياد النقشبندي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٢هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ١٤٦، كتب خانة مجيدية ـ ملتان.

[4] تنزيه الشريعة: ٢٦٢/٢، ت: عبد الله بن محمد الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کھانے سے متعلق ایک موقوف روایت تخریج کی ہے: ”حدثنا أبو بكر بن مالك، قال:

روایت کا دوسرا حصہ (ومن داوم عليه أربعين يوما قسا قلبه) ہمیں سنداً مرفوعاً نہیں مل سکا، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
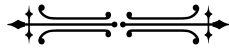
حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، قال:حدثني أبي، قال:حدثنا عبد الأعلى، عن بُرْد، عن نافع، عن ابن عمر: أنه كان لا يدمن اللحم شهرا إلا مسافرا أو في رمضان، وكان يمكث الشهر لا يذوق فيه مِزْعَة اللحم". حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رمضان اور سفر کے علاوہ مسلسل ایک مہینے تک گوشت تناول نہیں فرماتے تھے، اور کبھی (عام حالات میں) ایک مہینے تک گوشت کا ٹکڑا تک نہیں چکھتے تھے (الطب النبوي: ۲/ ۷۳٦، رقم: ۸۵۰)۔

روایت نمبر⑱

بے پردہ عورت جہنم میں بالوں کے بل لٹکائی جائے گی

روایت: نبی اکرم ﷺ نے معراج کی شب جہنم میں اپنی امت کی بعض گناہ گار عورتوں کو دیکھا جو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا تھیں، ان میں سے ایک عورت بالوں کے بل لٹکی ہوئی تھی، اسے یہ عذاب اس وجہ سے ہو رہا تھا کہ وہ ننگے سر نامحرم کے سامنے آتی اور بے پردہ گھر سے باہر نکلتی تھی۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزواجر عن اقتراف الکبائر" [1] میں اس روایت کو بلاسند اس طرح ذکر کیا ہے:

"وقال علي كرم الله وجهه: دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم أنا وفاطمة رضي الله عنهما، فوجدناه يبكي بكاء شديدا، فقلت: فداك أبي وأمي يا رسول الله! ماالذي أبكاك؟ قال: يا علي! ليلة أسري بي إلى السماء رأيت نساء من أمتي يعذبن بأنواع العذاب، فبكيت لما رأيت من شدة عذابهن، رأيت امرأة معلقة بشعرها يغلي دماغها، ورأيت امرأة معلقة بلسانها والحميم يصب في حلقها، ورأيت امرأة قد شد رجلاها إلى ثدييها ويداها إلى ناصيتها، وقد سلط الله عليها

---

[1] الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٢/ ٨٦، ت:محمد محمود عبدالعزيز،سيد إبراهيم صادق،جمال ثابت، دارالحديث-القاهرة،الطبعة١٤٢٣هـ.

الحيات والعقارب، ورأيت امرأة معلقة بثدييها، ورأيت امرأة رأسها برأس خنزير وبدنها بدن حمار وعليها ألف ألف لون من العذاب، ورأيت امرأة على صورة الكلب والنار تدخل من فيها وتخرج من دبرها والملائكة يضربون رأسها بمقامع من نار.

فقامت فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنها وقالت: يا حبيبي! وقرة عيني! ما كان أعمال هؤلاء حتى وقع عليهن هذا العذاب؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا بنية! أما المعلقة بشعرها فإنها كانت لا تغطي شعرها من الرجال، وأما المعلقة بلسانها فإنها كانت تؤذي زوجها، وأما المعلقة بثدييها فإنها كانت تؤذي فراش زوجها، وأما التي شد رجلاها إلى ثدييها ويداها إلى ناصيتها، وقد سلط الله عليها الحيات والعقارب، فإنها كانت لا تغتسل من الجنابة والحيض، وتستهزئ بالصلاة، وأما التي رأسها رأس خنزير وبدنها بدن حمار فإنها كانت نمّامة كذابة، وأما التي على صورة الكلب والنار تدخل من فيها وتخرج من دبرها فإنها كانت منّانة حسادة، يا بنية! الويل لامرأة تعصي زوجها. انتهى ما ذكره ذلك الإمام، والعهدة عليه".

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں: میں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس چیز نے آپ کو رلایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! معراج کی رات میں نے اپنی امت کی عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا پایا، میں ان کے عذاب کی شدت کی وجہ سے رو رہا ہوں، میں نے

ایک عورت کو دیکھا جو بالوں کے بل لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جو زبان کے بل لٹکی ہوئی تھی اور کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالا جارہا ہے، ایک عورت کو دیکھا اس کے پیر اس کے پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور اللہ نے اس پر سانپ بچھو مسلط کر دیے تھے، ایک پستانوں کے بل لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور جسم گدھے کی طرح تھا اور اس پر ہزار ہزار رنگ کے عذاب مسلط تھے، ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے کی طرح ہے، آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی اور اس کے پیچھے سے نکلتی ہے، اور فرشتے اسے آگ کے گُرز مار رہے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور کہا: اے میرے حبیب! اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں کے ایسے کیا اعمال تھے جن کی وجہ سے انہیں اس طرح کا عذاب ہو رہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری بیٹی! جو عورت بالوں کے بل لٹکی ہوئی تھی وہ نامحرم مَردوں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی [یعنی پردہ نہیں کرتی تھی]، جو عورت زبان کے بل لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو تکلیف دیتی تھی، اور جو عورت چھاتی کے بل لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کے بستر میں ایذاء کا باعث تھی، اور جس عورت کے پاؤں پستانوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور اللہ نے اس پر سانپ بچھو مسلط کیے تھے وہ عورت غسلِ جنابت و غسلِ حیض نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی، اور جس عورت کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور جسم گدھے کے جسم کی طرح تھا وہ چغل خور، جھوٹی تھی، اور جس عورت کی شکل کتے کی شکل کی طرح تھی، اور آگ اس کے منہ میں داخل

ہو کر پیچھے سے نکل رہی تھی، وہ احسان جتلاتی اور حسد کرتی تھی، اے میری بیٹی! ہلاکت ہو ایسی عورت کے لئے جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (نقل روایت کے بعد) فرماتے ہیں کہ اس امام کی بات مکمل ہوئی، ذمہ داری انہیں پر ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
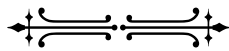
روایت نمبر ⑲

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چالیس ہزار سال کی عبادت سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فجر کی دو سنتیں بڑھ کر ہیں

روایت: ایک بار جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالی سے آرزو کی کہ میں آپ کی عبادت کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالی نے فرمایا: کرلو، انہوں نے دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی، اور نہایت اہتمام سے نماز ادا کی، حتی کہ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سال بعد سلام پھیرا، اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھی نماز پڑھی ہے، لیکن ایک امت آنے والی ہے جس کی فجر کی دو سنتیں تیری ان دو رکعتوں سے بڑھ کر ہوں گی۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

علامہ عثمان بن حسن بن احمد خوبوی (المتوفی: ۱۲۲۴ھ) نے مذکورہ روایت "درۃالناصحین" میں بلاسند نقل کی ہے، وہ لکھتے ہیں: "لما خلق الله تعالى جبرائيل عليه السلام على أحسن صورة، وجعل له ست مائة جناح، طول كل جناح ما بين المشرق والمغرب، نظر إلى نفسه فقال أي جبريل: إلهي! هل خلقت أحسن صورة مني؟ فقال الله تعالى: لا، فقام جبرائيل وصلى ركعتين شكرا لله تعالى، فقام في كل ركعة عشرين ألف سنة، فلما فرغ من الصلاة قال الله تعالى: يا جبرائيل! عبدتني حق عبادتي، ولا يعبد في أحد مثل عبادتك لكن يجيء في آخر الزمان

نبي كريم حبيب إلي يقال له محمد، وله أمة ضعيفة مذنبة يصلون ركعتين مع سهو ونقصان في ساعة يسيرة وأفكار كثيرة وذنوب كبيرة، فوعزتي وجلالي، إن صلاتهم أحب إلي من صلاتك، لأن صلاتهم بأمري وأنت صليت بغير أمري.

قال جبرائيل: يا رب! ما أعطيتهم في مقابلة عبادتهم، فقال الله تعالى: أعطيتهم جنة المأوى، فاستأذن من الله تعالى أن يراها، فأذن الله تعالى له، فأتى جبرائيل وفتح جميع أجنحته ثم طار، فكلما فتح جناحين قطع مسيرة ثلاثة آلاف سنة، وكلما ضم قطع مثل ذلك، فطار على هذا ثلاث مائة عام فعجز ونزل في ظل شجرة، وسجد لله تعالى فقال في سجوده: إلهي! هل بلغت نصفها أو ثلثها أو ربعها؟ فقال الله تعالى: يا جبرائيل! لو طرت ثلاث مائة ألف عام، ولو أعطيتك قوة مثل قوتك وأجنحة مثل أجنحتك، فطرت مثل ما طرت لا تصل إلى عشر من أعشار ما أعطيته لأمة محمد في مقابلة ركعتين من صلاتهم (مشكوة الأنوار)"[1].

حضرت محمد ﷺ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالی نے جبرائیل علیہ السلام کو خوبصورت جسم کے ساتھ پیدا کیا اور چھ سو پَر پیدا کیے اور وہ لمبائی کے اعتبار سے مشرق ومغرب کے برابر تھے، جب جبرائیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو خوبصورت دیکھا تو خدا کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! کیا تو نے مجھ سے کسی کو زیادہ خوبصورت

---

[1] درة الناصحين: ١/٦٠، طابع: محمد عبدالأحد، مطبع مجتبائي۔دهلي، الطبعة ١٣٢٠هـ.

پیدا کیا ہے؟ ارشاد ہوا نہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام نے دو رکعت نماز شکرانے کے طور پڑھی اور ہر رکعت میں بیس ہزار برس تک کھڑے رہے، جب جبرائیل علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالی نے فرمایا: اے جبرائیل! جس طرح تونے میری عبادت کی ہے اس طرح کسی اور نے نہیں کی، لیکن زمانے کے آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آئے گی پس جو گنہگار اور ضعیف ہوگی اور دو رکعت نماز نفل گناہوں اور خطاؤں کے ساتھ ادا کرے گی، پس میری بزرگی اور عزت کی قسم! ان کی نماز تیری نماز سے بہتر ہے کیونکہ ان کی نماز میرے حکم کی وجہ سے ہے اور تیری نماز میرے حکم کے بناء پر نہیں ہے۔

پھر جبرائیل نے عرض کیا: یا اللہ! ان کو اس عبادت کا بدلہ کیا دے گا؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان کو رہنے کے لئے جنت عطا کروں گا، تو جبرائیل امین علیہ السلام نے جنت دیکھنے کی اجازت طلب کی تو جبرائل امین علیہ السلام کو جنت دیکھنے کی اجازت مل گئی تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو کھولا اور پرواز کرنا شروع کر دی تو پروں کے کھولنے کے ساتھ تین ہزار سال کا فاصلہ طے کرتے تھے اور جب پروں کو بند کرتے تھے تو اتنا ہی فاصلہ طے کرتے تھے، پھر جبرائیل امین علیہ السلام تین سو سال تک اڑتے رہے پھر عاجز ہو کر ایک درخت کے سائے کے نیچے اترے اور اللہ تعالی کے حضور سجدہ کیا، سجدہ کے اندر اللہ تعالی سے کہا کہ میں جنت کے آدھے راستے تک یا تیسرے حصے تک یا چوتھے حصے تک پہنچا ہوں؟ تو پس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہا کہ اے جبرائیل! اگر میں تجھ کو اتنی طاقت اور دے دوں اور تو پھر اڑے اور تین سو برس تک اڑتا رہے تو، تُو اُس کے دسویں

حصے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا جو میں نے امتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رکعت نماز کے بدلے میں عطا کیا ہے[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] قرة الواعظين: ص:٥٧، مترجم: محمد عبد الأحد، ممتاز أكادمي ـ لاهور، الطبعة ٢٠٠٤ء.
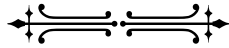
روایت نمبر (۲۰)

روایت: نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:
”روزِ قیامت ایک، ایک قبر سے ستر، ستر مردے اٹھیں گے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
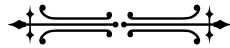
روایت نمبر (۲۱)

وضوء سے پہلے کلمہ طیبہ پڑھنے کی فضیلت

روایت: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لا إله إلا الله محمدرسول الله“ جو شخص وضوء سے پہلے یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالی وضوء کے ہر قطرے کے بدلے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا اور وہ قیامت تک کلمہ پڑھتے رہیں گے، اور ان سب کا ثواب اس شخص کو ملے گا“۔

علامہ ابو بکر بن محمد علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت بلاسند تھوڑے فرق کے ساتھ ”أنيس الواعظين“ [1] میں لکھی ہے، ملاحظہ ہو:

”فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام نے جو شخص وضو کرنے کے درمیان ”لا إله إلا الله“ کہے اس پانی کے ہر قطرے سے حق تعالی ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ روزِ قیامت تک یہی کلمہ کہتا ہے اور ثواب اس کا اس کو ہوتا ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مؤيد الواعظين ترجمه أنيس الواعظين:ص:٤٦٧،مطبع كريمي ـ بمبئي .جليس الناصحين ترجمة أنيس الواعظين:ص:٢٩٩،مترجم:بركت الله لكهنوي، الطبعة أيج،أيم،سعيد كمپني ـ كراتشي .

فائدہ:

ایک روایت ذخیرہ احادیث میں ملتی ہے، جسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' میں تخریج کیا ہے، اسے بیان کرنے میں حرج نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

أخبرنا محمد بن علي بن حرب المَرْوَزِي، قال: حدثنا زيد بن الحُبَاب، قال: حدثنا معاوية بن صالح، عن ربيعة بن يزيد، عن أبي إدريس الخولاني، وأبي عثمان، عن عقبة بن عامر الجُهَنِي، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: من توضأ فأحسن الوضوء، ثم قال أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، فتحت له ثمانية أبواب الجنة، يدخل من أيها شاء[1].

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضوء کیا پھر کہا ''أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله'' اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

---

[1] سنن النسائي: ١٠٠/١، رقم: ١٤٨، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ.
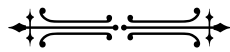
روایت نمبر (۲۲)

وضو کے بعد سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

روایت: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضوء کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے گا تو قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا: اے رحمن کی تعریف کرنے والے! اٹھ، اور جنت میں داخل ہو جا“۔

مذکورہ روایت کو علامہ صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۹۴ھ) نے ”نزهة المجالس“[1] میں وضوء کے آداب بیان کرتے ہوئے بلاسند اس طرح ذکر کیا ہے:

”وأن يقرأ بعده قل هو الله أحد لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمر علي بن أبي طالب رضي الله عنه بذلك، وقال:ينادي مناد: يا مادح الرحمن! قم فادخل الجنة“. وضوء کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور فرمایا: ایک منادی اعلان کرے گا کہ اے رحمن کی تعریف کرنے والے! اٹھ، اور جنت میں داخل ہو جا۔

اسی طرح علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر سورۂ اخلاص کی فضیلت میں مذکورہ روایت کے ہم معنی ایک اور روایت بلاسند نقل کی ہے، ملاحظہ ہو:

”وفي حديث آخر: ينادي مناد يوم القيامة: ألا ليقم مادح الرحمن،

---

[1] نزهة المجالس: ۱۰۷/۱، کاتب: محمد الخشاب، المطبعة الكاستلية۔ الهند، الطبعة ۱۲۸۳ھ۔

فلا يقوم إلا من كان في الدنيا يكثر قراءة قل هو الله أحد"[1]. **ایک دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا: سنو! رحمن کی تعریف کرنے والے کھڑے ہو جائیں، اس وقت وہی لوگ کھڑے ہوں گے جو دنیا میں کثرت سے "قل هو الله أحد" [یعنی سورۂ اخلاص] پڑھتے تھے۔**

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام و واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ: مذکورہ روایت سے ملتی جلتی روایت ذخیرۂ احادیث میں ملتی ہے، جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الصغير" میں تخریج کیا ہے، اس روایت کو فضائل کے باب میں بیان کرنے میں حرج نہیں ہے۔

روایت: "حدثنا يعقوب بن إسحاق بن الزبير الحلبي، حدثنا عبد الرحمن بن عمرو الحَرَّاني، حدثنا زهير بن معاوية، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : من قرأ قل هو الله أحدكل يوم خمسين مرة نودي يوم القيامة من قبره: قم يا مادح الله! فادخل الجنة"[2].

---

[1] نزهة المجالس: ۴۲/۱، كاتب: محمد الخشاب، المطبعة الكاستلية۔الهند، الطبعة ۱۲۸۳هـ۔

[2] المعجم الصغير: ۲۶۱/۲، رقم: ۱۱۳۴، ت: محمد شكور محمود الحاج أمرير، دار عمار۔ عمان، الطبعة ۱۴۰۵هـ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر دن پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے گا قیامت کے دن اس کی قبر سے آواز دی جائے گی: اے اللہ کی تعریف کرنے والے! اٹھ، اور جنت میں داخل ہو جا۔

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم يروه عن أبي الزبير إلا زهير، تفرد به عبد الرحمن وهو ثقة". ابوزبیر سے اس روایت کو زہیر ہی نے نقل کیا ہے، عبدالرحمن اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہے، اور وہ ثقہ شخص ہے۔

حافظ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رواه الطبراني في الصغير والأوسط عن شيخه يعقوب بن إسحاق بن الزبير الحلبي ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات"[1]. اس روایت کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم صغیر" اور "اوسط" میں اپنے شیخ یعقوب بن اسحاق بن زبیر حلبی سے نقل کیا ہے، میں انہیں نہیں جانتا، باقی تمام رجال ثقہ ہیں۔

[1] مجمع الزوائد:۳۰۵/۷،رقم:۱۱۵۴۱،ت:عبداللہ محمد درویش،دارالفکر۔بیروت،الطبعة ۱۴۱۲ھ۔
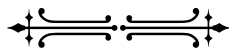
روایت نمبر (۴۳)

روایت: "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
جو شخص پہاڑ کو دیکھ کر آیت "فتبارك الله أحسن الخالقين" پڑھے، اسے پہاڑ کے ذرات کے برابر نیکیاں ملیں گی"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
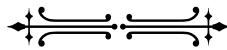
روایت نمبر (۲۴)

روایت: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کی تئیسویں شب کو سورۂ عنکبوت و سورۂ روم پڑھے وہ اہل جنت میں سے ہے“۔

علامہ ابو بکر بن محمد علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے ”أنيس الواعظين“ میں اس روایت کو بلا سند تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من قرأ سورة العنكبوت و سورة الروم في ليلة الثلاثة والعشرون من رمضان فهو من أهل الجنة، ولما أستثنى فيها أبدا، ولا أجاب ان يكتب الله تعالى في يميني إثما، وإن لهاتين السورتين من الله لمنزلة“ [كذا في الأصل]. یعنی جس شخص نے رمضان شریف کی تئیسویں شب میں سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھی پس وہ اہل جنت میں سے ہے[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] جليس الناصحين ترجمة أنيس الواعظين: ص: ٤٩، مترجم: بركت الله لكهنوي، الطبعة أيج، أيم، سعيد كمپني ـ كراتشي. مؤيد الواعظين ترجمه أنيس الواعظين: ص: ٥٤، الطبعة مطبع كريمي ـ بمبئي.
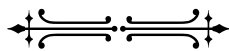
روایت نمبر (۲۵)

روایت: "نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:
جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ: مذکورہ روایت کے ہم معنی ایک دوسری روایت ذخیرۂ احادیث میں ملتی ہے جسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن" میں نقل کیا ہے، اسے بیان کرنے میں حرج نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

روایت: "حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا أبو الوليد وأبو النعمان، قالا :حدثنا حماد بن سلمة، عن قتادة، عن محمد بن سيرين، عن صفية بنت الحارث، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: لا يقبل الله صلاة حائض[1] إلا بخمار"[2].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: بالغہ عورت کی نماز اللہ تعالی بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں فرماتا۔

---

[1] والمراد بالحائض من بلغت سن الحيض فإنها لا تقبل صلاتها إلا بالسترة، ولا تصح ولا تقبل مع انكشاف العورة، كذا في عمدة القاري:۳۷۱/۲.

[2] سنن ابن ماجه:ص:۲۱٤،رقم:٦٥٥ ،ت:محمد فؤاد عبدالباقي،دارإحياء الكتب العربية ـ مصر، الطبعة ۱۳۷۲هـ.

روایت نمبر ۲۶

ایک صحابی کا بیان کہ آپ ﷺ ان کے پاس دعوت دینے کے لئے سو (۱۰۰) سے زائد مرتبہ گئے

روایت: "ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس ان کے اسلام لانے سے قبل مکہ میں دعوت دینے کے لئے تشریف لاتے تھے، وہ صحابی آپ ﷺ کی ہر بار آمد پر بطور علامت دیوار پر ایک نشان لگالیا کرتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد جب انہوں نے ان نشانات کو دیکھا تو دیوار پر سو (۱۰۰) نشان تھے، یعنی آپ ﷺ ان کے پاس دعوت دینے کے لئے سو (۱۰۰) سے زائد دفعہ تشریف لائے تھے"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
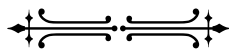
روایت نمبر ۲۷

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چکی چلانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چکی چلانے میں تین دن تک ان کی مدد کرنا، اور بالآخر ان کا مسلمان ہونا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ آپ نے پہلی دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھا؟

بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکے کے لوگوں کو بہت ہی کم جانتا تھا، کیونکہ غلام تھا اور عرب میں غلاموں سے انسانیت سوز سلوک عام تھا، ان کی استطاعت سے بڑھ کے ان سے کام لیا جاتا تھا تو مجھے کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ باہر نکل کے لوگوں سے ملوں، لہذا مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام یا اس طرح کی کسی چیز کا قطعی علم نہ تھا۔

ایک دفعہ کیا ہوا کہ مجھے سخت بخار نے آ لیا، سخت جاڑے کا موسم تھا اور انتہائی ٹھنڈ اور بخار نے مجھے کمزور کر کے رکھ دیا، لہذا میں نے لحاف اوڑھا اور لیٹ گیا، ادھر میرا مالک جو یہ دیکھنے آیا کہ میں جَو پیس رہا ہوں یا نہیں، وہ مجھے لحاف اوڑھ کے لیٹا دیکھ کے آگ بگولا ہو گیا، اس نے لحاف اتارا اور سزا کے طور پہ میری قمیض بھی اتروادی اور مجھے کھلے صحن میں دروازے کے پاس بٹھا دیا کہ یہاں بیٹھ کے جَو پیس۔

اب سخت سردی، اوپر سے بخار اور اتنی مشقت والا کام، میں روتا جاتا تھا اور جَو پیستا جاتا تھا، کچھ ہی دیر میں دروازے پہ دستک ہوئی، میں نے اندر آنے کی اجازت دی تو ایک نہایت متین اور پر نور چہرے والا شخص اندر داخل ہوا اور پوچھا کہ جوان کیوں روتے ہو؟

جواب میں میں نے کہا کہ جاؤ اپنا کام کرو، تمہیں اس سے کیا میں جس وجہ سے بھی روؤں، یہاں پوچھنے والے بہت ہیں، لیکن مداوا کوئی نہیں کرتا۔

قصہ مختصر کہ بلال رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی سخت جملے کہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملے سن کے چل پڑے، جب چل پڑے تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بس؟ میں نہ کہتا تھا کہ پوچھتے سب ہیں مداوا کوئی نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بھی چلتے رہے، بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دل میں جو ہلکی سی امید جاگی تھی کہ یہ شخص کوئی مدد کرے گا وہ بھی گئی، لیکن بلال رضی اللہ عنہ کو کیا معلوم کہ جس شخص سے اب اسکا واسطہ پڑا ہے وہ رحمت اللعالمین ہے۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ ہی دیر میں وہ شخص واپس آگیا، اس کے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا پیالہ اور دوسرے میں کھجوریں تھیں، اس نے وہ کھجوریں اور دودھ مجھے دیا اور کہا کھاؤ پیو اور جا کے سو جاؤ۔

میں نے کہا تو یہ جَو کون پیسے گا؟ نہ پِسے تو مالک صبح بہت مارے گا، اس نے کہا تم سو جاؤ یہ پسے ہوئے مجھ سے لے لینا۔

بلال رضی اللہ عنہ سو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات ایک اجنبی حبشی غلام کے لئے چکی پیسی۔

صبح بلال رضی اللہ عنہ کو پسے ہوئے جو دیے اور چلے گئے، دوسری رات پھر ایسا ہی ہوا، دودھ اور دوا بلال رضی اللہ عنہ کو دی اور ساری رات چکی پیسی، ایسا تین دن مسلسل کرتے رہے جب تک کہ بلال رضی اللہ عنہ ٹھیک نہ ہو گئے، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن کریمانہ اخلاق سے متاثر ہو کر بلال رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
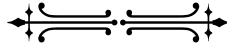
روایت نمبر(۲۸)

روایت: ایمان والے کی قبر پر ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔

روایت کا مصدر

علامہ فقیہ حسن بن عمار شُرُنبُلَالِی رحمۃ اللہ علیہ "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وعن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: خَفْق الرياح وقطر الأمطار على قبر المؤمن كفارة لذنوبه".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایمان والے کی قبر پر ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی ،اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے ،کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] انظر حاشية الطحطاوي:ص:٦١٢،ت:محمد بن عبد العزيز الخالدي،دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

روایت نمبر㉙

روایت: آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے واسطے لگائے گئے تین سو درختوں کا راتوں رات اگنا۔

روایت: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے آقا نے ان کو تین سو کھجور کے درخت کے عوض آزاد کرنے کا وعدہ کیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور سارا قصہ عرض کیا، آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے وہ درخت لگائے، آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ وہ درخت راتوں رات اگ گئے، لیکن بعض کھجوروں میں گھٹلی نہیں تھی، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے آقا نے کہا کہ بعض کھجوروں میں گھٹلیاں نہیں ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو تم نے رات کو نکال لی تھیں۔

روایت کا حکم

یہ واقعہ ان الفاظ سے مشہور ہے، اگرچہ قصہ اس مضمون کے ساتھ موجود ہے، جسے ذیل میں لکھا جائے گا، لیکن دو چیزیں ہمیں منداً نہیں ملتی ① یہ درخت راتوں رات اگ گئے ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے آقا نے کہا کہ بعض کھجوروں میں گھٹلیاں نہیں ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو تم نے رات کو نکال لی تھیں۔

البتہ ذیلی مسند روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت اسی سال اُگ کر پھل دار ہو گئے تھے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لگا درخت نہ پھلا، جسے آپ ﷺ

نے دوبارہ اپنے دستِ مبارک سے لگایا تو یہ بے موسم درخت بھی اسی سال پھل لے آیا۔

الحاصل ذکر کردہ دونوں زائد مضامین سنداً نہیں ملتے، اس لئے سند ملنے تک انھیں ہرگز بیان نہ کریں۔

نوٹ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل" میں اس قصہ کو ان الفاظ سے تخریج کیا ہے اور یہی درست واقعہ ہے:

"حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث الخزاعي، حدثنا علي بن حسين بن واقد، حدثني أبي، حدثني عبد الله بن بريدة قال: سمعت أبي بريدة، يقول: جاء سلمان الفارسي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة بمائدة عليها رطب، فوضعها بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا سلمان! ما هذا؟ فقال: صدقة عليك وعلى أصحابك، فقال: ارفعها، فإنا لا نأكل الصدقة، قال: فرفعها، فجاء الغد بمثله، فوضعه بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ما هذا يا سلمان؟ فقال: هدية لك، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأصحابه: ابسطوا، ثم نظر إلى الخاتم على ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم فآمن به، وكان لليهود، فاشتراه رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا وكذا درهما على أن يغرس لهم نخيلا، فيعمل سلمان فيه حتى تطعم، فغرس رسول الله صلى الله عليه وسلم النخل إلا نخلة واحدة غرسها عمر، فحملت النخل من عامها ولم تحمل نخلة، فقال

رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما شأن هذه النخلة، فقال عمر يا رسول الله! أنا غرستها، فنزعها رسول الله صلى الله عليه وسلم فغرسها، فحملت من عامها".

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لے کر آئے جس میں تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ یہ کیسی کھجوریں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے، اس لئے میرے پاس سے اٹھالو۔۔۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کھجوروں کا طباق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا۔۔۔ (پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہو گئے۔

سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت یہودِ بنی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدا۔۔۔ اور بدل کتابت بہت سے درہم قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے لئے [تین سو] کھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے پھل لانے تک ان کی خبر گیری کریں، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت نہ پھلا، تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ درخت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کا نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم درخت لگایا بھی اسی سال پھل لے آیا[1]۔

اہم نوٹ: ''شمائل ترمذی'' میں ان درختوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے، البتہ دوسرے مقامات پر تین سو درخت منقول ہیں[2]۔
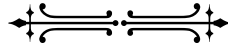
[1] شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي:ص:۲۹،دارالإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ۱٤۱۱هـ.
[2] انظر مسند أحمد:۱٤۰/۳۹،رقم:۲۳۷۳۷،ت:شعيب الأرنووط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

روایت نمبر ۳۰

روایت: ”دورانِ سفر آپ ﷺ کا فرمان کہ لکڑیاں جمع کرنے کی خدمت میں انجام دوں گا“۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

علامہ محبّ الدین ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ (۶۱۵ھ ۔۶۹۴ھ) ”خلاصة سير سيد البشر“ [1] میں لکھتے ہیں:

”وكان ﷺ في بعض أسفاره، فأمر بإصلاح شاة، فقال رجل: يارسول الله! عليَّ ذبحها، وقال آخر: عليَّ سلخها، وقال آخر: عليَّ طبخها، فقال ﷺ: وعليَّ جمع الحطب. فقالوا: يارسول الله! نحن نكفيك، فقال: قد علمت أنكم تكفوني ولكني أكره أن أتَمَيَّز عليكم، فإن الله يكره من عبده أن يراه متميزا بين أصحابه، وقام ﷺ: وجمع الحطب“.

حضور انور ﷺ نے دورانِ سفر کھانے کے لئے بکری کا گوشت تیار کرنے کا حکم فرمایا، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! بکری ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرا کہنے لگا: اس کی کھال اتارنا میرے ذمہ ہے، ایک کہنے لگا: پکانا میرے ذمہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے“، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ان کاموں کے لئے ہم کافی ہیں، آپ ﷺ

[1] خلاصة سِيَرسيد البشر: ۸۷/۱،ت:طلال بن جميل الرفاعي،مكتبة نزار مصطفى الباز۔المكّة المكرمة، الطبعة۱٤۱۸ھ ۔وكذا في نفس الكتاب: ص:۵۹،ت:محمد بن انسان فرحات،دارالمودة۔ المنصورة، الطبعة الأولى ۱٤۳۲ھ۔

نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے معلوم ہے کہ تم ان کاموں کے لئے کافی ہو جاؤ گے، لیکن میں تم سے ممتاز رہنا پسند نہیں کرتا، کیونکہ اللہ اپنے بندے کی یہ بات پسند نہیں فرماتے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے ممتاز رہے"، چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، اور آپ نے خود لکڑیاں اکٹھی کیں۔

مذکورہ روایت محبّ الدین طَبرِی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا سند ذکر کی ہے، اسی طرح علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۳ھ) نے "المَواهِب اللَّدُنِيَّة"[1] میں محبّ الدین طَبرِی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، نیز صلاح الدین خلیل بن اَیبک صَفَدِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۶۴ھ) نے "الوافي بالوفيات"[2] میں یہی روایت بلا انتساب ذکر کی ہے۔

ائمہ حدیث کے کلام سے قبل چند باتوں کا سمجھنا ضروری ہے:

یہ روایت دو حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے:

❶ نفسِ قصہ، جس میں آپ ﷺ کا ذبح کی خواہش فرمانا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مختلف خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا، پھر آپ ﷺ کا یہ فرمانا: "لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے"۔

❷ آپ کا یہ ارشاد کہ "میں تم سے ممتاز رہنا پسند نہیں کرتا، کیونکہ اللہ اپنے بندے کی اس خصلت کو پسند نہیں فرماتے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے ممتاز رہے"۔

ذیل میں ائمہ حدیث کے کلام کا تعلق دوسرے حصے سے ہے، اور ضمناً مکمل قصے کا ذکر ہو گا، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

---

[1] المواهب اللدنية: ۳۴۳/۲، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

[2] الوافي بالوفيات: ۷۱/۱، دار الإحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث: ”إن الله يكره العبد المُتَمَيِّز على أخيه“. (اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتے جو اپنے بھائی سے ممتاز رہے) کے تحت لکھتے ہیں:

”لاأعرفه، وسيأتي في: لاخير في صحبة من لايرى لك من الود مثل ماترى له. ثم رأيت في جزء تمثال النعل الشريف لأبي اليمن ابن عساكر في الكلام على الأثرة مانصه: ويؤيده ماروى أنه صلى الله عليه وسلم أراد أن يمتهن نفسه في شيء، قالوا: نحن نكفيك يارسول الله! قال: لقد علمت أنكم تكفوني ولكن أكره أن أتميز عليكم، فإن الله يكره من عبده أن يراه متميزا على أصحابه“[1].

---

[1] المقاصدالحسنة:١٥٢،رقم:٢٤٧،ت:عبدالله محمد الصديق،دارالكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

حافظ ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت

حافظ ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ”جزء تمثال نعل النبي صلى الله عليه وسلم“ **میں فرماتے ہیں:**

”أخبرنا الشيخ أبو طاهر إسماعيل بن ظفر بن أحمد المقدسي رحمه الله قراءة عليه، أخبرنا أحمد بن محمد بن عبد الله اللبان قراءة عليه بأصبهان، أخبرنا الحسن بن أحمد بن الحسن، أخبرنا أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن إسحاق الحافظ، أخبرنا عبد الله بن جعفر بن أحمد بن فارس، أخبرنا يونس بن حبيب بن عبد القاهر، حدثنا أبو داود سليمان بن داود، حدثنا عمر بن قيس، عن عاصم بن عبيد الله، عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه .

قال: كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في الطواف، فانقطعت شسعة، فقلت: يا رسول الله! ناولني أصلحه،فقال صلى الله عليه وسلم: هذه أثرة، ولا أحب الأثرة.

الشسع: أحد سيور النعل، وهو الذي يدخله المتنعل بين أصبعيه، ويدخل طرفه في النقب الذي في صدر النعل المشدود في الزمام.

والزمام: السير الذي يعقد فيه الشسع.

میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا، اور اس کا ذکر عنقریب اس حدیث کے تحت آئے گا، ”اس شخص کی صحبت میں خیر نہیں جو آپ سے ایسی الفت نہ رکھتا ہو، جیسی آپ اس سے رکھتے ہیں“۔ (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر میں نے ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”تمثال النعل الشريف“ میں ”أثرة“ پر کلام کے تحت یہ عبارت دیکھی: اور اثرۃ والی روایت (یہ روایت آگے آرہی ہے) کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو کسی کام کے لئے پیش کیا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت کر دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مجھے معلوم ہے کہ تم میری کفایت کر دو گے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم میں ممتاز رہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو پسند نہیں کرتے، جو اپنے ساتھیوں میں ممتاز رہنے کو پسند کرتا ہو“۔

والأثرة: بفتح الهمزة والثاء –الإسم من الإيثار– آثر يؤثر: إذا أعطى.

والأثرة: الاستئثار، وهو الانفراد بالشيء.

فكأنه كره صلى الله عليه وسلم أن ينفرد أحد بإصلاح نعله، فيجوز فضيلة الخدم، ويكون له بمثابة الخادم، ويكون له صلى الله عليه وسلم ترفع المخدوم على خادمه.

كره ذلك لتواضعه صلى الله عليه وسلم، وعدم ترفعه على من صحبه صلى الله عليه وسلم.

ويؤيده، ما روي أنه صلى الله عليه وسلم أراد أن يمتهن نفسه في شيء، فقالوا: نحن نكفيك رسول الله [كذا في الأصل، وفي فتح المتعال: يا رسول الله] قال صلى الله عليه وسلم: قد علمت أنكم تكفوني، ولكن أكره أن أتميز عليكم، فإن الله يكره من عبده أن يراه متميزا بين أصحابه". (١٠،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١٠ء)

علامہ احمد بن محمد تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح المتعال في مدح النعال“ *میں ابو الیمن ابن عساکر کے طریق سے اس روایت کو نقل کیا ہے*(ص:٥٧،ت:علي عبدالوهاب و عبدالمنعم،دارالقاضي عياض للتراث ـ القاهره،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ[1]، علامہ احمد بن عبد الکریم غزّی رحمۃ اللہ علیہ[2]، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ [3] ان تمام حضرات نے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

فائدہ:

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

❶ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نہیں پہچانتے، یعنی ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتے جو اپنے بھائی سے ممتاز رہے''، اور یہ حدیث اس قصہ میں موجود ہے، ثابت ہوا کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قصہ کی بھی معرفت نہیں ہے۔

❷ ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث قصہ کو(جو مذکورہ ارشاد: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتے جو اپنے بھائی سے ممتاز رہے'' پر مشتمل ہے)ایک دوسری حدیث(روایتِ طواف)کی تائید میں پیش کیا ہے(اور خود اس قصے کی سند انہوں نے بھی ذکر نہیں کی)۔

علامہ قسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

''ولم أر هذا لغير الطبري بعد التتبع، نعم رأيت في جزء تمثال النعل الشريف لأبي اليمن ابن عساكر بعد أن روي حديث عبدالله بن

---

[1] الأسرارالمرفوعه:١٤٧،رقم:٩٢،ت:محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] الجد الحثيث:٦٤،رقم:٦٥،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] كشف الخَفَاء:٢٨٣/١،رقم:٧٦٥،ت:عبد الحميد هنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

عامر عن ربيعة عن أبيه قال: كنت مع النبي ﷺ في الطواف، فانقطت شِسْعُه، فقلت يارسول الله! ناوِلْني أصلِحْه، فقال: أثرة، ولاأحب الأثرة ... ويؤيده ماروى أنه أراد أن يمتهن نفسه في شيء قالوا: نحن نكفيك يارسول الله! قال: لقد علمت أنكم تكفوني، ولكن أكره أن أتميّز عليكم، فإن الله يكره من عبده أن يراه متميزا على أصحابه".

"محبّ الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ ذکر کیا ہے، (علامہ قَسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) تلاش و جستجو کے باوجود محبّ الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور کے ہاں مجھے یہ حکایت نظر نہیں آئی، البتہ میں نے ابوالیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تمثال النعل الشریف" میں دیکھا کہ انہوں نے پہلے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ عن ابیہ کی سند سے یہ حدیث نقل کی: (روای کہتے ہیں کہ) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کر رہا تھا کہ اچانک آپ ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے جوتا دے دیں، تاکہ میں اسے ٹھیک کرلوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تو دوسروں پر اپنے آپ کو ترجیح دینا ہے، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دوسروں پر اپنے آپ کو ترجیح دوں۔۔۔"۔

(اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ابوالیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں): "اس حدیث (روایتِ طواف) کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو کسی کام کے لئے پیش کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کے کاموں میں آپ کی کفایت کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میری کفایت کر دو گے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم میں ممتاز رہوں،

کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو پسند نہیں کرتے جو اپنے ساتھیوں سے ممتاز رہنے کو پسند کرے"۔

علامہ قَسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام تفصیل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ثم رأيت شيخنا في الأحاديث المشتهرة حكى ذلك". **پھر میں نے دیکھا کہ ہمارے شیخ (یعنی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی احادیث مشتہرہ میں یہی حکایت نقل کی ہے[1]۔**

فائدہ:

علامہ قَسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے وہی امور مستفاد ہیں جو حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں موجود ہیں۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ بھی علامہ قَسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علامہ قَسطلّانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کا انکار کیا ہے، اور کہا ہے: "میں اس روایت کو نہیں پہچانتا" (یعنی اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتے جو اپنے بھائی سے ممتاز رہے)[2]۔

---

[1] المواهب اللدنية: ٢/ ٣٤٤، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] شرح العلامة الزرقاني: ٤٨/٦، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

روایت پر کلام کا خلاصہ اور حکم

آپ جان چکے ہیں کہ تمام محدثین (علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ احمد بن عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

❶ یہ حدیث پہچانی نہیں گئی، یعنی ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں فرماتے جو اپنے بھائی سے ممتاز رہے''، اور یہ حدیث زیرِ بحث قصہ میں موجود ہے، ثابت ہوا کہ ان ائمہ کرام کو اس زیرِ بحث قصہ کی بھی معرفت نہیں ہے۔

❷ ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث قصے کو ایک دوسری حدیث (روایتِ طواف) کی تائید میں پیش کیا ہے (اور خود اس قصے کی سند انہوں نے بھی ذکر نہیں کی)۔

روایت کا حکم

حاصل یہ رہا کہ زیرِ بحث واقعے کی سند ان تمام محدثین کے نزدیک معلوم نہیں ہے، اور ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کسی ایسے کلام کا انتساب نہیں کیا جاسکتا جو معتبر سند سے ثابت نہ ہو، اس لئے معتبر سند ملنے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس قصے کا انتساب کرنا درست نہیں ہے۔
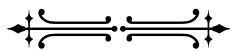
روایت نمبر (۳۱)

"أميتوا الباطل بترك ذكره".

باطل کا ذکر ہی چھوڑ کر اسے ختم کیا کرو۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی ،اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے ،کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
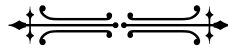
روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: "أذيبوا طعامكم بذكر الله عزوجل والصلاة ولا تناموا عليه، فتقسوا قلوبكم". یادِ الٰہی اور نماز سے اپنا کھانا گلایا کرو، کھانا کھا کر سویا نہ کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔	یہ منکر روایت ہے، محدثین کی ایک جماعت نے اسے من گھڑت یا من گھڑت کے مشابہ کہا ہے، بہر صورت آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔
② روایت: "لوگوں کو قیامت کے دن ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا"۔	یہ منکر روایت ہے، بعض نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے، بہر صورت آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔
③ روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کو خواب میں دیکھ کر دمشق سے مدینہ آنا، پھر اذان دینا اور مدینہ والوں کی آہ وبکا۔	یہ منکر حکایت ہے، محدثین کی ایک جماعت نے اسے من گھڑت بھی کہا ہے، بہر صورت اسے بیان کرنا درست نہیں ہے، اصل قصہ اس کے علاوہ ہے، تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔
④ روایت: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا ترتیب وار چالیس احادیث بیان کرنا، اور انہیں یاد کرنے پر انبیاء و علماء کے	حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلا تعاقب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

ساتھ حشر کی فضیلت۔	کے اس قول کو بر قرار رکھا ہے۔
⑤ روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا کہ میری امت کا حساب میرے حوالہ فرمادیجئے، تاکہ میری امت کو دوسری امتوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔۔۔“۔	من گھڑت
⑥ روایت: ”اگر اللہ کے نزدیک ماں باپ کی نافرمانی میں اُف سے کم تر جملہ بھی ہوتا تو اسے حرام فرمادیتے۔۔۔“۔	من گھڑت
⑦ روایت: ”لي مع الله وقت، لا يسع فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل“. میرے اور اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں، جہاں کوئی فرشتہ بھی پَر نہیں مار سکتا، اور جہاں کوئی نبی مرسل یعنی جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جاسکتے۔	یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ بعض صوفیاء کا کلام ہے، نیز اس قول کے پس منظر میں ایک مشہور قصہ بھی (جس میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کون؟ پھر فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کون؟) سنداً ثابت نہیں ہے، تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔
⑧ روایت: ”کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں، ایک ہزار رکعتوں اور ایک ہزار مریضوں کی عیادت کرنے سے افضل ہے“۔	من گھڑت
⑨ روایت: ”ما من نبي نُبِّىءَ إلا بعد الأربعين“. ہر نبی کو نبوت چالیس برس بعد ملی ہے۔	من گھڑت
⑩ روایت: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لمبی مونچھیں رکھے گا اس کو چار قسم کا عذاب دیا جائے گا: وہ میری شفاعت نہیں پائے گا، اور نہ وہ میرے حوض کوثر سے پانی پی سکے گا، اور اس کو قبر میں عذاب دیا جائے گا، اور اللہ تعالی اس کے پاس منکر نکیر کو غصے کی حالت میں بھیجیں گے“۔	من گھڑت

روایت	حکم
⑪ روایت:"لأنين المذنبين أحب إلي من زجل المسبحين". باری تعالی کا ارشاد ہے کہ گناہ گار بندوں کا رونا مجھے زیادہ محبوب ہے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سے۔	یہ روایت سنداً بطور حدیثِ قدسی نہیں ملتی، البتہ یہ مضمون سنداً شیخ ابو علی، صاحبِ عبد اللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، اس لیے اسے صرف شیخ ابو علی، صاحبِ عبد اللہ جَبَلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کرنا چاہیے۔
⑫ روایت: روزِ قیامت اللہ تعالی کا فقراء سے معذرت کرنا۔	باطل، بے اصل
⑬ روایت: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معلّمین کے لئے مالداری کی دعا فرمانا اور قُراء کے لئے فقر کی دعا فرمانا۔	من گھڑت
⑭ روایت: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معلّمین کے لیے بخشش، درازی عمر اور کمائی میں برکت کی دعا فرمانا۔	من گھڑت
⑮ روایت: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص یہ چاہے کہ وہ جہنم کی آگ سے آزاد کردہ لوگوں کو دیکھے تو وہ علم کی طلب والوں کو دیکھ لے۔۔۔"۔	من گھڑت
⑯ روایت: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے، قل هو الله أحد، اکیس مرتبہ پڑھ کر مُردوں کو بخش دے تو اسے مُردوں کی تعداد کے بقدر اجر دیا جائے گا"۔	من گھڑت
⑰ روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وتر کے بعد دو سجدے کرکے "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" پڑھنے پر بہت سے فضائل کی بشارت دینا۔	من گھڑت
⑱ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما صب الله شيئا	من گھڑت

في صدري إلا وصبه في صدر أبي بكر. جو چیز بھی اللہ نے میرے دل میں ڈالی، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ڈال دی ہے"۔	
⑲ روایت: درود پڑھنے پر اللہ تعالی ستر ہزار پَروں والا ایک پرندہ پیدا کریں گے جس کی تسبیح کا اجر درود پڑھنے والے کو ملے گا۔	علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے من گھڑت ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔
⑳ روایت: جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے اسے موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔ ضمناً اس روایت کی بھی تحقیق کی گئی ہے:"من تكلم عند الأذان خيف عليه زوال الإيمان"۔ جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے اس کے ایمان کے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔	پہلی روایت سنداً نہیں ملتی، سند ملنے تک اس کے بیان کرنے کو موقوف رکھا جائے۔ ضمنی روایت من گھڑت ہے۔
㉑ روایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تنور کی آگ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رومال کے میل کچیل کو صاف کرنا، اور رومال کا نہ جلنا۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
㉒ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد، عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیوار، عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حلقہ ہے"۔	شدید منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، یہ حکم مشہور روایت: "أنا مدينة العلم وعلي بابها" (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے) کے علاوہ ذکر کردہ اضافی کلمات کا ہے۔
㉓ روایت: ستائیس رجب کے روزے و نماز پر سو سال کے روزوں و نماز کا ثواب۔	یہ حدیث منکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

۲۴ روایت: "من أكرم حبيبته، وفي رواية كريمتيه لايكتب بعد العصر". جو شخص اپنی محبوب چیز اور ایک روایت میں ہے دو مکرم چیزوں کا اکرام کرنا چاہے تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے۔	یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے نہیں ہے، محدثین نے اسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے علاوہ کسی طبیب وغیرہ کا قول قرار دیا ہے۔
۲۵ روایت ①: افطار کی دعا: "اللّٰهم لك صمت وبك آمنت وعليك توكلت وعلى رزقك أفطرت". ② روزے کی نیت ان الفاظ سے کرنا: "و لصوم غد نويت"۔	پہلی دعا اس وجہ سے تحقیق کا جزء ہے کہ افطار کی یہ دعا عوام کی زبانوں پر مذکورہ الفاظ سے مشہور ہے، حالانکہ دعا میں: "وبك آمنت وعليك توكلت". کے الفاظ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق ثابت نہیں ہیں، صرف یہ الفاظ ثابت ہیں: "اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت". تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ دوسری دعا جو روزے رکھنے کے لیے زبان سے پڑھی جاتی ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ پسندیدہ بات ہے، لیکن ان الفاظ سے نیت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لیے ان الفاظ سے محض نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ ان الفاظ سے نیت کرنے کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

۲۶ روایت: حدیثِ ہریسہ، جس میں ایک خاص کھانے ہریسہ استعمال کرنے پر قوتِ جماع وغیرہ پر تقویت کا ذکر ہے۔	من گھڑت
۲۷ روایت: "أحبوا العرب لثلاث: لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل الجنة عربي". آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عربوں سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کیا کرو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہوگی۔	شدید ضعیف، متقدمین و متاخرین محدثین کی ایک جماعت نے اسے صاف من گھڑت کہا ہے، بہرصورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔
۲۸ روایت: "ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں فقیر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "نکاح کرلو"۔ نکاح کے بعد پھر دوبارہ آکر کہا: میں فقیر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نکاح کرلو"۔ یہاں تک کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر چار نکاح کر لئے، پھر اللہ نے اسے مالدار کر دیا"۔	سنداً روایت میں صرف ایک دفعہ نکاح کا ذکر موجود ہے اور یہ قابلِ بیان ہے، اس کے بعد چوتھے نکاح تک کا ذکر سنداً نہیں ملتا، اس لئے اسے بیان نہ کریں۔
۲۹ روایت: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والوں کے لئے جنت ایسے مزین کی جاتی ہے جس طرح ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مزین ہوتی ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، کیونکہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا ہوں، اور یہ منکر روایت ہے۔
۳۰ روایت: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں ہنسنے سے قبر میں اندھیرا ہوتا ہے"۔	باطل
۳۱ روایت: نماز کی جانب جاتے ہوئے، ایک بوڑھے شخص کے احترام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان سے آگے نہ چلنا، اور اس پر ان کا اعزاز۔	من گھڑت

روایت	حکم
⑭ روایت:"إن أبا بكر لم يفضلكم بكثرة صلاة ولا صيام، ولكن بشيء وَقَر في صدره". ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت تم پر کثرتِ نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے دل میں پختہ ہے۔	یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حیثیت سے ثابت نہیں ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کر سکتے، البتہ مشہور قول کے مطابق یہ قول حافظ بکر بن عبد اللہ مُزَنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸ھ) کا ہے۔
⑮ روایت: باری تعالی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے موقع پر فرمانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت عرش پر آجائیں۔	من گھڑت
⑯ روایت: دنیا کے جانوروں میں سے دس جانوروں کا جنت میں جانا۔	علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات قابلِ اعتماد نہیں ہے، نیز بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
⑰ روایت: فجر کی سنتیں گھر میں ادا کرنے پر روزی میں وسعت، اہل خانہ کے مابین تنازع نہ ہونا، اور ایمان پر خاتمہ۔	بے اصل
⑱ روایت:"من صلى خلف عالم تقي، فكأنما صلى خلف نبي". جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔	ائمہ حدیث وفقہاء کرام کی تصریح کے مطابق یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
⑲ روایت:"من تزيا بغير زيه فقتل فدمه هدر". جس نے کسی غیر کا روپ و بھیس اختیار کر لیا، پھر وہ قتل کر دیا گیا تو اس کا خون معاف ہے۔	حضرات محدثین کے مطابق اس کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: روزِ محشر باری تعالی کا ارشاد ہو گا کہ کون ہے جو حساب دے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے آنے پر اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: صحابی رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھ کر، اللہ سے نمک مانگنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
③ روایت: بھیڑ / دنبہ کو دیکھ کر سورۂ کوثر پڑھنے پر اجر۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
④ روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی تنور میں لگائی وہ نہیں پکی، پوچھنے پر فرمایا: جس چیز کو محمد کا ہاتھ لگ جائے اسے آگ نہیں چھو سکتی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑤ روایت: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کے احوال بیان کرنا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے بارے میں انتہائی غم زدہ ہونا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر انہیں تمام احوال بیان کرنا۔	یہ روایت خاص اس سیاق و پس منظر کے ساتھ نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تین تین محبوب اشیاء۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑦ روایت: ”لا تنظروا إلى المردان، فإن فيهم لمحة من الحور“. بے ریش لڑکوں کو مت دیکھو، کیونکہ ان میں حوروں کی سی جھلک ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
⑧ روایت: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو شمار کرنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: کھانے کے ہر لقمہ پر "اللّهم لك الحمد ولك الشكر" کہنے سے ایک روزے کا اجر۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑩ روایت: عید کے دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بے سہارا یتیم بچے کے ساتھ اخلاقِ کریمانہ سے پیش آنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑪ روایت: نیک بندے کی قبر میں حور کا آنا، ہار کا ٹوٹنا، اس کے موتی چننے میں مصروف ہونا اور قیامت کا وقوع۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑫ روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر دس بار آنا اور دس چیزیں لے جانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑬ روایت: چار چیزیں چار چیزوں کو زائل کر دیتی ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑭ روایت: چھ جگہوں پر باتیں کرنا چالیس سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑮ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اپنے نفس کا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے"۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے طور پر ثابت نہیں ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہ قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال میں ملتا ہے، ان کی جانب منسوب کر کے بیان کر سکتے ہیں۔
⑯ روایت: "الدين المعاملة"۔ دین تو سراسر معاملات ہی ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
⑰ روایت: "① جس نے چالیس دن تک گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق برے ہو جائیں گے ② اور جو شخص چالیس دن تک گوشت کھائے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا"۔	روایت کا پہلا حصہ من گھڑت ہے، اس پہلے حصے کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے، جبکہ دوسرا حصہ سنداً نہیں ملتا، لہٰذا اس دوسرے حصے کو سند ملنے تک آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنے سے احتراز کیا جائے۔
⑱ روایت: بے پردہ عورت جہنم میں بالوں کے بل لٹکائی جائے گی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑲ روایت: حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چالیس ہزار سال کی عبادت سے امتِ محمدیہ ﷺ کی فجر کی دو سنتیں بڑھ کر ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑳ روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزِ قیامت ایک، ایک قبر سے ستر، ستر مردے اٹھیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉑ روایت: "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لا إله إلا الله محمد رسول الله. جو شخص وضو سے پہلے یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالی وضوء کے ہر قطرے کے بدلے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا اور وہ قیامت تک کلمہ پڑھتے رہیں گے، اور ان سب کا ثواب اس شخص کو ملے گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉒ روایت: "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے گا تو قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا: اے رحمن کی تعریف کرنے والے! اٹھ، اور جنت میں داخل ہو جا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉓ روایت: پہاڑ دیکھ کر "فتبارك الله أحسن الخالقين" پڑھنے پر، پہاڑ کے ذرات کے برابر نیکیاں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
۲۴ روایت: تیئس (۲۳) رمضان المبارک میں سورۂ عنکبوت وسورۂ روم پڑھنے پر جنت کی بشارت۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۵ روایت: جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۶ روایت: ایک صحابی کا بیان کہ آپ ﷺ ان کے پاس دعوت دینے کے لئے سو (۱۰۰) سے زائد مرتبہ گئے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۷ روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا چکی چلانا، آپ ﷺ کا چکی چلانے میں تین دن تک ان کی مدد کرنا، اور بالآخر ان کا مسلمان ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۸ روایت: ''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان والے کی قبر پر ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۲۹ روایت: آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے واسطے لگائے گئے تین سو درختوں کا راتوں رات اُگنا۔	یہ واقعہ ان ذکر کردہ الفاظ سے مشہور ہے، اگرچہ قصہ اس مضمون کے ساتھ موجود و ثابت ہے، جسے کتاب میں لکھا گیا ہے، لیکن دو چیزیں مسنداً نہیں ملتیں ① یہ درخت راتوں رات اُگ گئے ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے آقا نے کہا کہ بعض کھجوروں میں گٹھلیاں نہیں ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو تم نے رات کو نکال لی تھیں۔ البتہ مسند و ثابت شدہ روایت سے

روایت	تبصرہ
	معلوم ہوتا ہے کہ درخت اُسی سال اُگ کر پھل دار ہوگئے تھے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لگا درخت نہ پھلا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اپنے دستِ مبارک سے لگایا تو یہ بے موسم درخت بھی اُسی سال پھل لے آیا، تفصیل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔
۳۰ روایت: دورانِ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ لکڑیاں جمع کرنے کی خدمت میں انجام دوں گا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۳۱ روایت: "أميتوا الباطل بترك ذكره". باطل کا ذکر ہی چھوڑ کر اسے ختم کیا کرو۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فائدہ:

① ''بیان نہیں کرسکتے'' سے مراد ہے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

② ''بیان کرنا موقوف رکھا جائے'' یعنی سندِ معتبر ملے بغیر ہر گز بیان نہ کریں، مزید تفصیل ''مقدمہ'' میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ ''بے اصل'' اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ ''اسرائیلی روایت'' سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جاسکتا ہے، آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُواۃ

نمبر شمار	وہ راوی جن کے بارے میں جرحاً یا تعدیلاً کلام نقل کیا گیا ہے	سن پیدائش / سن وفات	اقوال	صفحہ نمبر
١	إبراهيم بن محمد الفيريابي		اختلف فيه	٢١٣
٢	إبراهيم بن المنذر بن عبد الله بن المنذر الأسدي الخزامي	توفي ٢٣٦هـ	تعديل	٢٦٤
٣	محمد بن الحسين بن الحسن أبو بكر القطان	توفي ٣٣٢هـ	تعديل	٢٦٤
٤	أحمد بن عبدالله بن خالد الجُوَيْبَاري		جرح	٩٨
٥	أحمد بن محمد بن سليمان قاضِي القضاة بنُوْقَان طُوْس		لم أجده	١٧٢
٦	أحمد بن ناصح المِصِّيصِي أبوعبدالله		تعديل	٢٦٦
٧	إسحاق بن إبراهيم الطبري		جرح	٣٨
٨	إسحاق بن بِشْر بخاري أبوحذيفه	توفي ٢٠٦هـ	جرح	٤٩
٩	إسحاق بن نَجِيح أبوصالح المَلَطِي الأزدي		جرح	٩٩
١٠	إسماعيل بن علي بن الحسن بن بندار بن مثنى أبو سعد الإسترابادي الواعظ	توفي ٤٤٨هـ	جرح	١٧٥
١١	أصرم بن حوشب أبوهشام الهمداني الكندي الخراساني		جرح	٣٤
١٢	بَزِيْع بن حسان خصّاف أبو خليل البصري		جرح	٢٤
١٣	حسن بن تميم بن تمام		لم أجده	١٧٢

١٤	حسن بن علي بن صالح بن زكريا أبو سعيد العَدَوِي البصري		جرح	٢٢١
١٥	الحسين بن محمد بن الحسين بن عبدالله بن صالح بن شعيب بن فَنْجُوية أبو عبد الله الثقفي	توفي ٤١٤هـ	تعديل	٢٦٥
١٦	خالد بن هيَّاج بن بسطام		جرح	١٩٣
١٧	دينار أبو مِكْيَسْ الحبشي	توفي ٢٢٩هـ	جرح	١٦٨
١٨	زيد بن عبدالله بن مسعود الهاشمي أبوالقاسم ويقال أبو الخير ابن رِفاعه		جرح	٦٩
١٩	سعد بن سعيد أبو سعيد الجرجاني يلقب سَعْدَوَيْه		جرح	٧١
٢٠	سعيد بن سنان أبومهدي		جرح	١٢٩
٢١	سعيد بن محمد المدني		جرح	٢٦٤
٢٢	سفيان بن وكيع بن جرّاح	توفي ٢٤٧هـ	جرح	٢١٧
٢٣	سلاّم بن سليمان بن سوّار ابو العباس الثقفي	توفي ٢١٠، أوبعدها	جرح	٢٢٨
٢٤	شِبِل بن علاء بن عبد الرحمن بن يعقوب الحرقي المديني		جرح	٢٦٠
٢٥	عاصم بن علي		تعديل	١٨٣
٢٦	عباد بن عبدالصمد أبو معمر		جرح	١٥٩
٢٧	عبدالله بن أحمد بن عامر أبو القاسم الطائي	توفي ٣٢٤هـ	جرح	١٤٢
٢٨	عبدالله بن محمد بن مغيرة أبو الحسن الكوفي	توفي ٢١٠هـ	جرح	١٦٣
٢٩	عبد الباقي بن قانع البغدادي الحافظ الحنفي		اختلف فيه	٢٦٤

٣٠	عبد العزيز بن عمران الزهري	توفي ١٩٧هـ	جرح	٢٥٨
٣١	عبد العزيز بن محمد بن عبيد الدَرَاوَرْدِي	توفي ١٨٦هـ أو١٨٧ هـ	تعديل	٢٦٦
٣٢	عثمان بن عبدالله أبو عمرو القُرَشي المغربي الأموي		جرح	٢٧٢
٣٣	علاء بن عمرو الحنفي	توفي ٢٢٧هـ	جرح	٢٤٣
٣٤	علي بن عاصم بن صهيب الواسطي		اختلف فيه	١٨٣
٣٥	علي بن محمد بن يعقوب البَرْدَعِي		لم أجده	١٧٢
٣٦	عمر بن أبي عمر		جرح	٨٨
٣٧	عمر بن محمد بن الحسين الكَرَجِي		لم أجده	١٧٢
٣٨	عمرو بن بكر بن تميم السَكْسَكِي الشامي		جرح	٢١٤
٣٩	عيسي بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب العلوي		جرح	٢٣١
٤٠	محمد بن أحمد بن نصر أبوجعفر الترمذي الشافعي الزاهد	توفي ٢٩٥هـ	تعديل	٢٦٤
٤١	محمد بن أيوب بن هشام المزني الشافعي المعروف بكاَكاَ الرازي		جرح	٨٣
٤٢	محمد بن حجاج لَخَمِي		جرح	٢١٠
٤٣	محمد بن الحسن بن البشر		لم أجده	٢٦٦
٤٤	محمد بن حسن بن محمد بن زياد بن هارون بن جعفر بن سند أبوبكر النَقَّاش المقرئ المَوصلي	توفي ٣٥١هـ	جرح	٧٩

٤٥	محمد بن داؤد بن دينار الفارسي		جرح	١٢٣
٤٦	محمد بن سفيان بن موسى أبويوسف الصفار		سكت عليه	٢٦٦
٤٧	محمد بن عجلان المدني	توفي١٤٨هـ	تعديل	٢٦٦
٤٨	محمد بن فَرُّخان أبو طيب		جرح	١٣٤
٤٩	محمد بن فضل بن عطيه الخراساني المروزي	توفي ١٨٠هـ	جرح	٢٥٢
٥٠	محمد بن المنكدربن عبد الله بن الهدير	توفي ١٣٠هـ أوبعدها	تعديل	٢٦٥
٥١	نهشل بن سعيد بن وردان أبوسعيد الخراساني		جرح	١٣١
٥٢	هيَّاج بن بِسْطَام أبو خالد التميمي الحنظلي الخراساني الهروي	توفي١٧٧هـ	اختلف فيه	١٨٩
٥٣	يحيي بن بُرَيْد بن عبد الله بن أبي بردة بن أبي موسي الأشعري		جرح	٢٤٦
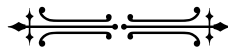
مصادر اور مراجع

یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں ''الف لام'' آتا ہے، حروف تہجی میں اِن حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے دو نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- –الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)،الناشر،إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- – الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،أيچ أيم سعيد ـ كراتشي.
- – إتحاف الخِيَرَةُ المَهرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري(٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم،دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- – إتحاف الخِيَرَةُ المَهرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت: للعلامة أبي عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- – إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/ ١٢٠٥هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- – إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأخْبَار الوَارِدَة على الألْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي(٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت:الدكتور يحيي مُراد،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.
- – الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت: محمدبن سعيدبيسوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

- الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت: عبدالفتاح أبوغدة مكتب المطبوعات الإسلامية-بحلب،الطبعة السابعة١٤٣٧هـ.

- الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج - جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

- أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي - بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

- أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي (٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش المكتب الإسلامي - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري (١٠١٤هـ)،محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي - بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت.

- الإصابة في تَمْيِيزِ الصحابة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،دار الكتب العلمية - بيروت.

- أطْرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهـير بن ناصر،دارابن كثير - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/ ٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

- الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت: محمد شكور المياديني،دارعمان - عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد - الرياض.

- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت: محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/ ٥٦٢هـ)،ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- البحرالرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئتة.
- البَحْرُ الزَّخَّارالمعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار(٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٩هـ.
- البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت: مصطفى أبوالغيظ و عبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال،دارالهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:عبدالله بن عبدالمحسن التركي،دارهجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:رياض عبد الحميد مراد،دارابن كثيرـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة.
- البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبدالسلام تدمري،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.

- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: الدكتور بشّار عوّاد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- تاريخ الخلفاء: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

- تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دارالفكرـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ /٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

- تبيين العجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت: أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دارالكتب العلمية ـ بيروت .

- تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دارالفكرـ بيروت .

- التذكرة في الاحاديث المُشْتَهـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

- تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي فتني (٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان .

- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلميةـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ ـ ٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ ـ ٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.

- التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.

- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي (١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي (١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.

- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: محمد عوّامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الرابعة ١٤١٨هـ.

- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

- تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذَهَبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت: محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة١٤٠٦هـ.

- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد علِيّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

- – تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- – التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاجالعارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- – التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة١٢٨٦هـ.
- – جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- –جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- – جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: عبدالقادر الأرنؤوط،مكتبة دار البيان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- –الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي(٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالةـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- – الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- – الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ) ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- – حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة١٤٢٣هـ.

● – حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي (١٢٣١هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● – الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● – الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩ هـ/٩١١هـ)،ت: خالد طرطوسي،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● – حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● – الدراية: للحافظ ابي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبدالله هاشم اليماني،دارالمعرفة ـ بيروت.

● – الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● – الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة : للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هـجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.

● – دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● – ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دارالسلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● – ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- – ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.
- – ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:عبدالقيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- – الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: عبدالله دحين،دارالوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- – ردُّ المُحْتَارعلي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي (١١٩٨هـ/ ١٢٥٢هـ)،دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.
- – روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- – زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوُوط وعبدالقادر الأرنوُوط،موسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- –الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك(١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .
- – الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ /٢٤١هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٣هـ .
- – سبل الهدي والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- – سفر السعادة: للعلامة أبو طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت:احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركزالكتاب ـ مصر، الطبعةالأولى ١٤١٧هـ.
- – سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني(١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـ الرياض .
- – سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ .

- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- شرح الشفاء: للملاّ علي بن سلطان الهروي القاري (١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.
- شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري (١٠١٤هـ)،ت:عبدالله محمد الخليلي، دارالكتب العلمية ـ بيروت.
- شرح الزرقاني: للعلامة محمد الزرقاني بن عبد الباقي بن يوسف المصري الازهري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي (٤٤٩هـ)،ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)،دارالإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)، دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- صحيح البخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.
- الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكرعبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي (٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- الضعفاءوأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت: سعدي الها شمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

- الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)،ت:الدكتور عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي (٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدَارَ قُطْنِي الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت: محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض، الطبعة ١٤٠٥هـ .
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان .
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥ هـ)،ت: محمد أحمد الحلاق،دارإحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- غنية المتملي: للعلانة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،مخطوط .

- – غنيةالمستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي،مكتبة نعمانيةكانسي رود ـ كوئيته.
- – الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دارالمعرفة ـ بيروت.
- – الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.
- – فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢ هـ)، إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.
- – الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.
- – الفوائد المجموعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)، ت: رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- – الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- – الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي(١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعةالثالثة ١٤١٩هـ.
- – فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُناوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دارالمعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.
- – فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُناوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصرالله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- – قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة (١٣٣٦هـ /١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- – الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذَهَبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية و موسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● – الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمّد معوّض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● – الكامل في ضعفاء الرجال:للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الـجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: يحيي مختارغزاوي،دارالفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

● – كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفَرَج عبد الرحمن بن عليبن الجَوزِي القُرَشِي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية – المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● – كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● – كتاب المجروحين مِنَ المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حِبَّان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهـيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● – كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة،دارالثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● – الكَشْفُ الحَثِيث عمَّن رُمي بوَضْعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاءإبراهيم بن محمد بن خليل الطرابُلسي (٧٥٣هـ/ ٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● – كَشْفُ الخَفَاء ومُزِيلُ الإلباس عما اشْتُهِرَمن الأحاديث علي أَلْسِنَة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العَجْلَوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هـنداوي، المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٧هـ.

● – كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العَجْلَوني الجراحي (١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)، ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● – الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.
- كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِه الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الوَلْهَاري (١٢٨٣هـ).
- اللُؤْلُؤُ المَرْصُوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاوقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فوّاز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ .
- لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: شيخ عبد الفتّاح أبوغُدّة،دار البشائر الإسلاميّة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت: محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.
- ماثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي(٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـدهلي.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي (٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت: الشيخ عبد الله الدرويش،دار الفكرـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نورأحمد،إدارةالقرآن ـكراتشي،الطبعة الثالثة١٤٢٩هـ
- مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دارالوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ .
- المُحَلَّى بالأثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي (٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـمصر،الطبعة ١٣٥٢هـ .
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي

(١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

● – مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● – المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

● – المدخل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● – مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٨هـ.

● – مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● – مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● – مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● – المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلميةـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● – المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبدالرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

● – المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملاّ علي بن سلطان الهروي القاري (١٠١٤هـ)، ت: الشيخ عبد الفتّاح أبو غدّه،ايچ ـ ايم ـ سعيدكمپني ـ كراتشي (باكستان).

● – المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

- – مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي فاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.
- –المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت: طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .
- – معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)، نور محمد كتب خانه ـ كراتشي.
- – المُغني عن حَمْلِ الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ /٨٠٦هـ)،ت:أبومحمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبةدار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- – المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت: الدكتورنور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بد ولة– قطر، الطبعة١٤٠٧هـ.
- – المغيرعلي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دارالعهد الجديد ـ بيروت.
- – المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الألْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- – المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الألْسِنَة: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- – مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمدالغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- –المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- – مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- – المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- – المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة : للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.
- – منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تَيْمِيَة الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسّسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- – المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة١٤٢٥هـ.
- – الموضوعات للصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصاغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .
- – ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
- – النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة علي خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- – نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،دار الفكر .
- – نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة أحمد بن محمد بن عمر،شهاب الدين الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.
- – نصب الراية: للحافظ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.
- – نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- – نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.